

درجہ عربیہ (مدارس عربیہ) اور لار سے متعلق طلباء و طالبات کیلئے

علم میراث کی لاجواب کتاب

وَعَلِّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ



أصول میراث

تالیف

جامع المقبول والمنقول حضرت علامہ

پیر مظہر شریذ شاہ صاحب

نائب مہتمم جامعہ شریذیہ

ناشر

ملتیہ نظامیہ جامعہ شریذیہ ساہیوال
فون ۲۶۸۵

درجہ عربیہ (مدارس عربیہ) اور لار سے متعلق طلباء و طالبات کیلئے

علم میراث کی لاجواب کتاب

وَعَلِّمُوا النَّاسَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنَّهَا نَصْفُ الْعِلْمِ
وَعَلِّمُوا النَّاسَ



اصول میراث

تالیف

جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ

پیر مظہر شریذ شاہ صاحب

نائب مہتمم جامعہ شریذیہ

ناشر

مکتبہ نظامیہ جامعہ شریذیہ ساہیوال
فون ۲۶۸۵

ساہیوال پریس فون ۷۵۶۶۰

297431

مجموعہ ۲۵۵

۳۷۱۲۱ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ اصول میراث

تالیف _____ علامہ مظہر فرید شاہ صاحب

ترجمین _____ مفتی محمد امین کریمی صاحب

پروف ریڈنگ _____ حافظ سید محمد مقبول شیرازی صاحب

ناشر _____ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

کمپوزنگ _____ یونائیڈ کمپیوٹر ٹریننگ کالج
۴۱- سی فرید ٹاؤن ساہیوال

تعداد _____ ایک ہزار

قیمت _____ ۳۶ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۹	مقدمہ	-
۲۱	سبق نمبر ۱	۱
۲۱	ترکہ سے متعلق حقوق کا بیان	۲
۲۱	تجیز و تکفین	۳
۲۱	معیار کفن	۵
۲۳	طریقہ تکفین	۶
۲۳	قضائے دین	۷
۲۴	مسئلہ (قرض بابت حقوق اللہ)	۸
۲۵	وصیت	۹
۲۵	تقسیم میراث	۱۰
۲۵	قرآن و سنت اور اجماع کے حوالہ سے ورثاء کی ترتیب	۱۱
۲۶	عصبات نسیہ - عصبات سبیہ - عصبتہ العصبات السبیہ	۱۲
۲۶	رد علی اصحاب الفرائض النسیہ	۱۳
۲۶	ذوی الارحام - مولی الموالات	۱۴
۲۸	المقرلہ بالنسب علی الغیر	۱۵
۲۹	اسباب ارث	۱۶
۳۰	ارکان ارث	۱۷
۳۱	سبق نمبر ۲	۱۸
۳۱	موانع ارث	۱۹
۳۱	رقیت	۲۰
۳۲	قتل	۲۱
۳۳	اختلاف دین - اختلاف وار	۲۲
۳۴	وضاحت	۲۳

نمایہ کتب

۲۳/۱۱۹۷

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۳۵	سبق نمبر ۳	۲۴
۳۵	میراث کے حصوں کا بیان اور مسائل کا طریقہ تخریج	۲۵
۳۶	جد صحیح اور جدہ صحیحہ	۲۶
۳۸	نصف - ربع - ثمن - ثلثان - ثلث اور سدس کے مستحقین	۲۷
۳۸	میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ	۲۸
۴۲	سبق نمبر ۴	۲۹
۴۲	اعداد کے درمیان نسبت کا بیان	۳۰
۴۲	تماثل - تداخل	۳۱
۴۲/۴۲	توافق - تباین	۳۲
۴۳	توافق اور تباین کی پہچان کا طریقہ	۳۳
۴۴	دو متداخل اور متوافق عددوں کے فرق نکالنے کا طریقہ	۳۴
۴۶	سبق نمبر ۵	۳۵
۴۶	صحیح مسائل کا بیان	۳۶
۴۶	صحیح کی تعریف	۳۷
۴۶	سہام اور رؤوس سے متعلق قوانین	۳۸
۴۸	رؤوس اور رؤوس سے متعلق قوانین	۳۹
۵۱	سبق نمبر ۶	۴۰
۵۱	اصحاب فرائض کے تفصیلی حالات	۴۱
۵۱	باپ کی تین حالتیں بمعہ امثلہ	۴۲
۵۲	جد صحیح کی چار حالتیں بمعہ امثلہ	۴۳
۵۲	باپ اور جد صحیح کی مختلف فیہ حالتیں	۴۴
۵۶	خینفی بھائی اور خینفی بہن کی تین حالتیں بمعہ امثلہ	۴۵
۵۷	خاوند کی دو حالتیں بمعہ امثلہ	۴۶
۵۷	بیوی کی دو حالتیں بمعہ امثلہ	۴۷
۵۸	بہن کی تین حالتیں بمعہ امثلہ	۴۸
۵۹	پوتی کی چھ حالتیں بمعہ امثلہ	۴۹

صفحہ	مضامین	بر شمار
۶۴	مسئلہ تشبیہ کی تعریف	۵۰
۶۴	مسئلہ تشبیہ کا مقصد	۵۱
۶۴	مسئلہ تشبیہ کی صورت	۵۲
۶۵	مسئلہ تشبیہ میں تقسیم میراث	۵۳
۶۵	سگی بہن کی پانچ حالتیں بمعہ امثلہ	۵۴
۶۸	ابوی بہن کی سات حالتیں بمعہ امثلہ	۵۵
۷۱	والدہ کی تین حالتیں بمعہ امثلہ	۵۶
۷۲	جدہ صحیحہ کی دو حالتیں بمعہ امثلہ	۵۷
۷۲	دو قرابتوں والی جدہ کی کیفیت	۵۸
۷۵	سبق نمبر ۷	۵۹
۷۵	عصبات نسیہ کا بیان	۶۰
۷۵	عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام	۶۱
۷۶	عصبہ بنفسہ کے متعدد افراد میں سے کے ترجیح دی جائے	۶۲
۷۸	عصبہ بنفسہ کی پانچ جہتیں	۶۳
۸۱	متعدد اقسام کے عصبات میں سے کے ترجیح دی جائے	۶۴
۸۲	سبق نمبر ۸	۶۵
۸۲	جب کا بیان	۶۶
۸۲	جب کی تعریف اور اقسام	۶۷
۸۴	جب حرمان کا حکم کن اصول سے آتا ہے	۶۸
۸۵	محروم اور محبوب کے درمیان فرق	۶۹
۸۶	کیا محروم اور محبوب دوسروں کے لئے حاجب بنتے ہیں	۷۰
۸۷	سبق نمبر ۹	۷۱
۸۷	عول اور سود کا بیان	۷۲
۸۸	کل خارج اور حد عول بمعہ امثلہ	۷۳
۹۱	سبق نمبر ۱۰	۷۴
۹۱	ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان	۷۵

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۹۱	ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین	۷۶
۹۳	قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین	۷۷
۹۴	کسری ترکہ کی تقسیم بمعہ مثال	۷۸
۹۵	سبق نمبر ۱۱	۷۹
۹۵	تخارج کا بیان	۸۰
۹۵	تخارج کی تعریف - ارکان اور شرائط	۸۱
۹۸	سبق نمبر ۱۲	۸۲
۹۸	رد کا بیان	۸۳
۹۸	رد کی تعریف	۸۴
۹۸	قوانین رد بمعہ امثلہ	۸۵
۱۰۵	سبق نمبر ۱۳	۸۶
۱۰۵	مقامت الجد	۸۷
۱۰۶	وضاحت	۸۸
۱۰۷	مقامت الجد اور ٹلٹ جمع مال کی صورتیں	۸۹
۱۰۸	علی بن بھائی کو حصہ دینے کے بعد خارج کرنے کی وجہ	۹۰
۱۰۹	عینی بھائی کی جگہ عینی بن ہو تو پھر	۹۱
۱۱۲	حضرت زید بن ثابتؓ کا نظریہ	۹۲
۱۱۳	مسئلہ اکدریہ میں سگی یا علی بن کو ذی فرض قرار دینے کی وجہ	۹۳
۱۱۵	سبق نمبر ۱۴	۹۴
۱۱۵	مناخہ کا بیان	۹۵
۱۱۵	مناخہ کا مفہوم اور ممکنہ صورتیں	۹۶
۱۱۷	مناخہ کے اصول و ضوابط	۹۷
۱۱۸	تصحیح مسئلہ اور مانی الید کے درمیان نسبت	۹۸
۱۲۷	سبق نمبر ۱۵	۹۹
۱۲۷	ذوی الارحام کی تعریف اور اقسام	۱۰۰
۱۲۹	مذہب اہل رحم - مذہب اہل تنزیل	۱۰۱

صفحہ	مضامین	پریشمار
۱۲۹	مذہب اہل قرابت	۱۰۲
۱۳۰	ذوی الارحام کی قسم اول سے متعلق قوانین	۱۰۳
۱۴۱	جب کسی فرع کی جہات متعدد ہوں	۱۰۴
۱۴۲	ذوی الارحام کی قسم ثانی سے متعلق قوانین	۱۰۵
۱۴۴	ذوی الارحام کی قسم ثالث سے متعلق قوانین	۱۰۶
۱۵۰	ذوی الارحام کی قسم رابع سے متعلق قوانین	۱۰۷
۱۵۴	قسم رابع کی اولاد سے متعلق قوانین	۱۰۸
۱۵۸	جب قسم رابع کی فروع میں تعدد پایا جائے اور جہتیں بھی مختلف ہوں تو پھر	۱۰۹
۱۶۵	سبق نمبر ۱۱	۱۱۰
۱۶۵	خضی کا بیان	۱۱۱
۱۶۵	خضی کی تعریف اور اقسام	۱۱۲
۱۶۶	خضیء مشکل کا بیان	۱۱۳
۱۶۷	امام شعبی کے قول کی توجیہات	۱۱۴
۱۶۹	سبق نمبر ۱۲	۱۱۵
۱۶۹	حمل کا بیان	۱۱۶
۱۶۹	مدت حمل - حمل کا کتنا حصہ موقوف رکھا جائے	۱۱۷
۱۷۰	حمل کے میت کی طرف سے ہونے اور نہ ہونے کی بناء پر تقسیم جائیداد کیسے ہوگی	۱۱۸
۱۷۱	حمل کی صورت میں مسئلہ کا حل	۱۱۹
۱۷۶	سبق نمبر ۱۸	۱۲۰
۱۷۶	مفقود - قیدی - غرقی - حرقی اور ہڈی کا بیان	۱۲۱
۱۷۹	تمت بالخیر	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

اس تالیف ” اصول میراث “ کو میں اپنے والدین کریمین کے ذریعہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پیش کرتے ہوئے خالق ارض و سموات معبود سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ صمدیت جل جلالہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول اہد زہے عز و شرف

☆ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ والہ واصحابہ اجمعین ۵

احقر العباد
منظر فرید شاہ

تقریظ از :- جامع المعقول و المنقول ، استاذ العلماء ، فخر المدرسین رئیس
المحققین زبده الصالحین ، حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب تونسوی دامت
برکاتہ العالیہ مدرس مدرسہ خیر المعاد قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان ۔

جامع معقول و منقول واقف اسرار شریعت و طریقت جامع کمالات علمی و عملی عاشق
صادق رسول حضرت علامہ فہامہ صاحبزادہ الحاج پیر محمد مظہر فرید شاہ صاحب زید
مجہد و شرف نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال ہمہ صفت موصوف ہیں آپ کو یہ
کمالات اپنے والد محترم حضرت امام اہلسنت ، رہبر شریعت و معرفت ، فاح
عیسائیت ، سر تاج ولایت ، عطائے مہر حجاز ، سراپا سوزو گداز پیر ابوالنصر منظور احمد
شاہ صاحب پرنسپل جامعہ فریدیہ ساہیوال صدر جماعت اہلسنت صوبہ پنجاب مشیر
وفاقی شرعی عدالت پاکستان کی خصوصی تربیت اور فیضان نظر سے ورثہ میں ملے ہیں
اسی فیضان نظر نے آپ کو علوم متداولہ ، مثلاً ” صرف ، نحو ، منطق ، فلسفہ ، کلام ،
معانی ، بیان ، بدیع ، مناظرہ ، جیومیٹری ، ریاضی ، جفر ، وراثت ، فقہ ، حدیث ، تفسیر
میں کامل مہارت اور دسترس عطا فرمائی ہے۔

زیر نظر کتاب ” اصول میراث ” صاحبزادہ والا تبار کی تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت
ہے آپ کی تصنیف لطیف ” اصول میراث ” کی جن خصوصیات کو میں نے ملاحظہ کیا
وہ درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ اصول میراث اردو زبان میں علم میراث کی ایک لاجواب کتاب ہے جو اپنی
ظاہری زیبائش کے ساتھ ساتھ ایک علمی اور تحقیقی خزانہ بھی ہے۔
- ۲۔ اصول میراث میں تقسیم ترکہ کے تمام مسائل کو قرآن و سنت اور اجماع
امت کے حوالہ سے نہایت ہی آسان طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔
- ۳۔ اصول میراث میں قرضہ کی ادائیگی ، تجہیز و تکفین ، موانع ارث ، مسائل
میراث کی تخریج ، اعداد کے درمیان نسبت ، صحیح مسائل ، اصحاب فرائض ،
عصبات ، حجب ، عول ، رد ، تخارج ، مقاسمۃ الجد ، مناسخہ ، ذوی الارحام ، خنثی ،
حمل ، مفقود ، قیدی ، ایکسڈنٹ وغیرہ میں یکمشت مرنے والے باہم ورثاء کے

درمیان تقسیم جائیداد اور اس جیسے دیگر مسائل کی بابت تفصیلاً "بحث کی گئی ہے۔
۴۔ اصول میراث میں ورثاء کی مختلف حالتوں کا ذکر کرنے کے بعد ہر حالت کے مطابق دو مثالیں تحریر کی گئی ہیں۔

۵۔ اصول میراث میں فقہاء اسلام کے مابین مختلف فیہ مسائل کو مزید وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے تاکہ تشنگی باقی نہ رہے۔ اللہ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ مولانا موصوف کی اس تصنیف کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل اکمل سے شرف قبولیت عطا فرما کر انہیں دارین کی سعادتوں سے فیض یاب فرمائے۔

آمین شفیق المذنبین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از قلم:

ابوالطاهر غلام محمد چشتی
مدرس جامعہ فریدیہ

تعارف

یوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہت سے انسانوں کو صالح اولاد سے نوازا ہے۔ مگر پیر طریقت رہبر شریعت فاتح عیسائیت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال صدر جماعت اہل سنت (صوبہ پنجاب) مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان کے ہاں علامہ پیر مظہر فرید شاہ صاحب کی ولادت باسعادت انعامات الہیہ میں سے یقیناً ایک عظیم انعام ہے۔

حضرت علامہ پیر مظہر فرید شاہ صاحب ۲۲ جولائی ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول صبح کے وقت محلہ تکیانوالہ ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ ظاہری حسن تناسب کے ساتھ ساتھ روحانی اور باطنی کمال سے بھی مرصع ہیں۔ آپ کے قول و فعل میں یکانگت گفتار میں شائستگی، فکر میں بالیدگی، نظر میں وسعت، کردار میں عفت، عمل میں تحمل و تسلسل جیسی خصوصیات واضح نظر آتی ہیں۔

آپ بلند پایہ مدرس بھی ہیں اور بے مثال مقرر بھی۔ آپ اعلیٰ قسم کے منتظم بھی ہیں اور صاحب بصیرت مصلح بھی۔ ماہر ادبیات بھی ہیں اور منفرد قلمکار بھی۔ قابل ذکر امر تو یہ ہے کہ آپ کے والد گرامی قدر حضرت فخر العصر کی محبت نے آپ کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے سرشار کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ عالمی سطح پر مکمل نظام حیات کو قرآن مقدس اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق قائم ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کو شروع ہی سے انسانی فلاح و بہبود سے متعلق امور سے لگاؤ رہا ہے اور آج بھی اسی جذبہ صادق کو لئے ہوئے مسلسل بڑھ رہے ہیں۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم ایم۔ سی پرائمری سکول گجرا حاطہ ساہیوال سے حاصل کرنا

شروع کی دو سال بعد آپ ایم۔ سی پرائمری سکول اے براؤنچ گول چوک ساہیوال میں داخل ہو گئے وہاں آپ نے پرائمری کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال میں داخل ہوئے یہاں آپ نے مڈل کا امتحان پاس کیا اسی دوران آپ اپنے والد ماجد کے پاس قرآن مقدس اور ابتدائی فارسی و عربی تعلیم حاصل کرتے رہے مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپنے والد گرامی قدر کے حکم کے مطابق جامعہ فریدیہ ساہیوال میں درس نظامی کے حصول کے لئے کوشاں ہو گئے۔ یہاں آپ نے فارسی، صرف، نحو، فلسفہ، منطق، فقہ، اصول فقہ، اصول تفسیر و حدیث جیسے علوم شریفہ کو انتہائی جذب و استغراق سے حاصل کیا۔ آپ کی ذہانت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ فاضل عربی کے امتحان میں ملتان بورڈ میں اول درجہ پر رہے اور اسی دوران آپ نے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ آپ مزید تعلیم کے لئے جامعہ حامدیہ کراچی، مدرسہ عبیدیہ رحمانیہ ملتان اور مدرسہ خیر المعاد ملتان میں پڑھتے رہے۔ اساتذہ کرام میں سے زیادہ وقت جامع المعقول و المنقول حضرت علامہ غلام محمد صاحب تونسوی (خیر المعاد ملتان) کی خدمت میں اکتساب علم کرتے ہوئے گزارا۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا مفتی احمد سعیدی صاحب اور حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب افغانی سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔ سر زمین اولیاء پر ظاہری علوم و فنون کی تکمیل کے ساتھ ساتھ روحانی اور باطنی اصلاح و استکمال میں بھی سرگرداں رہے۔ ان کٹھن مراحل کو طے کرتے ہوئے ایف۔ اے کا امتحان بھی اچھے نمبروں کے ساتھ پاس کر لیا۔

حاضری حرمین شریفین

دوران تعلیم آپ حرمین شریفین کی حاضری سے بھی مشرف ہوئے آپ نے اپنے والد گرامی قدر سے مدینہ منورہ میں ”مقام صفہ“ پر حدیث پاک کی مشہور عالم کتاب بخاری شریف پڑھنا شروع کی اور اسی مقام پر اپنے والد گرامی قدر کے دست شفقت پر بیعت کر کے سلسلہ طریقت میں داخل ہو گئے جو کہ یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔

سرگرمیاں

آپ عالم اسلام کے موجودہ جمود کو انتہائی ناپسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سر دھڑکی بازی لگا کر عالمگیر اسلامی انقلاب برپا کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ حق و صداقت کی بالادستی کے لئے مرد آہن کی طرح ڈٹ جانا آپ کا خاصا ہے۔ آپ کی اولوالعزمی میں کبھی لرزا نہیں آیا۔ جس تحریک میں حصہ لیا اسے بام عروج تک پہنچایا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں اپنی ہمت اور عمر سے بڑھ کر پیش پیش رہے۔ حزب الفرید اور بزم فرید جیسی اصلاحی اور سماجی تنظیموں کو فعال بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

علمی و ادبی ذوق

علمی و ادبی ذوق آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ نے دوران تعلیم اکثر مقامی ضلعی اور ڈویژن کی سطح پر تقریری مقابلوں میں شرکت کی اور اپنا لوہا منوایا۔ آپ نے اپنی زندگی کی پہلی تقریر عید الفطر کے موقع پر جامع سنہری مسجد گولچوک میں سات سال کی عمر میں فرمائی۔ تقریر میں آپ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہو کر آپ پر جوش انداز میں تقریر فرماتے ہیں جس سے نئی راہوں کا تعین ہوتا ہے۔ آپ نے علمی اور تحقیقی مقالات کی تخلیق میں بھی امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ جو مختلف وقتوں میں پاکستان کے جرائد و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں

تدریسی فرائض

۱۹۸۹ء میں اپنی ذہانت، محنت اور علمیت کے بسبب اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے فضل و کرم اور حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے جامعہ فریدیہ میں مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز ہوئے اور درجہ عالیہ کی کتب پڑھانے کی سعادت حاصل کی بہت جلد آپ اساتذہ کرام اور طلباء میں مقبولیت کے حامل ہوئے تدریس کے علاوہ آپ نے انتظامی امور میں بھی نام پیدا کر لیا ہے۔ انتظامی

امور کے آپ خاص مشیر بھی ہیں۔ تعلیمی، تدریسی اور امتحانات اور تقریری پروگراموں کے ڈھانچہ کو بطریق احسن چلانے میں جو لائحہ عمل اختیار کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف میں بھی مقام پیدا کر لیا ہے۔ ”اصول میراث“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے یہ حقیقت ہے کہ علم میراث پر اردو زبان میں اس قدر آسان انداز میں کوئی دوسری کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ آپ کا بیش بہا علمی سرمایہ ہے پچھلے سال آپ نے اس فن کے لئے طلباء، علماء اور وکلاء کو ایک ماہ کا ریفریشر کورس بھی جامعہ فریدیہ ساہیوال میں کروایا جس میں کامیاب ہونے والوں کو امتیازی سندت سے نوازا گیا۔ اس فن میں جائیداد کی تقسیم پر آپ نے ایسے آسان انداز میں کلیات تحریر کئے ہیں کہ ایک عام آدمی بھی باسانی سمجھ سکتا ہے کہ متوفی کی جائیداد کیسے تقسیم کی جائے؟

امتیازی خصوصیات

آپ وجاہت کے ساتھ ساتھ خوش خلقی، ملنساری، ہمدردی، معاملہ فہمی بلند کرداری جیسی نمایاں خصوصیات کے مظہر ہیں۔ جن سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ آپ علم و ادب، اسلامی شعار اور اخلاق کے ایسے بحر ہیں جو کہ لبادہ بشریت میں خراہاں نظر آ رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مولف

جب میں درس نظامی کی تکمیل سے فارغ ہوا تو اپنے والد گرامی قدر سیدی و مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال کے حکم کے مطابق تدریس میں مصروف ہو گیا۔ تدریس کے پہلے سال بیضاوی، سلم العلوم، مناظرہ رشیدیہ، حسامی، ہدایہ، شرح جامی، میذی اور سراجی جیسی کتابیں پڑھانے کا مجھے موقع ملا لیکن علم میراث کی اہمیت کے پیش نظر بعض طلبہ نے ایک مہینے میں فقط علم میراث پڑھنے کا تقاضا کیا۔ چنانچہ والد گرامی حضرت فخر العصر دامت برکاتہم العالیہ کی اجازت سے جامعہ فریدیہ ساہیوال میں دورہ میراث کے عنوان سے مارچ ۱۹۹۲ء میں ایک مہینے کا کورس رکھا گیا۔ جس میں مدارس عربیہ کے ذہین طلبہ کرام، فاضل علماء عظام، لاء سے متعلق احباب اور سرکاری ملازمین نے نہایت ہی جذب و شوق سے شرکت کی۔ جس سے مجھے کافی حوصلہ ملا اور علم میراث کے ساتھ علمی حلقوں کے شغف کا مزید احساس ہوا۔ ساتھیوں کے اصرار اور اس احساس نے قرآن و حدیث اور اجماع امت کے حوالہ سے ایک ایسی کتاب ترتیب دینے پر ابھارا کہ جو مختصر تو ہو لیکن جامع بھی۔ جس میں تقسیم وراثت سے متعلقہ چھوٹے بڑے تقریباً تمام مسائل کا حل مذکور ہو۔ چنانچہ دورہ میراث میں لکھوائے گئے امور کو کتابی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جسے علمی حلقوں نے ایک مستحسن اقدام قرار دیا۔ اس پر تقصیر کی یہ کتاب ”اصول میراث“ پیش خدمت ہے۔ استفادہ کرنے والے حضرات سے التماس ہے کہ دنیا و عقبی میں میری فلاح و بہبود کی دعا فرمائیں اور کتاب میں میری کوتاہیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے درگزر فرمائیں۔

آخر میں مولانا مفتی محمد امین کریمی صاحب اور حافظ سید محمد مقبول شیرازی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مسودہ کی تیاری میں میرا تعاون کیا۔

☆ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ والہ واصحابہ اجمعین ۵

احقر العباد

منظر فرید شاہ

مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال

جنوری ۱۹۹۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ اَبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ ، لَا تَدْرُوْنَ اٰیٰتِهِمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ، فَرِيضَةٌ مِّنْ
اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾

• قرآن کریم •

ترجمہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کون ان میں سے زیادہ قریب ہے
تمہیں نفع پہنچانے میں۔ یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ (تمہاری
مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے۔

وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلَّمُوْهَا النَّاسَ ، فَاِنِّيْ اَمْرُوْهُ مَقْبُوْضٌ ، وَاِنْ هٰذَا
الْعِلْمُ سَيُقْبَضُ ، وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ ، حَتّٰى يَخْتَلِفَ الْاِثْنَانِ فِي الْفَرِيضَةِ ، فَلَا
بَجْدَانَ مِّنْ يَّفْصِلُ بَيْنَهُمَا .

• حدیث شریف •

ترجمہ (اے لوگو) علم فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (اس دنیا سے)
رخصت ہونے والا ہوں اور یہ علم (فرائض) بھی عنقریب (دنیا سے) اٹھا لیا جائیگا۔ اور
(مستقبل میں) حالات یہاں تک نہ گفتم بہ ہوں گے کہ دو شخص وراثت میں جھگڑا کریں گے
پس (لیکن) کسی ایسے شخص کو نہ پاسکیں گے کہ جو ان کے درمیان (وراثت سے متعلق)
فیصلہ کر دے۔

(يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ ، فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ، وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ، وَإِلَىٰ آبَائِكُمْ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ آبَاؤُهُ فَلِلَّذَلِّثِ ، فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِلْأُمَّةِ السُّدُسُ ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ، آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ، فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ ، إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا) .

(وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ، فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلِكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ .. وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ، فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّنُنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ... وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورِثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةً ، وَ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ ، فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ ، وَصِيَّةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ) .

النساء آية ۱۱ - ۱۲

ترجمہ اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا (حصہ) برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لئے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لئے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو میت نے چھوڑا بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کون ان میں سے

زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے اور تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں (یہ تقسیم) اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑو بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلا لہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے۔

(يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ، إِنْ أَمْرُو هَلَكَ لَيْسَ لَهُ
وَلَدٌ ، وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ . وَهِيَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا
وَلَدٌ ، فَإِنْ كَانَتَا أَثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثَّلَاثَانِ مِمَّا تَرَكَ . وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً
رِجَالًا وَنِسَاءً . فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ . يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ
نَضِلُّوا ، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) .. « صدق الله العظيم »

النساء آية ۱۷۶

ترجمہ (اے میرے رسول) فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے۔ آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلا لہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے نہ ہو جس کی کوئی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے اور وہ وارث ہو گا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

مقدمہ

سوال - علم فرائض کی تعریف موضوع اور غرض و غایت بیان کریں؟
جواب - فرائض فریضتہ کی جمع ہے۔ جسکے معنی ہیں مقررہ حصہ اور اصطلاح میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں کہ جسکے ذریعہ میت کے ترکہ (مرنے والے کا بچا ہوا مال) میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

موضوع

علم فرائض کا موضوع ترکہ اور وارث ہے۔ کیونکہ علم فرائض میں ترکہ اور وارث کے متعلق ہی بحث ہوتی ہے کہ متوفی کے ترکہ کے کون کون سے افراد وارث بنتے ہیں۔

غرض و غایت

ورثاء تک ان کا پورا پورا حق پہنچانا یہ علم فرائض کی غرض و غایت ہے۔
سوال - قرآن و حدیث کی روشنی میں علم فرائض کی اہمیت پر روشنی ڈالیں؟
جواب - حقوق و فرائض کی ادائیگی سے قابل رشک نظام حیات تشکیل پاتا ہے۔ جیسے زندہ افراد کے اموال سے لوگوں کے حقوق وابستہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح مردہ لوگوں کے اموال میں بھی دوسرے لوگوں کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کے واسطے سے لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور افراد کے حقوق کا تعین کیا قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا تدرون اہم أقرب لکم نفعاً فریضتہ من اللہ ان اللہ کان علیما حکیماً
(النساء - آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ - اے لوگو تم یہ نہیں جانتے ہو کہ لوگوں میں سے تمہارے لئے نفع کے اعتبار سے کون زیادہ قریب ہے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بے پناہ علم والا - حکمت والا ہے۔
مذکورہ بالا آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نارسا عقل انسانی انسانوں کے صحیح حقوق

کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ انسانی فکر کے مطابق نفع و نقصان کا معیار قانون الہی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لہذا جس کسی کا جو جو حصہ قدرت نے مقرر کر دیا ہے اسکی حقیقت اگرچہ ہمیں معلوم نہ ہو سکے وہ تقسیم الہی بہر حال انسانوں کے لئے بہتر اور مفید ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیمتہ ۰

ترجمہ۔ جو شخص اپنے وارث کی میراث کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اسکی میراث کاٹ دے گا۔ ایک دوسرے مقام پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تعلموا الفرائض و علموها الناس فلنھا نصف العلم ۰

ترجمہ۔ اے لوگو علم فرائض کو سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔

سوال۔ علم فرائض کے نصف علم ہونے کی وضاحت کریں؟
جواب۔ علم فرائض کے نصف علم ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں۔

۱۔ باعتبار حالت

انسان کی دو حالتیں ہیں۔ زندگی اور موت۔ علم فرائض کے علاوہ باقی تمام دینی علوم کا تعلق انسان کی حالت حیات سے ہے۔ جبکہ علم فرائض کا تعلق انسان کی حالت ممات سے ہے۔

۲۔ باعتبار سبب ملک

ملک کے دو سبب ہیں۔

الف۔ ضروری ب۔ اختیاری

علم فرائض کے علاوہ باقی تمام علوم ملک اختیاری کا سبب بنتے ہیں۔ جبکہ علم فرائض ملک ضروری کا سبب بنتا ہے۔ فقہاء بیان فرماتے ہیں کہ وارث اگر اپنا حصہ لینے سے انکار کرے تو قاضی اسکا حصہ جبراً اسکے حوالے کر دے۔

سبق نمبر

ترکہ سے متعلق حقوق کا بیان

سوال - میت کے اموال متروکہ سے کون کونسے حقوق وابستہ ہیں۔ وضاحت کریں؟
جواب - میت کے اموال متروکہ سے بالترتیب چار حقوق وابستہ ہوتے ہیں۔

۱۔ تجہیز و تکفین ۲۔ قضائے دین ۳۔ وصیت
۴۔ تقسیم وراثت

۱۔ تجہیز و تکفین

ترکہ سے متعلق پہلا حق تجہیز و تکفین ہے۔ جہاز ایسے ضروری امور کو کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران مسافر جن کی طرف محتاج ہو۔ اس طرح تجہیز کا مطلب یہ ہوا کہ میت کے سفر آخرت میں میت کے لئے ضروری اشیاء کو فراہم کرنا۔ جیسے غسل تابوت اور کفن و دفن۔ تکفین بھی تجہیز میں داخل ہے۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے۔

معیار کفن باعتبار قیمت

میت کو کفن دیتے وقت یہ دیکھا جائیگا کہ میت اپنی زندگی میں کیسا لباس زیب تن کیا کرتا تھا۔ جس معیار کا کپڑا وہ اپنی زندگی میں استعمال کیا کرتا تھا۔ کفن بھی اسی معیار کے کپڑے کا دیا جائے۔ اس معیار سے قیمتی کپڑے میں کفن دینے کو تہذیر (فضول خرچی) کہتے ہیں اور اس معیار سے گھٹیا کپڑے میں کفن دینے کو تقصیر (کی کرنا) کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا معیار لباس مختلف ہو یعنی کبھی تو وہ کام کاج کے لئے اونٹنی سا لباس پہنتا ہو اور کبھی دوستوں سے ملاقات کے لئے اوسط درجے کا لباس پہنتا ہو اور کبھی تقریبات میں شمولیت کے لئے اعلیٰ درجے کا لباس پہنتا ہو

تو ایسے فرد کو اوسط درجے کے لباس کی قیمت کا کفن دیا جائے۔

معیار کفن باعتبار عدد

مرد کے لئے مسنون کفن کے تین کپڑے ہیں۔

۱۔ لفافہ۔ ۲۔ ازار۔ ۳۔ قمیص

اور عورت کے لئے مسنون کفن کے پانچ کپڑے ہیں۔

۱۔ لفافہ۔ ۲۔ ازار۔ ۳۔ قمیص۔ ۴۔ خمار۔ ۵۔ خرقة

نمبر شمار	کپڑے کا نام	لبائی	چوڑائی	کیفیت
۱	لفافہ	یونے تین گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز	سر سے پاؤں دونوں طرفوں سے ایک ایک بالشت کپڑا زائد ہونا چاہیے۔ لفافہ وہ کپڑا ہے جو میت پر تمام کپڑوں کے بعد لپیٹا جاتا ہے
۲	ازار	اڑھائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز	ازار وہ کپڑا ہے جو لفافہ سے پہلے میت پر استعمال ہوتا ہے اور یہ سر سے پاؤں تک ہے
۳	قمیص	اڑھائی گز	ایک گز کافی ہے	قمیص وہ کپڑا ہے جو ازار سے بھی پہلے میت پر استعمال ہوتا ہے اور یہ کندھوں سے گھٹنوں تک ہوتا ہے۔
۴	خمار	ڈیڑھ گز	تقریباً ۲۱ گز	خمار وہ کپڑا ہے کہ جس کے ساتھ عورت کا سر ڈھانپا جائے
۵	خرقة	دو گز	سوا گز	خرقة وہ کپڑا ہے جس کے ساتھ عورت کے سینے کو مربوط کیا جاتا ہے۔ یہ سینہ سے لے کر ران تک ہوتا ہے۔

نوٹ - مذکورہ بالا کفن ایک نوجوان سالِ کامل قد والے شخص کا ہے بچے اور پست قد شخص کا کفن اسکے مطابق بنایا جائے۔

طریقہ تکفین

مرد کو کفن دینے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چار پائی پر لفافہ کو بچھایا جائے پھر اس پر ازار کو بچھایا جائے۔ اسکے بعد میت کو قمیص پہنا کر ازار پر رکھا جائے پھر میت کو ازار میں اس طرح لپیٹیں کہ ازار کی بائیں طرف سے ابتداء کی جائے اور اسکے بعد دائیں طرف کو میت پر لپیٹا جائے۔ ازار کے بعد لفافہ کو بھی اسی طرح لپیٹا جائے۔

۲۔ قضائے دین

ترکہ سے متعلق دوسرا حق قضائے دین ہے یعنی تجہیز و تکفین کے بعد میت کا جو مال بچ جائے اس مال سے میت کے قرض کو اتارا جائے۔

مسئلہ نمبر ۱

وہ قرض جو شرعی شہادتوں سے ثابت ہو۔ (عام ازیں کہ میت نے وہ قرض حالتِ صحت میں لیا ہو یا حالتِ مرض موت میں لیا ہو) اور جو قرض حالتِ صحت میں میت کے اقرار کرنے سے ثابت ہو۔ وہ قرض سب سے پہلے ادا کیا جائے گا۔ اور وہ قرض جو مرض موت میں میت کے اقرار کرنے سے ثابت ہو وہ بعد میں ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۲

اگر تجہیز و تکفین کے بعد ترکہ اتنا بچے کہ اس کے ساتھ مکمل قرض ادا نہ ہو سکتا ہو تو پھر دیکھا جائیگا کہ قرض خواہ ایک ہے یا ایک سے زائد ہیں اگر قرض خواہ

ایک ہو تو تمام ترکہ اس کے سپرد کر دیا جائیگا اور باقی ماندہ قرض میت کے ذمہ ہو گا قرض خواہ چاہے تو وہ قرض معاف کر دے یا دار جزاء کیلئے محفوظ رکھ لے۔ اگر قرض خواہ ایک سے زائد ہوں تو ان کے قرض کے تناسب سے وہ ترکہ ان قرض خواہوں کے مابین تقسیم کر دیا جائے۔ اور باقی ماندہ قرض میت کے ذمہ ہو گا۔ قرض خواہ چاہیں تو وہ قرض معاف کر دیں اور اگر چاہیں تو دار جزاء کیلئے چھوڑ دیں۔

مسئلہ نمبر ۳

اگر قرض حقوق اللہ سے وابستہ ہو تو پھر اسکی دو صورتیں ہیں۔
 ۱۔ یا تو اس قرض کی ادائیگی کی وصیت نہ کی گئی ہوگی۔
 ۲۔ یا اس قرض کو ادا کرنے کی وصیت کی گئی ہوگی۔
 پہلی صورت میں ادائیگی قرض ضروری نہیں ہے اور دوسری صورت میں یعنی میت نے حقوق اللہ سے وابستہ قرض کو پورا کرنے کی وصیت کی ہو تو ورثاء پر ضروری ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے حصہ سے وصیت کو پورا کریں۔ ایک فوت شدہ نماز کے بدلہ میں آدھا صاع گندم (سوا دو سیر گندم) دی جائے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وٹروں کے بدلہ میں آدھا صاع گندم صدقہ کریں۔ اسی طرح اگر سفریا مرض کی وجہ سے کسی شخص کے رمضان المبارک کے روزے فوت ہو گئے ہوں اور پھر اس شخص کو ان روزوں کی قضائی دینے کا موقع ملا اور وہ قضائی نہ دے سکا۔ اور قضائی دیئے بغیر ہی فوت ہو گیا ہو اور فوت ہوتے وقت یہ وصیت کی ہو کہ ہر روزے کے بدلہ میں میرے مال سے صدقہ کر دینا تو ورثاء پر ضروری ہے کہ لوگوں کے قرض ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے حصہ سے ہر روزہ کے عوض آدھا صاع گندم صدقہ کریں اور اسی طرح اگر میت فرض شدہ حج کی ادائیگی نہ کر سکے اور فوت ہو جائے۔ البتہ فوت ہوتے وقت ورثاء کو اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کر گیا ہو تو ورثاء پر ضروری ہے کہ اس کے ثلث ماقتی سے حج کریں اور اگر وصیت کے بغیر ہی میت کی طرف سے حج کیا گیا تو امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اس حج کو میت کی طرف سے قبول فرمائیں گے۔

۳۔ وصیت

ترکہ سے متعلق تیسرا حق وصیت ہے۔ اگر میت نے اپنی زندگی میں کوئی وصیت کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں جگہ صرف کروینا یا مدرسہ بنا دینا یا مسجد بنا دینا وغیرہ وغیرہ تو تجیز و تکفین اور ادائے قرض کے بعد میت کی جائیداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائیگا اور اسکے تیسرے حصہ میں میت کی وصیت کو پورا کیا جائیگا۔ خواہ تکمیل وصیت میں تمام ورثاء یا بعض ورثاء اختلاف ہی کیوں نہ کریں اور باقی دو تہائی حصہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے اور دوسرے بعض متفق ورثاء کے حصہ میں بھی وصیت کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور اگر تمام ورثاء تکمیل وصیت پر اتفاق کر لیں تو ترکہ کا پہلا اور دوسرا حق نکال کر جو مال بچے اس مال کے ساتھ میت کی وصیت کو پورا کیا جائے۔

۴۔ تقسیم میراث

ترکہ سے متعلق چوتھا حق تقسیم میراث ہے۔ میت کی تجیز و تکفین۔ ادائیگی قرض اور تمیل وصیت کے بعد میت کا جو مال بھی بچے اس مال میں ترتیب شرعی کے ساتھ تقسیم کی جائیگی یعنی قرآن مقدس سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے جو ترتیب ثابت ہے۔ اس ترتیب کو تقسیم میراث میں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

سوال۔ قرآن و سنت اور اجماع امت کے حوالہ سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

جواب۔ تقسیم میراث میں مندرجہ ذیل ترتیب ثابت ہے۔

۱۔ اصحاب فرائض

سب سے پہلے اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دیا جائیگا۔ اور اصحاب فرائض وہ افراد ہیں کہ قرآن مقدس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت میں بن

افراد کا حصہ مقرر و معین ہے۔ وہ اصحاب فرائض بارہ ہیں۔ ان میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد

باپ - دادا - اخ خیفی (والدہ کی طرف سے بھائی) - خاوند

عورتیں

بیوی - بیٹی - پوتی - والدہ - داری - اخوات شقیقہ (سگی بہنیں)
 اخوات ابویہ (باپ کی طرف سے بہنیں) - اخوات امیہ (والدہ کی طرف سے بہنیں)۔

۲۔ عصبات نسبیہ

اگر اصحاب فرائض نہ ہوں یا اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچ گیا ہو۔ وہ عصبات نسبیہ کو دیا جائیگا اور عصبات نسبیہ وہ افراد ہیں جو نسبی قرابت کی جہت سے عصبہ ہیں۔ عصبات نسبیہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ
 ۲۔ عصبہ بغيره
 ۳۔ عصبہ مع غیره

۳۔ عصبات سببیہ

اگر عصبات نسبیہ نہ ہوں تو میت کا مال عصبات سببیہ کو دیا جائیگا۔ عصبہ سببی اس فرد کو کہتے ہیں جو اپنے غلام کو آزاد کرنے کی جہت سے عصبہ بنے۔ اور عصبہ (عام ازیں کہ وہ نسبی ہو یا سببی ہو) اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض سے بچ جانے والے تمام مال کو سمیٹ لے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو پھر تمام مال کا وہی شخص مالک بنے۔

۴۔ عصبۃ العصبات النسبیہ

اگر عصبہ سببی (غلام کو آزاد کرنے والا شخص) نہ ہو تو پھر اس عصبہ سببی کے عصبہ مذکر کو مال دیا جائیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لیس للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتقن من اعتقن
ترجمہ۔ عورتوں کے لئے ولاء میں سے کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ انہوں نے خود کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔ یا ان کے آزاد شدہ غلام نے کسی کو آگے آزاد کیا ہو۔

۵۔ رد علی اصحاب الفرائض النسبیہ

اگر عصبات نہ ہوں تو اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ بھی انہیں اصحاب فرائض پر سابقہ تناسب سے دوبارہ تقسیم کر دیا جائیگا۔ لیکن یہ رد (دوبارہ تقسیم) فقط انہی افراد پر ہو سکتا ہے کہ جو نسبی اصحاب فرائض ہیں۔ جیسے دادی اور والدہ وغیرہ اور جو سببی اصحاب فرائض ہیں جیسے خاوند اور بیوی۔ ان پر رد نہ کیا جائے۔

۶۔ ذوی الارحام

اگر اصحاب فرائض نہ ہوں اور نہ ہی عصبات ہوں تو پھر میت کی جائیداد ذوی الارحام کو دے دی جائیگی اور ذوی الارحام میت کے ایسے قریبی افراد ہیں جو نہ تو میت کے عصبہ ہوں اور نہ ہی ذوی الفروض ہوں۔

۷۔ مولیٰ الموالات

اگر میت کے ذوی الارحام نہ ہوں تو پھر میت کی جائیداد مولیٰ الموالات کو دی جائیگی۔ مولیٰ الموالات اس شخص کو کہتے ہیں کہ جسے مجہول النسب شخص یوں کہے کہ تو میرا مولیٰ (مالک) ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہے اور اگر میں کوئی جنایت کر لوں تو تو اسکی ویت دے گا۔ اس مجہول النسب کے کہنے پر دوسرے

شخص نے بھی اقرار کر لیا تو اس اقرار کرنے والے دوسرے شخص کو مولیٰ الموالیات کہتے ہیں۔ اور اگر دوسرا شخص بھی مجہول النسب ہو اور وہ پہلے شخص سے وہی ہی بات کرے جس طرح کی بات پہلے شخص نے کی تھی یعنی لوگر میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہے اور اگر میں کسی قسم کی جنایت کر لوں تو تو ویت دیگا۔ اور پہلا شخص بھی اقرار کر لے تو اب یہ پہلا شخص بھی دوسرے شخص کا مولیٰ الموالیات بن جائیگا۔ اقرار کرنے والا شخص دوسرے کا وارث ہو گا۔

۸۔ المقرلہ بالنسب علی الغیر

اگر میت کے مولیٰ الموالیات بھی نہ ہوں تو پھر میت کی جائیداد ایسے شخص کو ملے گی کہ جسکے لئے میت نے ایسے نسب کا اقرار کیا ہو کہ وہ نسب غیر کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہو۔ اور اس غیر شخص نے اس اقرار کو تسلیم نہ کیا ہو اور وہ اقرار کرنے والا شخص آخر عمر تک اسی اقرار پر قائم رہا ہو۔ اور وہ اقرار شرعاً معتبر بھی ہو۔ گویا مولیٰ الموالیات کی عدم موجودگی میں جائیداد ایسے شخص کو ملے گی کہ جس کے لئے میت نے مندرجہ ذیل چار شرائط کے ساتھ نسب کا اقرار کیا ہو۔

۱۔ میت نے جس نسب کا اقرار کیا ہے وہ شرعاً معتبر بھی ہو کیونکہ جس شخص کے لئے شرعاً اقرار معتبر نہ ہو گا اسے میت کی جائیداد نہیں مل سکتی۔ مثلاً "میت نے اپنے باپ یا دادا کے ہم عصر شخص کو اپنا بھائی قرار دے دیا ہو۔ اب چونکہ اقرار کرنے والے کا یہ اقرار شرعی طور پر معتبر نہیں ہے لہذا ایسا شخص جائیداد کا حق دار نہ ہو گا۔

۲۔ میت نے جس کے نسب کا اقرار کیا ہے وہ نسب غیر کی طرف بھی رجوع کرتا ہو اور اگر غیر کی طرف رجوع نہ کرتا ہو تو اسے مقرلہ کی صف میں شمار نہ کیا جائیگا۔ مثلاً "میت نے کسی مجہول النسب شخص کو (جو اسکا بیٹا بھی ہو سکتا ہے) یہ کہہ دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اب نسب چونکہ خود میت کی طرف رجوع کرتا ہے لہذا اسے مقرلہ شمار نہ کیا جائیگا۔ بلکہ اسے میت کا حقیقی بیٹا شمار کیا جائیگا۔

۳۔ وہ نسب جس غیر شخص کی طرف رجوع کرتا ہے اس شخص نے یہ نسب تسلیم نہ کیا ہو۔ کیونکہ اگر اس غیر شخص نے اس مفروضہ نسب کو قبول کر لیا تو وہ شخص جس کے لئے یہ نسب فرض کیا گیا ہے اب مقرلہ بالنسب کے درجہ میں نہ رہے

گا۔ بلکہ یا تو وہ ذوی الفروض سے بن جائیگا یا پھر وہ عصبات سے بن جائیگا۔
۴۔ اقرار کرنے والا شخص وفات کے وقت اپنے سابقہ اقرار پر قائم بھی ہو۔
کیونکہ اقرار کرنے والا شخص اگر موت سے پہلے اپنے اس سابقہ اقرار سے پھر گیا
تو ایسے مقررہ کو میت کی طرف سے جائیداد نہ ملے گی۔

۹۔ الموصیٰ لہ

اگر میت کا کوئی مقررہ بھی نہ ہو تو میت نے جس کے لئے تہائی مال سے زیادہ
یا کل مال کی وصیت کی ہو اسے جائیداد ملے گی۔

۱۰۔ بیت المال

اگر میت کا کوئی موصیٰ لہ بھی نہ ہو تو مال کو ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر مال
کو بیت المال میں جمع کرا دیا جائے جسے تمام مسلمانوں کی مصالح کے لئے صرف کیا
جائیگا۔ بشرطیکہ بیت المال دیانت دار لوگوں کے زیر عمل ہو۔

اسباب ارث

سوال۔ جن امور کے بسبب کوئی شخص میت کی جائیداد کا وارث بنتا ہے ان
امور کی وضاحت کریں؟
جواب۔ جو امور کسی شخص کو میت کا وارث بناتے ہیں وہ تین ہیں۔

۱۔ حقیقی قرابت

نسبی رابطہ عصبات ارث میں سے پہلا سبب ہے۔
جیسے والدین - اولاد - بھائی اور چچے وغیرہ

۲۔ نکاح

موانع ارث کا بیان

سوال - میت کی جائیداد کا وارث بننے سے جو امور مانع ہیں۔ ان کی وضاحت کریں؟

جواب - موانع ارث چار ہیں۔

۱۔ رقیت ۲۔ قتل ۳۔ اختلاف دین ۴۔ اختلاف دار۔

۱۔ رقیت (غلامی)

شرعی غلام یا لونڈی ہونا یہ پہلا مانع ارث ہے۔ عام ازیں کہ رقیت کامل ہو (جیسے قن یعنی مکمل غلام) یا رقیت ناقص ہو (جیسے مکاتب۔ مدبر اور ام ولد)۔

مکاتب

مکاتب وہ غلام ہے کہ جسے اسکا مولیٰ یہ کہہ دے کہ تو مجھے اتنی رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہے۔

مدبر

وہ غلام ہے کہ جسے اس کا مولیٰ یہ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

ام ولد

وہ لونڈی ہے کہ جس سے اس کے مالک کا بچہ جنم لے ان کا نومولود بچہ تو جنم لیتے ہی آزاد ہو جائیگا البتہ وہ لونڈی اپنے مالک کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جائیگی۔

مرد اور عورت کے درمیان نکاح صحیح اسباب ارث میں سے دوسرا سبب ہے نکاح صحیح کے بعد اگرچہ دخول یا خلوت صحیح نہ بھی ہو تو پھر بھی یہ نکاح تو ریث کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ حکمی قرابت

جب مالک اپنے غلام کو آزاد کر دیتا ہے تو سابقہ مالک اور آزاد شدہ غلام کے درمیان حکمی قرابت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے مالک کو قدرت کی طرف سے ایک صلہ ملا ہے۔ جسے ولاء العتق کہتے ہیں۔

ارکان ارث

سوال۔ ارکان ارث کی وضاحت کریں؟
جواب۔ ارث کے تین ارکان ہیں۔

۱۔ مورث

جس مرنے والے شخص کی جائیداد کے دوسرے لوگ مستحق بنیں اس مرنے والے شخص کو مورث کہتے ہیں۔

۲۔ وارث

جو شخص حقیقی قرابت یا نکاح یا ولاء العتق کے سبب میت کے متروکہ مال کا مستحق بنتا ہے اسے وارث کہتے ہیں۔

۳۔ الموروث

جس مملوکہ شے کو میت دنیا میں چھوڑ جائے اسے الموروث کہتے ہیں۔

۲۔ قتل (جان سے مار ڈالنا)

کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا یہ دوسرا مانع ارث ہے۔ یعنی جس قتل سے قاتل پر قصاص یا کفارہ لازم آئے تو ایسا قاتل مقتول کی جائیداد سے محروم رہے گا۔ قتل کی اقسام، مع حکم ملاحظہ ہوں۔

نمبر شمار	قتل	کیفیت
۱	قتل عمد	جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو۔ خواہ وہ تیز دھار آلہ سے ہو یا تیز دھار آلہ کے علاوہ کسی دوسرے ہتھیار (بندوق وغیرہ) سے ہو تو اسے قتل عمد کہتے ہیں۔ قتل عمد کے ساتھ قصاص لازم آتا ہے۔
۲	قتل شبہ عمد	جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو لیکن قتل کسی ایسی چیز سے ہو جو نہ تو تیز دھار ہو اور نہ ہی بطور ہتھیار استعمال ہو۔ جیسے لاشی یا اینٹ سے قتل کرنا تو ایسے قتل کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں اور ایسے قتل میں قاتل پر کفارہ لازم آتا ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ مسلمان غلام آزاد کیا جائے۔ مسلمان غلام نہ ملنے کی صورت میں متواتر ساٹھ روزے رکھے جائیں اور قاتل کی عاقلہ پر ویت مغلفہ واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائیگی۔
۳	قتل خطا	جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر نہ ہو بلکہ وہ قتل غلطی سے واقع ہو۔ جیسے کسی شکار پر چھوڑی گئی گولی اتفاق سے کسی آدمی کو لگ جائے اور وہ آدمی مر جائے تو ایسے قتل میں قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر ویت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائیگی اور اس قاتل پر قتل کا گناہ نہیں ہے البتہ بے احتیاطی برتنے کا گناہ ہے۔ قتل کی ان مذکورہ تینوں صورتوں میں قاتل

نمبر شمار	قتل	کیفیت
۴	قائم مقام قتلِ خطا	مقتول کی میراث سے محروم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ قاتل مکلف ہو۔ جو قتل سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص پر کرنے کی وجہ سے ظاہر ہو وہ قائم مقام قتلِ خطا ہے۔ ایسے قاتل پر قتلِ خطا کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی قاتل پر کفارہ واجب اور اسکے عصبہ پر ویت واجب ہے۔
۵	قتل بسبب	کسی شخص نے دوسرے کی زمین پر گڑھا کھودا اور اس میں کوئی شخص گر کر مر گیا تو یہ قتل بسبب ہو گا۔ ایسی صورت میں گڑھا کھودنے والے شخص پر نہ تو قصاص لازم ہے اور نہ ہی کفارہ لازم ہے۔ البتہ اس کے عصبہ کے ذمہ ویت ہے۔ اس نوعیت کا قتل محرومی وراثت کا باعث نہیں بنتا ہے۔

۳۔ اختلاف دین (مذہب)

وارث اور مورث ان دونوں میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا اور دوسرے کا غیر مسلم ہونا یہ وارث کے لئے تیسرا مانع ارث ہے۔

۴۔ اختلاف وار (ملک)

غیر مسلم وارث اور مورث کے ملکوں کا مختلف ہونا یہ وارث کے لئے چوتھا مانع ارث ہے۔ وارث اور مورث کے ملکوں کا اختلاف یا تو حقیقی ہو گا یا حکمی ہو گا۔ حقیقی اختلاف وار یہ ہے کہ وارث اور مورث ان دونوں میں سے کوئی ایک وارث الاسلام میں ہو اور دوسرا دار الحرب میں ہو۔ جیسے حربی اور ذمی۔

(حربی اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالحرب میں رہتا ہو اور دارالاسلام میں رہنے والوں کے لئے ہلاکت کے نظریات رکھتا ہو اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں۔ جو دارالاسلام میں رہتا ہو اور اس پر جزیہ مقرر ہو)

حکمی اختلاف یہ ہے کہ دونوں (وارث اور مورث) میں سے کوئی ایک شرعی اعتبار سے دارالاسلام سے ہو اور دوسرا دارالحرب سے ہو۔ اگرچہ وہ دونوں ایک ہی اسلامی ملک میں رہ رہے ہوں۔ جیسے مستامن اور ذمی

(مستامن اس کافر کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی امان لے کر دارالاسلام میں رہ رہا ہو) اور اسی طرح ایسے دو حربی جو دو مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہوں اور دونوں امان لیکر دارالاسلام میں رہ رہے ہوں اب اگرچہ یہ دونوں شخص ایک ہی ملک (دارالاسلام) میں رہ رہے ہیں۔ لیکن شرعاً "انہیں دو مختلف ملکوں کے باشندے تصور کیا جائیگا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے مرنے پر دوسرے کو جائیداد کا وارث نہ بنایا جائیگا۔"

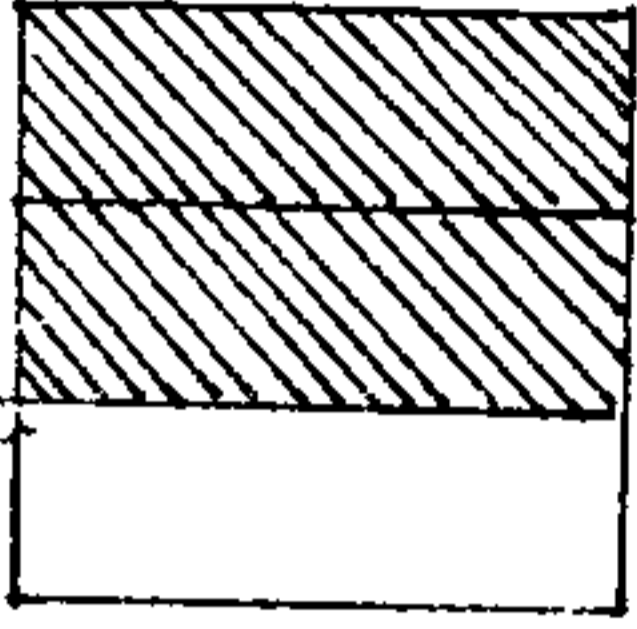
وضاحت

مسلمان کا وارث خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ رہتا ہو وہ اپنے مورث کی جائیداد سے وراثت پائیگا۔ اور وہ غیر مسلم افراد جو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں اور ان ملکوں میں باہمی صلح بھی نہ ہو تو اسلامی نظام وراثت میں ایک ملک کا غیر مسلم باشندہ دوسرے ملک میں رہنے والے غیر مسلم باشندے کا وارث نہ بن سکے گا۔ خواہ ان ملکوں کے اختلاف حقیقی ہوں یا حکمی ہوں۔

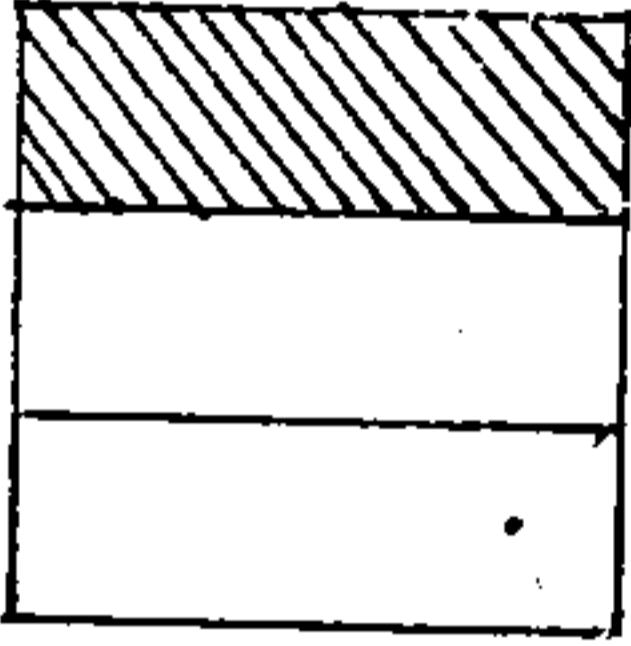
سبق نمبر

میراث کے حصوں کا بیان اور مسائل کا طریقہ و تخریج

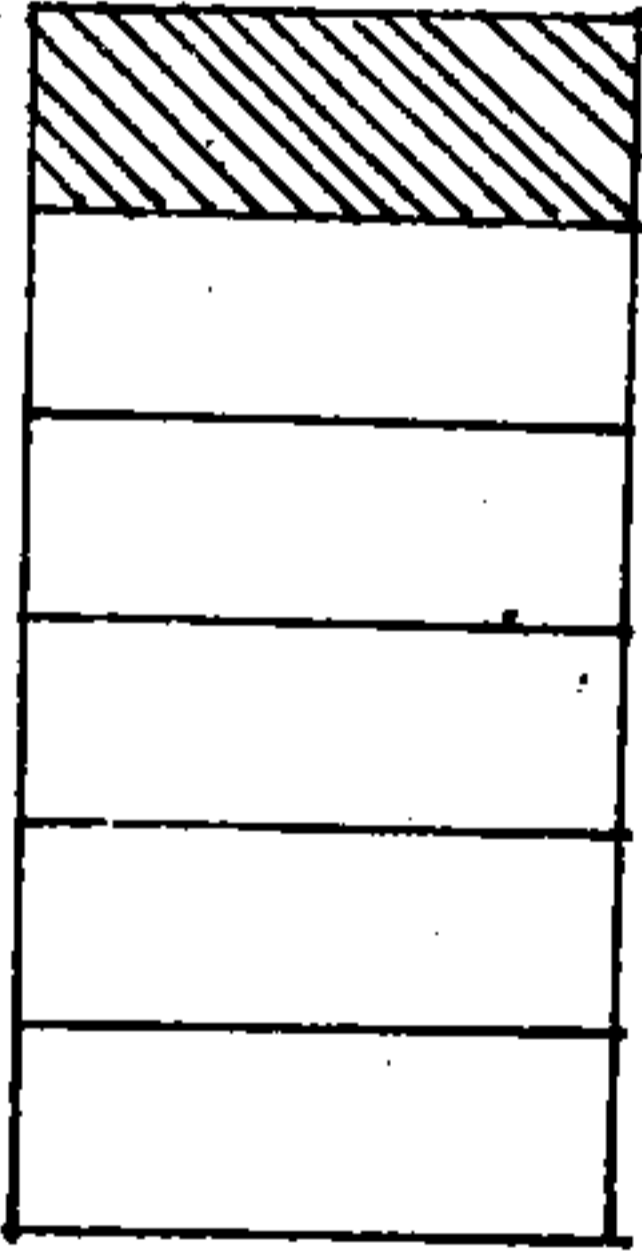
نوع ثانی



$\frac{2}{3}$ ثلث

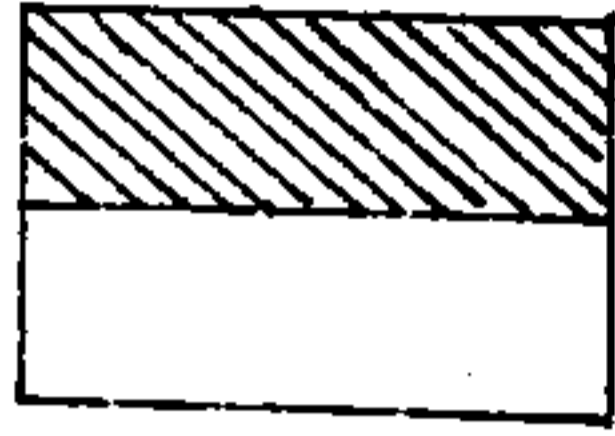


$\frac{1}{3}$ ثلث

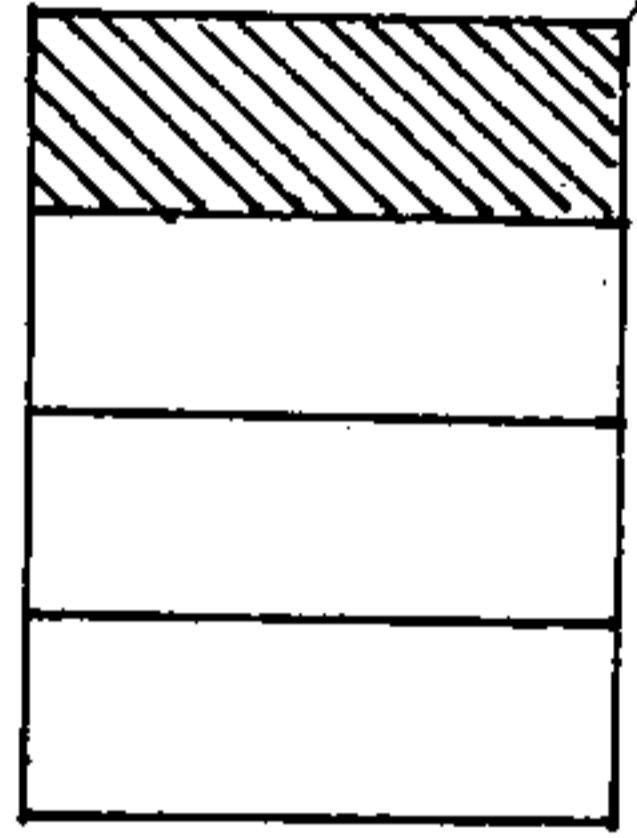


$\frac{1}{6}$ سدس

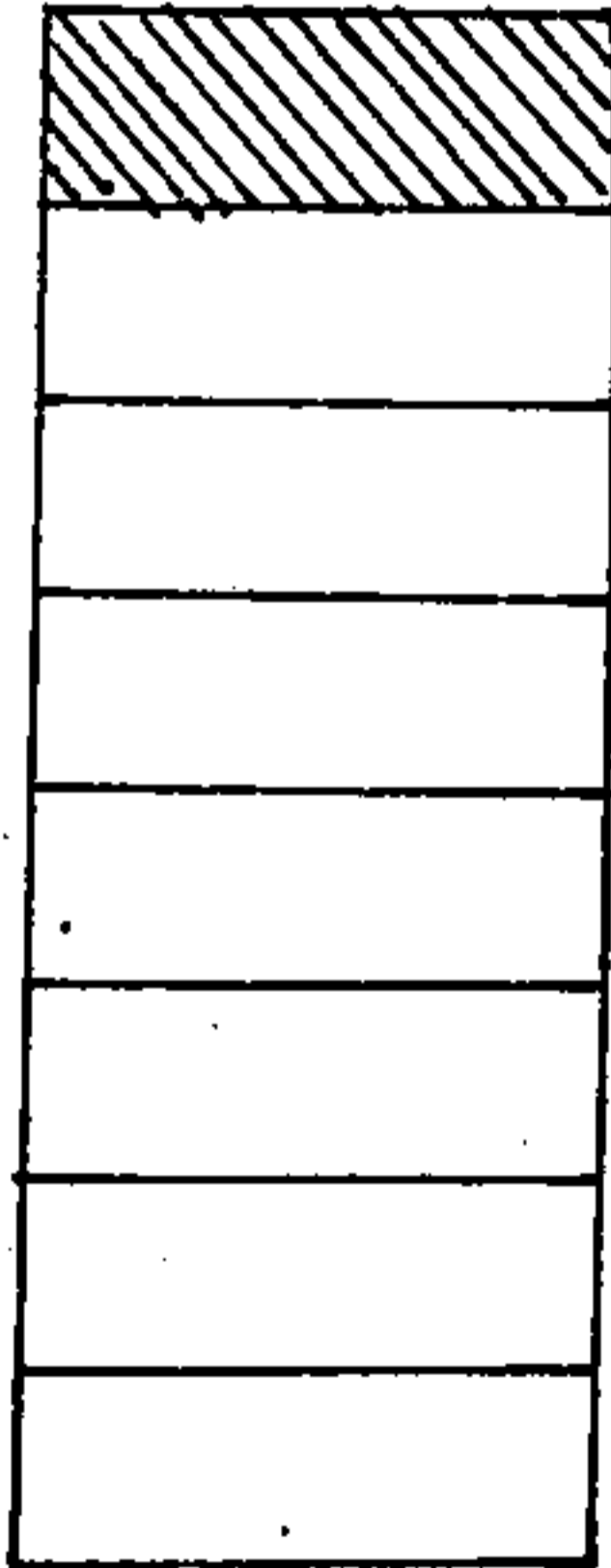
نوع اول



$\frac{1}{2}$ نصف



$\frac{1}{4}$ ربع



$\frac{1}{8}$ ثمن

سوال - قرآن مقدس میں معین حصص اور انکے مستحقین کی وضاحت کریں؟
جواب - قرآن مقدس میں چھ معین حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱- نصف ($\frac{1}{2}$) ۲- ربع ($\frac{1}{4}$) ۳- ثمن ($\frac{1}{8}$)
ان تین معین حصوں کو نوع اولی کہتے ہیں۔

۴- ثلثان ($\frac{2}{3}$) ۵- ثلث ($\frac{1}{3}$) ۶- سدس ($\frac{1}{6}$)
ان تین معین حصوں کو نوع ثانی کہتے ہیں۔

مستحقین حصص

مندرجہ بالا چھ حصوں کے مستحق حضرات کل بارہ ہیں۔ جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں اور ان حضرات کا حصہ کتاب و سنت اور اجماع امت کے حوالہ سے مقرر ہے چار مرد یہ ہیں۔

۱- باپ ۲- جد صحیح ۳- اخ خینی ۴- خاوند
آٹھ عورتیں یہ ہیں۔

۱- بیوی ۲- والدہ ۳- جدہ صحیحہ ۴- پوتی ۵- اخوات شقیقہ ۶-
اخوات ابویہ ۷- اخوات امیہ ۸- بیٹی

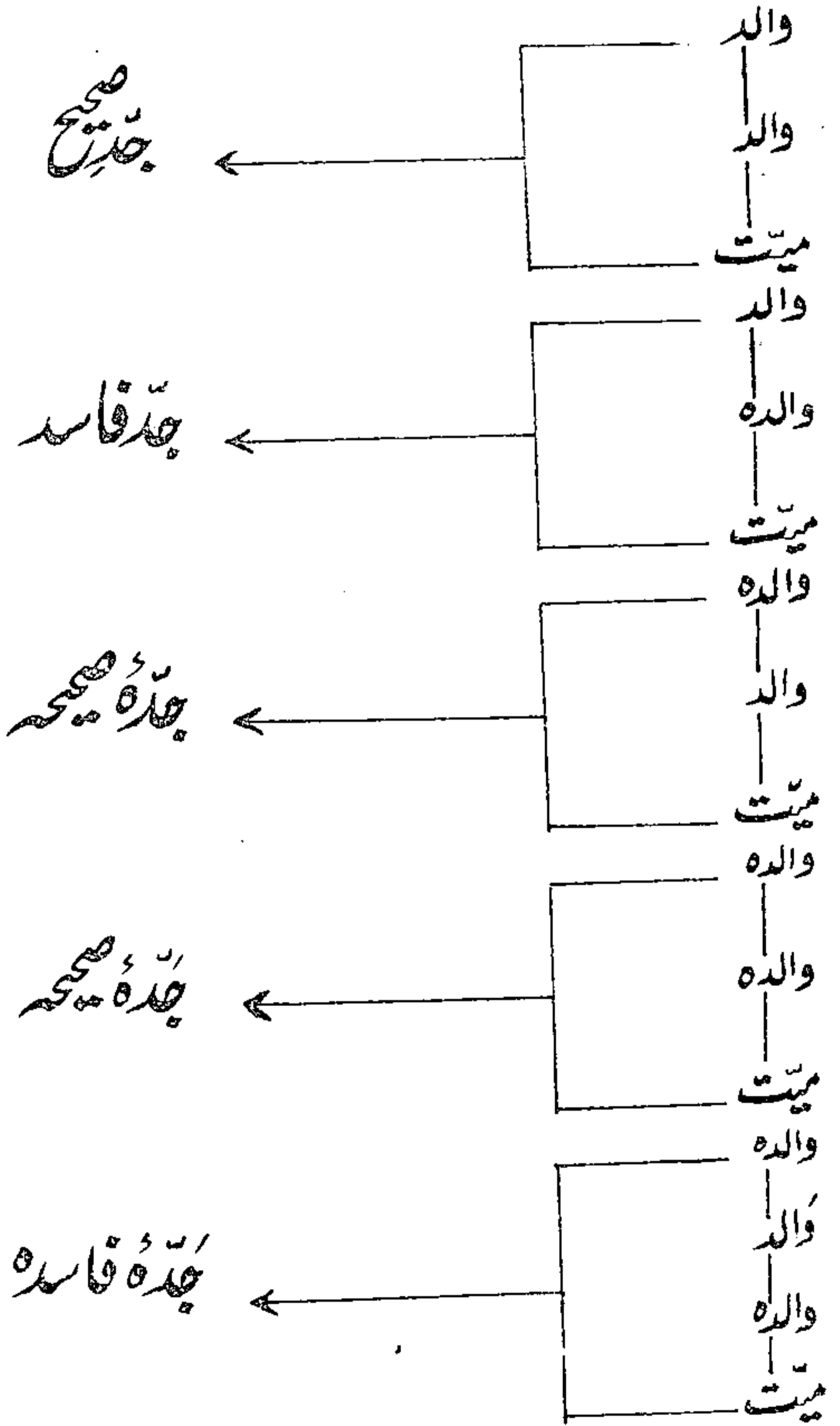
وضاحت

جد صحیح

جد صحیح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اسکی نسبت کی جائے تو درمیان میں میت کی والدہ کا واسطہ نہ آئے جیسے میت کے باپ کا باپ یعنی دادا اور اگر درمیان میں والدہ کا واسطہ آئے تو اسے جد فاسد کہتے ہیں۔ جیسے میت کی والدہ کا باپ یعنی نانا۔

نبتہ صحیحہ

جدہ صحیحہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو جیسے باپ کی والدہ یعنی دادی اور والدہ کی والدہ یعنی نانی اور اگر درمیان میں جد فاسد کا واسطہ آئے تو اسے جدہ فاسدہ کہتے ہیں۔ جیسے والدہ کے باپ کی والدہ یعنی نانا کی والدہ۔



نصف کے مستحقین

- ۱- خاوند ۲- بیٹی ۳- پوتی ۴- سگی بہن ۵- ابوی بہن

ربع کے مستحقین

- ۱- خاوند ۲- بیوی

ثمن کے مستحقین

- ۱- بیوی (بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد)

ثلثان کے مستحقین

- ۱- دو یا دو سے زائد صلبی بیٹیاں
۲- دو یا دو سے زائد صلبی پوتیاں
۳- دو یا دو سے زائد سگی بہنیں
۴- دو یا دو سے زائد ابوی بہنیں

ثلث کے مستحقین

- ۱- والدہ ۲- خنیفی بھائی اور بہنیں

سدس کے مستحقین

- ۱- باپ ۲- چچ ۳- والدہ ۴- پوتی ۵- ابوی بہن ۶- جدہ
صحیحہ ۷- خنیفی بھائی اور بہن۔

سوال - میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ بیان کریں؟

جواب - میت کی جائیداد تقسیم کرنے سے متعلق مسئلہ مندرجہ ذیل طریقہ سے حل کیا جائے۔
۱۔ سب سے پہلے لفظ میت لکھا جائے۔ مثلاً

۲۔ پھر لفظ میت کے نیچے مناسب فاصلہ رکھ کر میت کے ساتھ ورثاء کا تعلق لکھیں مثلاً "زید مرگیا اسکی ایک بیوی - والد اور ایک بیٹا ہے تو انہیں لفظ میت کے نیچے اس طرح لکھیں گے۔

بیوی والد بیٹا

۳۔ پھر ہر وارث کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں مثلاً "بیوی کی دو حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر میت کی اولاد ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ثمن $(\frac{1}{8})$ حصہ دیا جاتا ہے۔

۲۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ربع $(\frac{1}{4})$ حصہ دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا صورت میں میت کی اولاد موجود ہے۔ لہذا میت کی بیوی کو کل جائیداد کا $(\frac{1}{8})$ حصہ دیتے ہوئے لفظ بیوی کے نیچے $(\frac{1}{8})$ لکھ دیں۔ اسی طرح میت کے والد کے حالات کا جائزہ لیں اور اسکا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں۔ مثلاً "باپ کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ میت کے بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں میت کے باپ کو کل ترکہ کا $(\frac{1}{4})$ حصہ دیا جاتا ہے۔

۲۔ بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں میت کے باپ کو کل جائیداد کا $(\frac{1}{4})$ حصہ بھی دیا جاتا ہے اور اصحاب فرائض سے کچھ مال بچ جائے تو وہ بھی بطور عصبہ دیا جاتا ہے۔

۳۔ میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں میت کے باپ کو عصبہ شمار کیا جاتا ہے۔

مذکورہ صورت میں چونکہ میت کی اولاد (بیٹا) موجود ہے لہذا میت کے باپ کو

حصہ دیتے ہوئے لفظ باپ کے نیچے ($\frac{1}{4}$) لکھ دیں اور اسی طرح میت کے بیٹے کے حالات کا جائزہ لیں اور اسکا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں اور میت کے بیٹے کی حالت یہی ہے کہ وہ عصبہ بنتا ہے لہذا بیٹے کو اسکا شرعی حق دینے کے لئے لفظ بیٹا کے نیچے عصبہ یا ع لکھیں گے۔
وارث کے حصص لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

بیٹا	والد	بیوی
عصبہ	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$

۴۔ میت کے تمام ورثاء کے حصے اگر صرف نوع اول ہی سے ہوں تو سب سے کم حصہ کے مخرج سے مسئلہ بنے گا۔ مثلاً ($\frac{1}{4}$) اور ($\frac{1}{8}$) جمع ہو جائیں تو مسئلہ ($\frac{1}{8}$) کے مخرج سے یعنی ۴ سے بنے گا۔ لہذا لفظ میت کے اوپر دائیں طرف لکھیں گے۔ مسئلہ اور اگر ($\frac{1}{4}$) اور ($\frac{1}{8}$) جمع ہو جائیں تو مسئلہ ۸ سے بنے گا۔ لہذا لفظ میت کے اوپر دائیں طرف لکھیں گے مسئلہ (اسکا مطلب یہ ہو گا کہ مسئلہ ۸ سے بنا) اسی طرح میت کے تمام ورثاء کے حصے اگر نوع ثانی ہی سے ہوں تو پھر بھی مسئلہ ان حصوں میں سے اقل حصے کے مخرج سے بنے گا۔ مثلاً ($\frac{1}{4}$) کے ساتھ ($\frac{2}{8}$) ہو یا ($\frac{1}{8}$) ہو تو بہر دو صورت مسئلہ ۶ سے بنے گا اور حصہ داروں کے حصے اگر دونوں انواع سے آجائیں تو پھر مسئلہ کی تخریج اس طرح ہوگی۔

۱۔ اگر نوع اول میں سے ($\frac{1}{4}$) ہو اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ ۶ سے بنے گا۔

۲۔ اگر نوع اول سے ($\frac{1}{8}$) ہو اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ ۱۲ سے بنے گا۔

۳۔ اگر نوع اول سے ($\frac{1}{8}$) ہو اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ ۲۴ سے بنے گا۔

مذکورہ مسئلہ کو غور سے دیکھیں نوع اول سے ($\frac{1}{8}$) ہے اور نوع ثانی سے ($\frac{1}{4}$) ہے لہذا قاعدہ کے مطابق مسئلہ ۲۴ سے بنے گا اسکا مطلب یہ ہے کہ جائیداد کو ۲۴ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ۲۴ کا چھٹا حصہ یعنی ۴ مرنے والے کے والد کو دے دیا جائے اور ۲۴ حصوں میں سے آٹھواں حصہ یعنی ۳ مرنے والے کی بیوی

کو دے دیا جائے۔ ۲۴ میں سے میت کی بیوی اور اس کے والد کا حصہ (۷) نکال کر جو کچھ بھی بچا ہے (۱۷) وہ میت کے بیٹے کو میت کا عصبہ ہونے کی وجہ سے دے دیا جائے۔ مسئلہ کا مکمل حل ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ۲۴		
حیثیت		
بیوی	والد	بیٹا
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{4}$	عصبہ
۳	۴	۱۷

سبق نمبر ۴

اعداد کے درمیان نسبت کا بیان

سوال - دو عددوں کے درمیان کون کونسی نسبت ہو سکتی ہے وضاحت سے بیان کریں؟

جواب - دو عددوں کے درمیان مندرجہ ذیل نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور ہوگی۔

۱۔ مماثل ۲۔ داخل ۳۔ توافق ۴۔ تباین

۱۔ مماثل

جو دو عدد باہم برابر ہوں ایسے دو عددوں میں مماثل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو مماثل کہیں گے۔ جیسے ۵ اور ۵۔ ۹ اور ۹۔ ۱۰ اور ۱۰۔

۲۔ داخل

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ان دو عددوں کے درمیان داخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متداخل کہیں گے۔ جیسے ۴ اور ۸۔ ۹ اور ۲۷۔ ۱۶ اور ۴۸۔

۳۔ توافق

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو بلکہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کرے تو ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک

کو متوافق کہیں گے جیسے ۶ اور ۹ - ۱۲ اور ۱۶ - ۳۲ اور ۳۶ -

۴- تباہین

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں۔ ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم بھی نہ ہو رہا ہو اور کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو جو ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے تو ان دو عددوں کے درمیان تباہین کی نسبت ہوگی۔ اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو تباہین کہیں گے۔ جیسے ۳ اور ۵ - ۲۱ اور ۴۷ - ۴۰ اور ۷۱ -

توافق اور تباہین کی پہچان کا طریقہ

تماثل اور تداخل کی پہچان تو آسان ہی ہے لیکن توافق اور تباہین کی پہچان اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ایسا ہے یا نہیں کہ جو ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ کیونکہ جب کوئی ایسا تیسرا عدد معلوم ہو جائیگا کہ جو دونوں عددوں کو پورا پورا تقسیم کر دے تو پس ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی۔ اور اگر کوئی تیسرا عدد دونوں کو پورا پورا تقسیم نہ کر سکے تو پھر ان کے درمیان تباہین کی نسبت ہوگی۔ یہاں ایک قانون بیان کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ آیا ایسا کوئی تیسرا عدد ہے جو دونوں عددوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ یا کوئی ایسا عدد نہیں ہے جو دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ اور وہ قانون ہے عدا عظیم نکالنا۔ عدا عظیم نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان دو عددوں میں سے بڑے عدد کو مقسوم (جسے تقسیم کیا جاتا ہے اسے مقسوم کہتے ہیں) اور چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ (جس سے تقسیم کیا جاتا ہے اسے مقسوم علیہ کہتے ہیں) قرار دے لیں۔ پھر تقسیم کے عمل سے جو کچھ بچے اسے مقسوم علیہ قرار دیں اور پہلے مقسوم علیہ کو مقسوم بنا لیں پھر تقسیم کے عمل سے جو کچھ بچے اسے مقسوم علیہ قرار دیں اور دوسرے مقسوم علیہ کو مقسوم بنا لیں یہی عمل بار بار دہرائیں بار بار یہ عمل دہرانے سے اگر آخر میں مقسوم علیہ ایک بچے تو پھر سمجھ لیں کہ جن دو عددوں کو سب سے پہلے مقسوم اور مقسوم علیہ

بنایا گیا تھا۔ ان کے درمیان بتاین کی نسبت ہے مثلاً "اکثر اور تین میں بتاین کی نسبت ہے۔ کیونکہ آخر میں مقسوم علیہ ایک بچتا ہے۔ اور اگر آخری مقسوم علیہ ایک کے علاوہ ہے تو پھر سمجھ لیں کہ یہ آخری عدد ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کرے گا۔ اور ان دو عددوں کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی۔ اور آخری مقسوم علیہ کو عدا اعظم کہیں گے۔ مثلاً "۲۱۲ اور ۱۴ میں توافق کی نسبت ہے۔ بتاین اور توافق کی مثالوں میں تقسیم کا عمل ملاحظہ ہو۔

بتاین کی مثالیں۔

$$\begin{array}{r} \textcircled{1} \quad 3 \text{ — } 41 \\ 3 \overline{) 41} \\ \underline{3} \\ 11 \\ \underline{9} \\ 2 \\ \underline{2} \\ 0 \end{array}$$

$$\textcircled{2} \quad 9 \text{ — } 4 \\ 9 \overline{) 4} \\ \underline{0} \\ 4 \\ \underline{4} \\ 0 \\ \underline{0} \\ 0 \end{array}$$

توافق کی مثال

$$14 \text{ — } 212$$

$$\begin{array}{r} 14 \overline{) 212} \\ \underline{14} \\ 72 \\ \underline{70} \\ 20 \\ \underline{20} \\ 0 \\ \underline{0} \\ 0 \end{array}$$

سوال - دو متداخل اور متوافق عددوں کا وفق نکالنے کا طریقہ بیان کریں؟
 جواب - دو متداخل اعداد کا وفق اس طرح نکالا جاتا ہے کہ بڑے عدد کو مقسوم اور چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ قرار دے کر تقسیم کر دیں پس جو خارج قسمت (جواب) ہو گا وہ بڑے عدد کا وفق ہو گا۔ اور چھوٹے عدد کا وفق ہمیشہ ایک کو تسلیم

کیا جاتا ہے۔ مثلاً "۳ اور ۱۲۔ ان دو عددوں میں تداخل کی نسبت ہے تو ۳ کا وفق
 ۱۲ اور ۱۲ کا وفق ۳ سے اور دو متوافق عددوں کا وفق اس طرح نکالا جاتا ہے کہ ان
 دونوں عددوں کا عدا اعظم معلوم کریں اور پھر باری باری دونوں عددوں کو عدا اعظم
 کے ساتھ تقسیم کریں ہر عدد کا خارج قسمت اس عدد کا وفق ہو گا۔ مثلاً "۲۱۲ اور
 ۱۲ کے درمیان توافق کی نسبت ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے ان کا عدا اعظم ۲ آتا
 ہے اب ۲۱۲ کو ۲ کے ساتھ تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت ۱۰۶ آئے گا جو کہ ۲۱۲ کا
 وفق ہے اور جب ۱۲ کو ۲ کے ساتھ تقسیم کریں گے تو خارج قسمت ۶ آئے گا جو
 کہ ۱۲ کا وفق ہے۔

سبق نمبر ۵

تصحیح مسائل کا بیان

سوال - تصحیح کی تعریف اور قواعد و ضوابط بیان کریں؟
 جواب - تصحیح کے لغوی معنی ہیں کسی کو صحت والا کر دینا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں تصحیح کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔ ایسا چھوٹا عدد حاصل کرنا (دوسرا کوئی عدد اس سے چھوٹا نہ ہو) کہ جس سے ہر وارث کا حصہ بلا کسر صحیح طور پر نکل آئے۔ اگر ورثاء کے حصے پہلے سے ہی صحیح صحیح بلا کسر آ رہے ہوں تو پھر تصحیح مسئلہ کی ضرورت نہ ہو گی اور اگر حصے داروں کے حصوں میں کسر واقع ہو تو پھر تصحیح مسئلہ کی ضرورت ہو گی۔ مثلاً "میت کا والد اور ۳ بیٹیاں ہوں تو ۳ بیٹیوں کے حصہ میں کسر واقع ہو گی۔ مثلاً"

	مسئلہ
	میت
۳ بیٹیاں → رووس	والد
$\frac{۲}{۳}$	عصبہ
۲ → سهام	۱

لہذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئیگی تصحیح مسئلہ سے متعلق کل سات قوانین ہیں ان میں سے تین قوانین کا تعلق تو سهام (حصص) اور رووس (حصے دار) کے عدد میں نسبت دینے کے متعلق ہے اور باقی چار قوانین کا تعلق رووس اور رووس میں نسبت دینے کے متعلق ہے۔

سهام اور رووس سے متعلق قوانین

۱۔ پہلا قانون

اگر کسی مسئلہ میں ہر فریق کو اس کا حصہ بلا کسر حاصل ہو رہا ہو یعنی اس فریق کے

حصے داروں اور حصوں میں مماثل کی نسبت ہو تو پھر تصحیح مسئلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل مثال میں ہر فریق کو اس کا حصہ بلا کسر مل رہا ہے۔ لہذا تصحیح کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲

والد	والدہ	بیٹی	بیٹی
$\frac{1}{4} + \text{عصبہ}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{2}{3}$
۱	۱	۲	۲

۲۔ دوسرا قانون

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسرواقع ہو اور باقی دوسرے فریقوں کے حصوں میں کسرواقع نہ ہو تو پھر جس فریق پر کسرواقع ہوئی ہے اس فریق کے رؤوس کو اس کے سهام کے ساتھ نسبت دے کر دیکھیں گے کہ آیا ان میں توافق و تداخل کی نسبت ہے یا تباین کی نسبت ہے اگر توافق و تداخل کی نسبت ہو تو پھر رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں یا عول میں ضرب دیں (جب کہ مسئلہ عولی ہو) تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر وفق رؤوس کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو ہر حصہ دار کا حصہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ عولی

مسئلہ ۲/۷/ تص ۲۱

۴ سگی بہنیں

$\frac{2}{3}$
۲
۲
۲

خاوند

$\frac{1}{2}$
۲
۲
۹

۱۰ بیٹیاں

$\frac{2}{3}$
۲
۲
۲۰

مسئلہ تص ۳

والد	والدہ
$\frac{1}{4} + \text{عصبہ}$	$\frac{1}{4}$
۱	۱
۵	۵

۳۔ تیسرا قانون

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسرواقع ہو اور پھر اس فریق کے رؤوس اور

سہام کے درمیان توافق یا تداخل کی نسبت نہ ہو بلکہ بتابین کی نسبت ہو تو پھر کل عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں یا عول میں ضرب دیں۔ (جبکہ مسئلہ عولی ہو) تو حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر کل عدد روؤس کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو ہر حصہ دار کا تصحیح مسئلہ سے معلوم ہو جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ عولی

مسئلہ غیر عولی

مسئلہ ۱/۵/۳۵

مسئلہ ۳۰

بہنیں	خاوند	بیٹیاں	والد	والدہ
۵	۱	۵	۱	۱
۲	۲	۲	۱	۱
۲	۳	۲	۱	۱
۲	۱۵	۲۰	۵	۵

روؤس اور روؤس سے متعلق قوانین

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسرواقع نہ ہو بلکہ متعدد فریقوں کے حصہ میں کسرواقع ہو تو پھر بھی تصحیح کی ضرورت ہوگی۔ تو سب سے پہلے اس مسئلہ کے عدد روؤس اور عدد سہام کے درمیان نسبت دیں اگر ان کے درمیان توافق یا تداخل کی نسبت ہوگی تو وفق روؤس کو محفوظ کر لیں اور اگر ان کے درمیان بتابین کی نسبت ہو تو پھر کل عدد روؤس کو محفوظ کر لیں پھر عدد روؤس اور عدد روؤس کے درمیان نسبت دیں اور مندرجہ ذیل چار قوانین کا استعمال کریں۔

۱۔ پہلا قانون

جب عدد روؤس کو عدد روؤس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تداخل کی نسبت نکلے تو پھر کسی ایک عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر اس عدد روؤس کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ اس طرح ہر فریق کا حصہ صحیح مسئلہ سے معلوم ہو جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ نمبر ۱۸

۳ بیٹیاں	۳ جدات	۳ چچے
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	عصبہ
۱	۱	۱
۲	۳	۳

۲۔ دوسرا قانون

جب عدد رؤوس کو عدد رؤوس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تداخل کی نسبت نکلے تو پھر بڑے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دی جائے اور حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ اور بقیہ مسئلہ سابقہ طریقے سے ہی نکالا جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ نمبر ۱۳۴

۲ بیویاں	۳ جدات	۱۲ چچے
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	عصبہ
۳	۲	۲
۳۶	۲۴	۸۴

۳۔ تیسرا قانون

جب عدد رؤوس کو عدد رؤوس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں توافق کی نسبت نکلے تو پھر ایک فریق کے وفق عدد کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤوس کے ساتھ ضرب دی جائے پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد رؤوس سے نسبت دی جائے اگر پھر دوبارہ توافق کی نسبت نکل آئے تو پھر عمل حسب سابق کریں یعنی ان دو عدد رؤوس میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کل عدد رؤوس سے ضرب دیں بالآخر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے حسب سابق عمل کریں یعنی جس عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دی گئی ہے اسے ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ تو ہر فریق کا صحیح مسئلہ سے حصہ معلوم ہو

جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ ۲۴ / تصفہ ۲۳۲

پچھلے عصبہ ۱ ۱۸۰	(۲) ۲	(۳) ۵ اجلات ۱ ۴ ۲ ۲۲۰	(۹) ۱۸ بیٹیاں ۲ ۳ ۱۶ ۲۸۸۰	(۴) ۲ بیویاں ۱ ۸ ۳ ۵۴۰	(۱۸۰)
---------------------------	-------	-----------------------------------	---------------------------------------	------------------------------------	-------

۴۔ چوتھا قانون

جب عدد روؤس کو عدد روؤس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تباہی کی نسبت نکلے تو ایک فریق کے کل عدد روؤس کو دوسرے فریق کے کل عدد روؤس کے ساتھ ضرب دیں۔ پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد روؤس کے ساتھ ضرب دیں۔ اگر پھر نسبت تباہی نکلے تو کل حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے کل عدد روؤس سے ضرب دیں۔ بالآخر تمام روؤس کے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو اب حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر ہر فریق کا صحیح مسئلہ سے حصہ معلوم کرنے کے لئے اس عدد کو ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں کہ جس عدد کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دیا تھا۔ تو پھر ہر فریق کے روؤس پر بلا کسر تقسیم ثابت ہو جائیگی۔ مثلاً

مسئلہ ۲۴ / تصفہ ۵۰۴

پچھلے عصبہ ۱ ۲۱۰	(۵) ۱۰ بیٹیاں ۲ ۳ ۱۶ ۳۳۶۰	(۳) ۶ اجلات ۱ ۲ ۲ ۸۴۰	۲ بیویاں ۱ ۸ ۳ ۶۳۰	۳
---------------------------	---------------------------------------	-----------------------------------	--------------------------------	---

سبق نمبر ۶

اصحاب فرائض کے تفصیلی حالات کا بیان

باپ کی تین حالتیں

سوال - باپ کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
 جواب - باپ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔
 ☆ پہلی حالت فرض مطلق ہے یعنی محض سدس ($\frac{1}{4}$) اور اسکی ایک شرط ہے۔

(الف) - یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو (خواہ نیچے درجے ہی کا ہو)
 ☆ دوسری حالت سدس ($\frac{1}{4}$) اور تعصیب ہے اسکی دو شرطیں ہیں
 (الف) - یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو (خواہ نیچے درجے کی ہو)
 (ب) - یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو (خواہ نیچے درجے کا ہو)
 ☆ تیسری حالت صرف تعصیب ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔
 (الف) - یہ کہ میت کی اولاد (بیٹا یا بیٹی) موجود نہ ہوں۔
 (ب) - یہ کہ میت کے بیٹے کی اولاد (پوتا یا پوتی) موجود نہ ہوں۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

	(ii) میثلہ	(i) میثلہ
پوتا	والد	بیٹا
عصیب	$\frac{1}{4}$	عصیب
۵	۱	۵

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

	(i) میثلہ
بیٹی	والد
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$ + عصیب
۳	۲+۱

مثلاً میت والد $\frac{1}{4} + \frac{1}{4}$ ۲ + ۱	پوتی $\frac{1}{4}$ ۳
---	----------------------------

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(i)	مثلاً میت والد عصبہ ۲	(ii)	مثلاً میت والد عصبہ ۱	دادی محبوبہ ۰
-----	--------------------------------	------	--------------------------------	---------------------

جد صحیح کی چار حالتیں

- سوال - جد صحیح کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
- جواب - جد صحیح کی مندرجہ ذیل چار حالتیں ہیں۔
- ☆ پہلی حالت محبوب ہونا ہے اور اسکی ایک شرط ہے۔
- (الف) - یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ ہو۔
- ☆ دوسری حالت فرض مطلق ہے یعنی محض سدس ($\frac{1}{4}$) اور اس کی دو شرطیں ہیں۔
- (الف) - یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔
- (ب) - یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو (خواہ نیچے درجے کا ہو)
- ☆ تیسری حالت سدس ($\frac{1}{4}$) اور تعصیب ہے اور اس کی تین شرطیں ہیں۔
- (الف) - یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔
- (ب) - یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو (خواہ نیچے درجے کی ہو)
- (ج) - یہ کہ میت کا بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔ (خواہ نیچے درجے کا ہو)
- ☆ چوتھی حالت محض تعصیب ہے اور اسکی دو شرطیں ہیں۔
- (الف) - یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔

(ب)۔ یہ کہ میت کی اولاد موجود نہ ہو (خواہ نیچے درجے کی ہو)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ	(ii)	مسئلہ	(i)
پڑا دادا	والد	دادا	والد
محبوب	عصبہ	محبوب	عصبہ
•	۱	•	۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ	(iii)	مسئلہ	(i)
پوتو	دادا	بیٹا	دادا
عصبہ	$\frac{1}{4}$	عصبہ	$\frac{1}{4}$
۵	۱	۵	۱

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ	(iii)	مسئلہ	(i)
پوتی	دادا	بیٹی	دادا
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4} + \text{عصبہ}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4} + \text{عصبہ}$
۳	۲ + ۱	۳	۲ + ۱

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

میراث	(iii) میراث	میراث	میراث
دادا	دادا	والدہ	دادی
عصبہ	عصبہ	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۲	۵	۱	۱

باپ اور جد صحیح کی مختلف فیہ حالتیں

جد صحیح کی حالتیں باپ کی حالتوں کی طرح ہی ہیں۔ لیکن چار حالتوں میں اختلاف ہے اور وہ چار حالتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ باپ کی موجودگی میں دادی وارثہ نہیں بنتی ہے جبکہ جد صحیح کی موجودگی میں دادی وارثہ بنتی ہے۔

۲۔ اگر میت نے والد۔ والدہ اور خاوند و بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہو تو ان حالات میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) میت کی والدہ کو ملے گا اور اگر میت نے والد کی جگہ جد صحیح کو چھوڑا ہو تو پھر میت کی والدہ کو ثلث ماتنی (زوجین میں سے کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد کا تیسرا حصہ) نہیں ملے گا بلکہ ثلث کل (یعنی کل جائیداد کا تیسرا حصہ) ملے گا۔

۳۔ حقیقی بہن بھائی اور سوتیلے بہن بھائی باپ کی موجودگی میں بالاتفاق میت کی جائیداد سے محبوب رہتے ہیں۔ جبکہ دادا کی موجودگی میں فقط امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ افراد محبوب رہتے ہیں اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یہ افراد محبوب نہیں رہتے لیکن فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔

۴۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کے باپ کو سدس ($\frac{1}{6}$) حق ولاء ملے گا۔ اور اگر میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہو تو محبوب رہیگا۔ جبکہ دوسرے آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والے کا باپ اور دادا حق ولاء کے عدم حصول میں مساوی ہیں۔ اور یہی مذہب مختار ہے۔

جد صحیح

والد

۶	میں	۶
دادی	دادا	۱
۱	عصبہ	۱

۶	میں	۶
وادی	والد	۱
محبوب	عصبہ	۱

۱۲	میں	۱۲
بیوی	دادا	۱
۱	عصبہ	۱
	والدہ	۱

۱۲	میں	۱۲
بیوی	والد	۱
۱	عصبہ	۱
	والدہ	۱

۱	میں	۱
سگابھائی	دادا	۱
محبوب	عصبہ	۱

۱	میں	۱
سگابھائی	والد	۱
محبوب	عصبہ	۱

یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک ہے۔ صاحبین رحمہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں سگابھائی محبوب نہیں رہتا۔

۶	میں	۶
معتق کا دادا	معتق	۱
محبوب	عصبہ	۱

۶	میں	۶
معتق کا والد	معتق	۱
۱	عصبہ	۱

یہ مسئلہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے جبکہ دیگر ائمہ کرام رحمہ کی موجودگی میں معتق کے والد اور دادا دونوں کو محبوب قرار دیتے ہیں۔

خینفی بھائی اور خینفی بہن کی تین حالتیں

سوال - خینفی بھائی اور خینفی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
 جواب - خینفی بھائی اور خینفی بہن کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔
 ☆ پہلی حالت محبوب ہونا ہے اور اسکی شرط یہ ہے کہ میت کے بیٹے - بیٹی - پوتا - پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) اور باپ دادا (خواہ اوپر درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

☆ دوسری حالت سدس ($\frac{1}{4}$) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔
 ۱۔ کوئی حاجب موجود نہ ہو اور حوا جب کی فہرست پہلی حالت میں ذکر کر دی گئی ہے۔

۲۔ خینفی بھائی یا خینفی بہن فقط ایک ہی ہو۔

☆ تیسری حالت ثلث ($\frac{1}{8}$) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ کوئی حاجب نہ ہو۔

۲۔ خینفی بھائی یا خینفی بہنیں متعدد ہوں یا خینفی بھائی کے ساتھ خینفی بہن موجود ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

	مثالہ (i)	مثالہ (ii)	
محبوب	خینفی بھائی	خینفی بہن	دادا
عصبہ	بیٹا	محبوب	عصبہ
۱	۱	۱	۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

	مثالہ (i)	مثالہ (ii)	
محبوب	خینفی بھائی	خینفی بہن	بیچا
عصبہ	بیچا	عصبہ	عصبہ
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	۵

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۶/۱	(ii) میسج	مسئلہ ۶/۱
یعنی بہن عصبہ ۲	یعنی بھائی ۲ ۱ ۲	یعنی بھائی ۲ ۱ ۲
	پچھا عصبہ ۲ ۲	
	<u>خاوند کی دو حالتیں</u>	

سوال - خاوند کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
 جواب - خاوند کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں۔
 ☆ پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے اور اسکی ایک ہی شرط ہے۔
 الف - یہ کہ میت کے بیٹا - بیٹی اور پوتا - پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔
 ☆ دوسری حالت ربع ($\frac{1}{4}$) ہے اور اسکی بھی ایک ہی شرط ہے۔
 الف - یہ کہ میت کے بیٹا - بیٹی اور پوتا - پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۲	(iii) میسج	مسئلہ ۲
بہن ۱ ۲ ۱	خاوند ۱ ۱	خاوند ۱ ۲ ۱
	والد عصبہ ۱	

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۳	مسئلہ ۳	
پوتی و پوتا عصبہ ۲ ۳ ۱	خاوند ۱ ۱ ۱	
	بیٹا عصبہ ۳	
	<u>بیوی کی دو حالتیں</u>	

سوال - بیوی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟

جواب - بیوی کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت ربع ($\frac{1}{4}$) ہے۔ اسکی ایک ہی شرط ہے۔

الف - یہ کہ میت کے بیٹا - بیٹی - پوتا - پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو۔

☆ دوسری حالت ثمن ($\frac{1}{8}$) ہے اس کی بھی ایک ہی شرط ہے۔

الف - یہ کہ میت کے بیٹا - بیٹی - پوتا - پوتی (خواہ نچلے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

	(۱) بیہ	(۲) بیہ
بیوی	والد	بیوی
$\frac{1}{4}$	عصبہ	$\frac{1}{4}$
۲	۳	۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

	(۱) بیہ	(۲) بیہ
بیوی	بیٹا	بیوی
$\frac{1}{8}$	عصبہ	$\frac{1}{8}$
۱	۲	۱

بیٹی کی تین حالتیں

سوال - بیٹی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟

جواب - بیٹی کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

الف - یہ کہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

ب - یہ کہ میت کی صرف ایک ہی بیٹی موجود ہو۔

☆ دوسری حالت ثلثان ($\frac{2}{3}$) ہے۔ اسکی بھی دو شرطیں ہیں۔

الف - یہ کہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو
 ب - یہ کہ میت کی متعدد بیٹیاں ہوں۔
 ☆ تیسری حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے۔ اسکی ایک ہی شرط ہے۔
 الف - یہ کہ میت کا بیٹا بھی ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۲۱
 (ii) میت بیٹی
 بیچا
 عصبہ
 زوجه
 ۱-۸-۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۲۲
 (ii) میت بیٹیاں
 بیچا
 عصبہ
 زوجه
 ۱-۸-۳
 بیچا
 عصبہ
 ۵

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۲۳
 (ii) میت بیٹی
 بیٹی
 عصبہ
 زوجه
 ۱-۸-۱
 بیٹی
 عصبہ
 ۲۱

پوتی کی چھ حالتیں

سوال - پوتی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
 جواب - پوتی کی مندرجہ ذیل چھ حالتیں ہیں۔
 ☆ پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے اسکی تین شرائط ہیں۔
 الف - یہ کہ پوتی اپنے درجے میں صرف ایک ہی ہو اسکے ساتھ اس درجے میں
 نہ تو میت کا پوتا ہو اور نہ ہی کوئی دوسری پوتی ہو۔
 ب - یہ کہ اس سے نچلے درجے میں کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو کہ میت کی پوتی کو عصبہ

بنا سکتا ہو۔

وضاحت

میت کا وہی پوتا میت کی پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے کہ جس درجہ میں پوتا ہے اس درجہ میں میت کی پوتی بھی ہو اور اگر اس سے اوپر والے درجہ میں میت کی پوتی ہو تو پھر بھی یہ پوتا اس پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے۔ بشرطیکہ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر کسی درجہ میں یا تو میت کی دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں ہوں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو غرض یہ کہ ثلثان ($\frac{۲}{۳}$) مکمل ہو چکا ہو تو پھر میت کا پوتا مافوق درجہ کی پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے۔

ج۔ یہ کہ اس درجہ سے اوپر والے درجہ میں نہ میت کا کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی ہو۔

☆ دوسری حالت ثلثان ($\frac{۲}{۳}$) ہے اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ ایک درجہ میں متعدد پوتیاں ہوں۔

ب۔ یہ کہ اس سے اوپر والے درجہ میں نہ تو میت کا بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی ہو۔

ج۔ یہ کہ متعدد پوتیوں کے ساتھ اس درجہ میں میت کا کوئی پوتا نہ ہو۔

د۔ میت کا کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو انہیں عصبہ بنا سکتا ہو۔

☆ تیسری حالت سدس ($\frac{۱}{۶}$) ہے خواہ اپنے درجہ میں ایک ہو یا متعدد ہوں۔ اس کی چار شرطیں ہیں

الف۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں صرف ایک بیٹی ہو یا اوپر کے درجہ میں صرف ایک پوتی ہو۔

ب۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں نہ تو میت کا بیٹا ہو اور نہ ہی میت کا پوتا ہو۔

ج۔ یہ کہ اس درجہ میں (جس درجہ میں میت کی پوتی ہے) میت کا پوتا نہ ہو۔

د۔ یہ کہ اس درجہ سے نیچے بھی میت کا کوئی ایسا پوتا موجود نہ ہو جو کہ اسے عصبہ بنا دے

☆ چوتھی حالت محبوب ہونا ہے اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں میت کی دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں ہوں یا ایک بیٹی

اور ایک پوتی ہو۔

ب۔ یہ کہ اس درجہ میں میت کا کوئی پوتا نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ اس درجہ سے نیچے بھی کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو اسے عصبہ بنا سکتا ہو۔

د۔ یہ کہ اس پوتی سے اوپر کسی درجہ میں میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو

☆ پانچویں حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر درجہ میں اگر میت کی دو بیٹیاں یا دو پوتیاں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی موجود ہو تو ایسی صورت میں میت کی پوتی عصبہ بھی بن سکتی ہے لیکن اس کی دو شرطیں ہیں

الف۔ یہ کہ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس درجہ میں یا اس سے نیچے درجہ میں میت کا پوتا موجود ہو اور جس درجہ میں میت کی پوتی موجود ہو اس سے اوپر کسی درجہ میں میت کی دو بیٹیاں یا دو پوتیاں یا مختلف درجوں میں میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی موجود ہو۔

ب۔ یہ کہ اس درجہ سے اوپر درجہ میں میت کا بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو۔

وضاحت

نیچے درجہ میں اگر کوئی پوتا اقرب ہو اور کوئی پوتا بعد ہو تو بعد محبوب رہے گا۔

☆ چھٹی حالت بھی عصبہ بالغیر ہونا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر والے درجہ میں میت کا نہ تو بیٹا ہو اور نہ ہی کوئی پوتا ہو۔

ب۔ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اسی درجہ میں میت کا پوتا ہو یا اس سے نیچے درجہ میں میت کا پوتا ہو بشرطیکہ اس پوتی سے اوپر کسی درجہ میں ثلثان ($\frac{2}{3}$) مکمل ہو چکا ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مثالہ	(ا)	مثالہ	(ب)
بیچا	پوتی	والد	پوتی
عصبہ	$\frac{1}{2}$	عصبہ	$\frac{1}{2}$

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۳		مسئلہ ۳	
چچا	۲ پوتیاں	والد	۲ پوتیاں
عصبہ	$\frac{2}{3}$	عصبہ	$\frac{2}{3}$
۱	۲	۱	۲

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۶/۱۸		مسئلہ ۶	
چچا	پوتی (علیا) ۳ پوتیاں (سفلی)	والد	پوتی
عصبہ	$\frac{1}{4}$	عصبہ	$\frac{1}{4}$
۲	۳	۲	۳

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۳		مسئلہ ۳	
چچا	۲ پوتیاں (علیا) پوتی (سفلی)	والد	۲ پوتیاں
عصبہ	محبوبہ	عصبہ	محبوبات
۱	۲	۱	۲

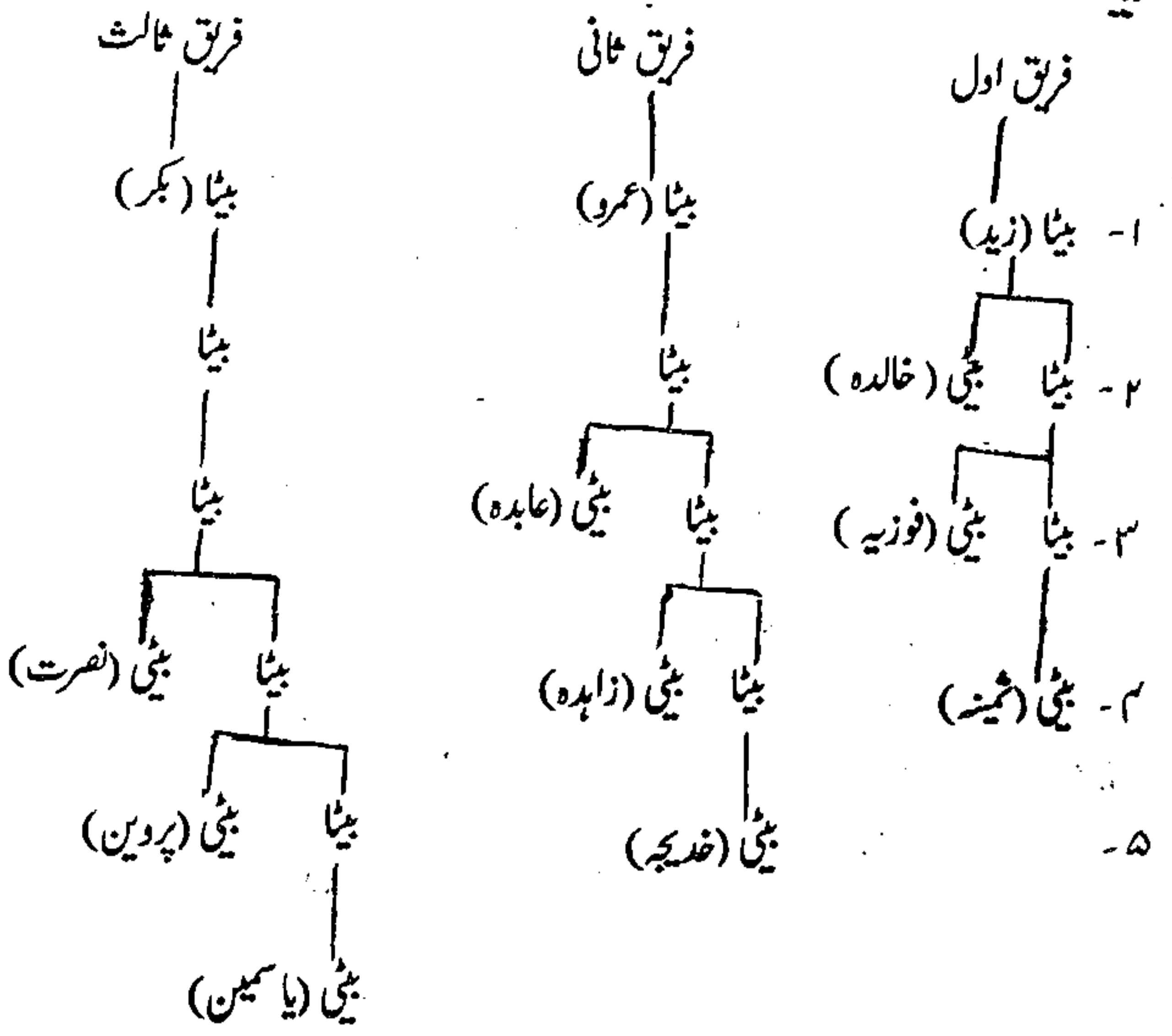
پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۹		مسئلہ ۹	
چچا	پوتی	والد	پوتی (علیا) پوتی (سفلی)
محبوب	محبوبہ	عصبہ	محبوبہ
۱	۲	۲	۱

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۹		مسئلہ ۹	
سکر پوتی	پوتا پوتی	پوتی	۲ بیٹیاں پوتا
محبوبہ	عصبہ	عصبہ	
۱	۲	۱	۲

مسئلہ ۶/۱۸		مسئلہ ۶/۱۸	
والد	پوتی	والد	پوتی
$\frac{1}{4}$	عصبہ	$\frac{1}{4}$	عصبہ
۳	۱۵	۳	۱۵



مذکورہ بالا مسئلہ تشبیہ کے ہر فریق میں تین درجے ہیں۔

۱- علیا ۲- وسطیٰ ۳- سفلی

فریق اول کی علیا (خالدہ) کے مقابلہ میں فریق ثانی اور فریق ثالث سے کوئی لڑکی نہیں ہے اور فریق اول کی وسطیٰ (فوزیہ) کے مقابلہ میں فقط فریق ثانی کی علیا (عابدہ) ہے اور فریق اول کی سفلی (ثمینہ) کے مقابلہ میں فریق ثانی کی وسطیٰ (زاہدہ) ہے۔ اور فریق ثالث کی علیا (نصرت) ہے اور فریق ثانی کی سفلی (خدیجہ) کے مقابلہ میں فریق ثالث کی وسطیٰ (پروین) ہے اور فریق ثالث کی سفلی (یا سمین) کے مقابلہ میں کسی فریق کی کوئی مونث نہیں ہے۔

سوال - اہل فرائض کے نزدیک مسئلہ تشبیب کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب

مسئلہ تشبیب کی تعریف

اہل فرائض اس مسئلہ کو تشبیب کا نام دیتے ہیں کہ جو مختلف درجوں کی پوتیوں پر مشتمل ہو تشبیب کے لغوی معنی ہیں ایسے شعر کہنا جن میں ممدوح کے حسن و جمال کا ذکر ہو۔ قرب و وصال کا تذکرہ ہو شاعر حضرات مدحیہ قصیدوں کی ابتداء تشبیبی اشعار سے کیا کرتے ہیں۔ تاکہ سامع کے ہوش و حواس کو انتشاری حالت سے نکال کر ان کو مجتمع کر لیا جائے اور ذہن کو قوت ملے پھر بعد میں شاعر حضرات تشبیبی اشعار سے اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور ممدوح کے اوصاف و خصائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تشبیبی اشعار سے اصل مقصد سامع کے منتشر ہوش و حواس کو جمع کر کے ذہن کو قوت دینا ہوتا ہے جسے اہل فرائض مسئلہ تشبیب کہتے ہیں وہ مسئلہ بھی طلباء کی توجہ کو یکجا کرتا ہے اور طلباء کو سننے اور پڑھنے کا مشاق بناتا ہے۔

مسئلہ تشبیب کا مقصد

مسئلہ تشبیب دراصل ایک سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ پوتی کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب اوپر والے درجہ میں میت کی دو بیٹیاں موجود ہوں پوتیاں جائیداد سے محجوب ہو جاتی ہیں تو اگر میت کی فقط پوتیاں ہی متعدد درجہ میں ہوں تو ان میں تقسیم جائیداد کا کیا طریقہ ہو گا یہ وہ سوال ہے جس کا مسئلہ تشبیب میں جواب دیا گیا ہے

مسئلہ تشبیب کی صورت

مسئلہ تشبیب میں تقسیم میراث

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد اب ملاحظہ ہو تقسیم میراث اگر متوفی احمد علی کا کوئی بیٹا (زید، عمرو، بکر) موجود نہ ہو تو متوفی کی کل جائیداد کا نصف ($\frac{1}{2}$) فریق اول کی علیا (خالدہ) کو ملے گا کیونکہ خالدہ کے علاوہ اس درجہ میں میت کی کوئی دوسری پوتی موجود نہیں ہے اور متوفی کی کل جائیداد کا سدس ($\frac{1}{6}$) فریق اول کی وسطی (فوزیہ) اور فریق ثانی کی علیا (عابدہ) کو ملے گا (کہ جسے آپس میں برابر تقسیم کر لیں گی) تاکہ ثلثان مکمل ہو جائے اور اس سے بچے درجہ کی پوتیاں محبوب ہوں گی جو کل چھ ہیں (ثمینہ، زاہدہ، نصرت، خدیجہ، پروین اور یاسمین)

ہاں اگر سدس ($\frac{1}{6}$) پانے والی پوتیوں کے درجہ سے نیچے کسی درجہ کی پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی موجود ہو تو پھر وہ پوتا اپنے درجہ کی پوتیوں اور اس درجہ سے اوپر کی پوتیوں کو عصبہ بنا دے گا۔ اور ان کے درمیان تقسیم جائیداد اس طرح ہو گی کہ میت کے پوتوں کو دوگنا اور میت کی پوتیوں کو اکرا ملے گا۔ اور اس پوتے سے نیچے والی تمام پوتیاں محبوب ہوں گی

سگی بہن کی پانچ حالتیں

- سوال - سگی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟
- جواب - سگی بہن کی مندرجہ ذیل پانچ حالتیں ہیں -
- ☆ پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے لیکن اس کی چار شرطیں ہیں -
- الف - یہ کہ میت کی فقط ایک سگی بہن ہو -
- ب - یہ کہ میت کے بیٹا پوتا (خواہ نیچے درجہ کا ہو) اور باپ، دادا (خواہ اوپر درجہ کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو ج - یہ کہ میت کی بیٹی اور پوتی موجود نہ ہوں (یعنی سگی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے)
- د - یہ کہ میت کا سگا بھائی بھی موجود نہ ہو (سگی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے)

۱۲۔ دوسری حالت ثلاثان ($\frac{12}{3}$) ہے اس کی بھی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کی متعدد سگی بہنیں ہوں۔

ب۔ یہ کہ میت کے بیٹا پوتا (خواہ نیچے درجے کا ہو) اور باپ 'دادا' (خواہ اوپر درجے کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو

ج۔ یہ کہ میت کی پوتی اور بیٹی میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو

د۔ یہ کہ میت کا سگا بھائی بھی موجود نہ ہو

☆ تیسری حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا 'پوتا' (خواہ نیچے درجے کے ہوں) اور باپ 'دادا' (خواہ اوپر درجے کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا سگا بھائی موجود ہو اس حالت میں میت کے سگے بھائی کو دوگنا اور میت کی سگی بہن کو اکرا ملے گا۔

☆ چوتھی حالت عصبہ مع الغیر ہونا ہے اس کی بھی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا 'پوتا' (خواہ نیچے درجے کا ہو) اور باپ 'دادا' (خواہ اوپر درجے کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو اس حالت میں بیٹی یا پوتی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد میت کی بہن کو عصبہ مع الغیر قرار دیتے ہوئے سپرد کر دی جائے

☆ پانچویں حالت محبوب ہونا ہے اور اس کی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حواجب پایا جائے۔

یعنی بیٹا 'پوتا' (خواہ درجہ سافلہ کا ہو) باپ 'دادا' (خواہ درجہ عالیہ کا ہو) میں سے کوئی ایک ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱	مسئلہ ۲
سگی بہن	سگی بہن
عصبہ	عصبہ
۱	۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسدہ ۳	مسدہ ۲
۲ سگی بہنیں	۲ سگی بہنیں
بھتیجا	چچا
عصب	عصب
۱	۱
۲	۲

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسدہ ۴	مسدہ ۲
۵ سگی بہنیں	۲ سگی بہنیں
سگا بھائی	سگا بھائی
بیوی	عصب
۱	۱
۱	۲

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسدہ ۲	II	مسدہ ۲
چچا	پوتی	سگی بہن
بیوی	عصب	عصب
محبوب	۱	۱
۱	۱	۱
۱	۱	۱
۱	۱	۱

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱	مسئلہ ۱	مسئلہ ۲	مسئلہ ۱
سگی بہن	سگی بہن	سگی بہن	سگی بہن
بھوپہ	بھوپہ	بھوپہ	بھوپہ
۱	۱	۱	۱
۱	۱	۱	۱

ابوی بہن کی سات حالتیں

سوال - ابوی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟

جواب -

ابوی بہن کی مندرجہ ذیل سات حالتیں ہیں -

☆ پہلی حالت نصف ($\frac{1}{2}$) ہے اس کی چار شرطیں ہیں -

الف - یہ کہ علاقائی (ابوی) بہن ایک ہو -

ب - یہ کہ حواجب میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو - یعنی (۱) میت کے

بھائی (۲) دو سگی بہنوں (۳) سگی بہن کے ساتھ بیٹی یا پوتی (۴) دو پوتیوں (۵) پوتے

(اگرچہ درجہ سفلی کے ہوں) (۶) اور باپ دادا (اگرچہ درجہ علیا کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو -

ج - یہ کہ علاقائی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے یعنی علاقائی بہن کے ہوتے ہوئے میر

کی بیٹی یا پوتی موجود نہ ہو

د - یہ کہ علاقائی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے - یعنی علاقائی بہن کے ہوتے ہوئے کو

علاقائی بھائی موجود نہ ہو -

☆ دوسری حالت ثلثان ($\frac{2}{3}$) ہے اس کی بھی چار شرطیں ہیں -

الف - یہ کہ علی بہنیں متعدد ہوں

ب - یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود نہ ہو -

ج - یہ کہ علاقائی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے

د - یہ کہ علاقائی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے

☆ تیسری حالت سدس ($\frac{1}{4}$) ہے (خواہ علاقائی بہن ایک ہو یا متعدد ہوں) اسکی بھی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ علاقائی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے

ج۔ یہ کہ علاقائی بہن عصبہ بالغیر بھی نہ بنے۔

د۔ یہ کہ میت کی فقط ایک سگی بہن موجود ہو۔

☆ چوتھی حالت: محبوب ہونا ہے اس کی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کی دو یا دو سے زائد سگی بہنیں ہوں۔

☆ پانچویں حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا علاقائی بھائی موجود ہو۔

☆ چھٹی حالت عصبہ مع الغیر ہے۔ اس کی بھی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی صرف ایک بیٹی یا ایک پوتی موجود ہو۔

☆ ساتویں حالت بھی (چوتھی حالت کی طرح) محبوب ہونا ہے۔ اس کی ایک ہی

شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود ہو اور ابوی بہن کے حواجب

مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بیٹا (۲) پوتا (اگرچہ درجہ سفلی کا ہو) ۳۔ باپ ۴۔

دادا (اگرچہ درجہ علیا کا ہو)

۵۔ سگا بھائی ۶۔ دو سگی بہنیں ۷۔ سگی بہن کے ساتھ پوتی

۸۔ دو پوتیاں

مسد ۱			مسد ۲		
بھتیجا	علی بہن	بیوی	بھتیجا	علی بہن	بیوی
ع	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	ع	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
۱	۲	۱	۱	۲	۱
مسد ۲			مسد ۳		
بھتیجا	علی بہن	بیوی	بھتیجا	علی بہن	بیوی
ع	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	ع	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
۱	۲	۱	۱	۲	۱

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱/۶ بعد الیہ ۲۱

۳ علی بہنیں ۲ علی بہنیں ۳ علی بہنیں خازند بھتیجا

۲/۳ ۲/۳ ۲/۳ ۱/۲ ۱/۲ ۱/۲ ۶ ۶ ۶

۲ ۲ ۲ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶ ۱۲/۶

۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں

۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴

۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱

۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱۱/۱۲/۳۳

۳ سگی بہنیں بیوی ۳ سگی بہنیں بیوی

۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴

۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

۹ ۹ ۹ ۹ ۹ ۹ ۹ ۹

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱۸/۴

۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں

۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴

۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱

۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۸

۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں

۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴

۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱

۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

ساتویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ ۱

۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں ۳ علی بہنیں

۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴

۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱

۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳ ۳

والدہ کی تین حالتیں

سوال - والدہ کے حالات بمعہ امثلہ تحریر کریں؟

جواب - والدہ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں -

☆ پہلی حالت سدس ($\frac{1}{6}$) ہے لیکن اس کی ایک شرط ہے الف - یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی میں سے کوئی ایک موجود ہو - (پوتا، پوتی خواہ درجہ سافلہ کے ہوں) - یا کسی جہت کے دو بھائی دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو - خواہ یہ مذکورہ حضرات وارث ہوں یا محجوب ہوں بہر دو صورت والدہ کا ($\frac{1}{6}$) حصہ مقرر کریں گے -

☆ دوسری حالت ثلث ($\frac{1}{3}$) ہے اس کی دو شرطیں ہیں -

الف - یہ کہ جن افراد کی موجودگی میں والدہ کو سدس ($\frac{1}{6}$) ملتا ہے - وہ افراد موجود نہ ہوں یعنی میت کے بیٹا اور بیٹی - پوتا اور پوتی دو یا دو سے زائد بھائی یا بہنیں یا ایک بھائی اور اس کے ساتھ ایک بہن میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو -
ب - یہ کہ والدہ کے ساتھ میت کا والد اور والد کے ساتھ زوجین میں سے کوئی ایک بیک وقت موجود نہ ہو - جیسا کہ مسئلین عمریتین میں ہوتا ہے - جسے تیسری حالت میں ذکر کیا جائے گا -

☆ تیسری حالت ثلث ماہتی ($\frac{1}{3}$ ماہتی) ہے (زوجین میں سے کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد کا تیسرا حصہ والدہ کو دینا ہے - یہ ($\frac{1}{3}$) ماہتی ہے) اور یہ فقط مسئلین عمریتین میں ہوتا ہے یعنی وہ دو مسئلے جنہیں پہلی مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حل فرمایا تھا - اور اس پر جمہور صحابہ کرام اور آئمہ عظام نے اتفاق کیا - اس کی تین شرطیں ہیں -

الف - یہ کہ پہلی حالت نہ ہو -

ب - یہ کہ میت کا باپ موجود نہ ہو -

ج - یہ کہ زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو -

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

I صید ۶ مسئلہ ۱۲/۴ II صید

والدہ	بیٹا
$\frac{1}{4}$	۶
۱	۵
۲	۱۰
والدہ	۲
$\frac{1}{4}$	۵
۱	۲
۲	۱۰

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

I صید ۳ مسئلہ ۳ II صید

والدہ	باپ
$\frac{1}{3}$	۶
۱	۲
۲	۱
والدہ	۱
$\frac{1}{3}$	۲
۱	۲
۲	۱

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

I صید ۳ مسئلہ II صید

خاند	والدہ	باپ	بیوی	والدہ	باپ
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$ مابقی	۶	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$ مابقی	۶
۳	۱	۲	۱	۱	۲

جدہ صحیحہ کی دو حالتیں

سوال - جدہ صحیحہ کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں؟

جواب - جدہ صحیحہ کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں -

☆ پہلی حالت سدس ($\frac{1}{6}$) ہے (خواہ جدہ صحیحہ ایک ہو یا متعدد ہوں اور اگر

متعدد ہوں تو درجہ میں مساوی ہوں) لیکن اس کی ایک شرط ہے -

الف - یہ کہ جدہ صحیحہ کا کوئی صاحب موجود نہ ہو اور جدہ صحیحہ کے تین حواجر

ہیں

(۱) - والدہ یعنی جب والدہ موجود ہو تو جدہ صحیحہ میت کی جائیداد سے محجور

رہتی ہے -

(۲) - جدہ صحیحہ اور میت کے درمیان کسی واسطے کا زندہ ہونا -

(۳) - جدہ صحیحہ قریبی کے ہوتے ہوئے جدہ صحیحہ بعدی محبوب رہتی ہے -

وضاحت

میت کی والدہ جدات صحیحہ کی دونوں قسموں (جدات صحیحہ ابوہ اور جدات صحیحہ امیہ) کے لئے حاجب بنتی ہے۔ جب کہ میت کا والد فقط جدات صحیحہ ابوہ کے لئے حاجب بنتا ہے اور جدات صحیحہ امیہ کے لئے حاجب نہیں بنتا ہے اس طرح دادا بھی جدات صحیحہ ابوہ کے لئے حاجب بنتا ہے لیکن میت کی ام الاب (دادی) کے لئے حاجب نہیں بنتا ہے۔

☆ دوسری حالت مجوب ہونا ہے لیکن اس کی ایک شرط ہے۔
الف۔ یہ کہ جدہ صحیحہ کا کوئی حاجب موجود ہو اور حواجب پہلی حالت میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مثلاً ۶		مثلاً ۶	
II صید		I صید	
بیٹا	نانی	بیٹا	دادی
ع	$\frac{1}{4}$	ع	$\frac{1}{4}$
۵	۱	۵	۱

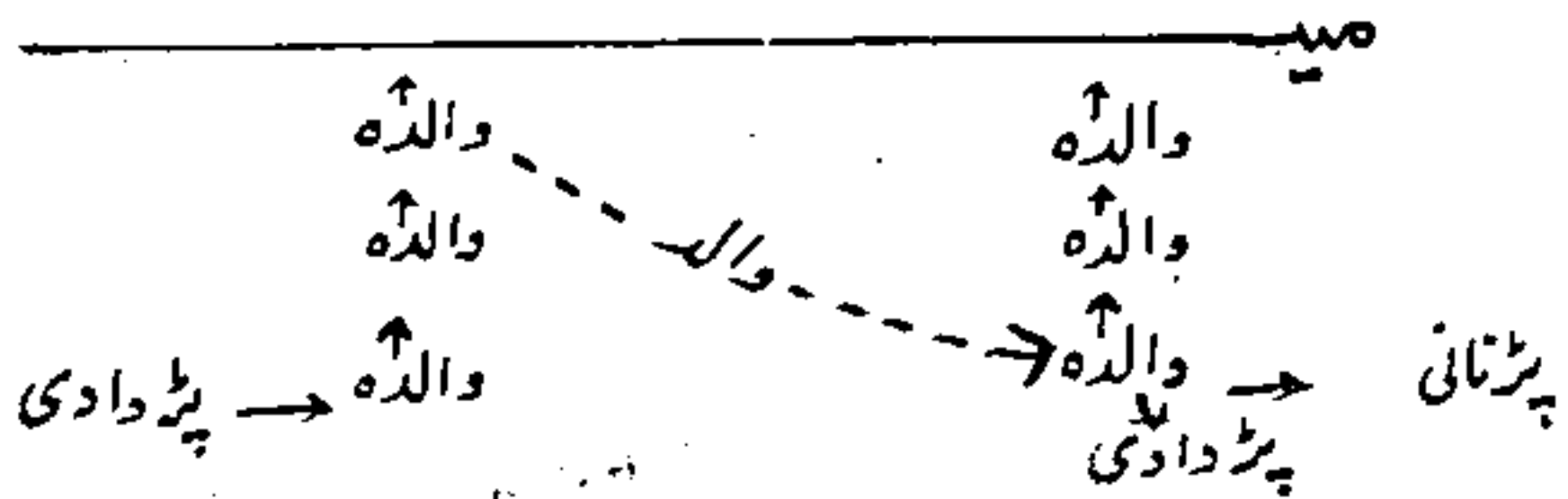
دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مثلاً ۶		مثلاً ۶	
II صید		I صید	
والد	دادی	بیٹا	دادی
ع	مجوب	ع	مجوب
۱	x	۵	x

سوال۔ اگر میت کے پسماندگان سے ایسی دو جدات صحیحہ پائی جائیں کہ ان میں سے ایک جدہ تو میت کے ساتھ فقط ایک قرابت رکھتی ہو (جیسے ام ام الاب یعنی باپ کی نانی) لیکن دوسری جدہ میت کے ساتھ دو یا دو سے زائد قرابتیں رکھتی ہو۔ (جیسے ام ام الام یعنی والدہ کی نانی اور یہی خاتون ام اب الاب بھی ہے یعنی والد کی دادی بھی ہے۔) تو ایسی صورت میں قرابتوں کا لحاظ کیا جائے گا۔ یا نہیں کیا جائے گا؟

جواب۔ مذکورہ بالا صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے

کہ قرابتوں کا لحاظ نہ کیا جائے بلکہ ابدان کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں جدات میں جائیداد کو برابر تقسیم کیا جائے یعنی جتنی جائیداد دو قرابتوں والی جدہ کو ملے گی اتنی ہی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو ملے گی۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جہات قرابت کا لحاظ کیا جائے یعنی جتنی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو ملے گی اس سے دوگنی جائیداد دو قرابت رکھنے والی جدہ کو ملے گی اگر کسی میت کی دیگر اصحاب فرائض کے علاوہ دو جدات بھی ہوں کہ ان میں سے ایک جدہ تو ایک قرابت رکھتی ہو اور دوسری جدہ دو قرابتیں رکھتی ہو۔ تو ایسی صورت میں جدات کے لئے حاصل شدہ سدس ($\frac{1}{6}$) کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے گا۔ ان تین حصوں میں سے ایک حصہ پہلی جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ ایک قرابت حاصل ہے) کو دیا جائے اور باقی دو حصے دوسری جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ دو قرابتیں حاصل ہیں) کو دیئے جائیں میت کے ساتھ ایک قرابت اور دو قرابتیں رکھنے والی جدات کی مثال۔



مذکورہ بالا مثال کی وضاحت یہ ہے کہ ایک عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) کا نکاح اپنی نواسی (حمیدہ) سے کر دیا ان سے ایک بچہ (احمد) پیدا ہوا۔ جس عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) اور نواسی (حمیدہ) کا نکاح کیا تھا۔ وہ عورت (سکینہ) اس نومولود بچے (احمد) کے والد کی جہت سے تو پڑدادی بنتی ہے اور بچے (احمد) کی والدہ (حمیدہ) کی جہت سے پڑدانی بنتی ہے۔ یہ دو قرابتوں والی جدہ ہے۔ اس جگہ ایک ایسی عورت (کوثر) بھی ہے جس نے اپنی بیٹی (تسنیم) کا نکاح پہلی عورت (سکینہ) کے بیٹے (ناصر) کے ساتھ کر دیا تھا اور اس دوسری عورت کی بیٹی (تسنیم) سے ایک لڑکے (سعید) نے جنم لیا جو کہ پہلی عورت (سکینہ) کا پوتا ہے اور نومولود بچے (احمد) کا باپ ہے (یہی نومولود بچہ بعد میں میت بننے والا ہے۔) یہ دوسری عورت (کوثر) میت کی پڑدادی بنی۔ یہ ایک قرابت والی جدہ ہے۔ وضاحت ملاحظہ ہو۔

نوٹ: مشرقی نمبر ۱۳۳ پر مدخلہ فرمائیں

سبق نمبر

عصبات نسبیہ کا بیان

سوال - عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں؟
 جواب - عربی زبان میں لفظ عصبہ کے معنی پٹھے کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص کہلاتا ہے کہ جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بلکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام میراث کا وہ شخص مالک بن جائے۔ اور اگر ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد کچھ بھی نہ بچے تو عصبہ محبوب رہے گا۔ اسباب ارث میں سے مضبوط ترین سبب ارث عصبہ ہے کیونکہ اصحاب فرائض نہ ہونے کی وجہ سے تمام جائیداد کا عصبہ ہی وارث بنتا ہے۔ عصبات کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عصبات نسبیہ ۲۔ عصبات سببی

۱۔ عصبہ نسبیہ

عصبہ نسبی وہ شخص ہے کہ جسے نسبی قرابت کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو۔ جیسے بیٹا، پوتا وغیرہ

۲۔ عصبہ سببی

عصبہ سببی وہ شخص ہے کہ جسے کسی غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو۔ ایسے عصبہ کو معتق اور مولیٰ العتاقہ کہتے ہیں عصبہ نسبی بہ نسبت عصبہ سببی کے قوی ہے یعنی عصبہ نسبی کی موجودگی میں عصبہ سببی کو میراث نہ ملے گی عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ ۲۔ عصبہ بغیرہ ۳۔ عصبہ مع غیرہ

۱۔ عصبہ بنفسہ

عصبہ بنفسہ اس مرد کو کہتے ہیں کہ جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے تو درمیان میں مونث کا واسطہ نہ آئے۔ جیسے بیٹا۔ باپ وغیرہ اور جو شخص مونث کے واسطہ سے میت کی طرف منسوب ہو وہ عصبہ بنفسہ نہیں بن سکتا۔ جیسے ماموں۔ نانا وغیرہ

انتباہ

اگر کسی شخص کو کسی میت کی طرف منسوب کیا جائے اور درمیان میں مذکر اور مونث دونوں کا واسطہ آئے تو مذکر کے واسطہ کو اصل شمار کریں گے اور منسوب ہونیوالے شخص کو عصبہ بنفسہ شمار کریں گے۔ جیسے سگا بھائی۔

۲۔ عصبہ بغیرہ

عصبہ بغیرہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی مذکر نے عصبہ بنا دیا ہو۔ واضح رہے کہ عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے کہ جس کا حصہ نصف ($\frac{1}{2}$) یا ثلثان ($\frac{2}{3}$) مقرر ہو اور وہ فقط چار عورتیں ہیں۔

۱۔ بیٹی ۲۔ پوتی ۳۔ سگی بہن ۴۔ علاقائی بہن

۳۔ عصبہ مع غیرہ

اس عورت کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی عورت نے عصبہ بنا دیا ہو۔ جیسے بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن یا علاقائی بہن عصبہ بن جاتی ہے۔ سوال۔ اگر متعدد افراد عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو ان میں سے کس شخص کو ترجیح دیتے ہوئے میت کا عصبہ قرار دیں گے؟

جواب۔ جب میت کے عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد اشخاص

جمع ہو جائیں (مثلاً "میت کا بیٹا - پوتا - باپ - بھائی اور چچا وغیرہ) تو ان میں سے کسی ایک کو بطور عصبہ ترجیح دینے کے لئے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھا جائیگا۔

۱۔ ترجیح بالجمہت

یعنی سب سے پہلے یہ دیکھا جائیگا کہ میت کے ساتھ قرابت اور تعلق داری میں سب سے پہلا درجہ کس شخص کا ہے اور جو شخص میت کے انتہائی زیادہ قریب ہو اسے دوسرے افراد پر ترجیح دی جائیگی اور دلائل سے یہ بات واضح ہے۔ کہ جمہت بنوۃ (بیٹے کی طرف سے) تمام جہتوں (تعلقات) پر مقدم ہے۔ لہذا اگر کسی میت کا بیٹا - باپ اور سگا بھائی زندہ ہوں تو میت کے بیٹے کو عصبہ قرار دیا جائیگا۔ کیونکہ جمہت بنوۃ باقی تمام جہات پر مقدم ہے۔

مذکورہ صورت میں باپ کو صاحب فرض اور سگے بھائی کو محبوب قرار دیا جائیگا کیونکہ سگے بھائی کی جمہت قرابت بہ نسبت بیٹے کے متاخر ہے۔

۲۔ ترجیح بالدرجہ

عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد افراد اگر جمہت میں متحد ہوں مثلاً "تمام کا تعلق جمہت بنوۃ سے ہی ہو جیسے میت کا بیٹا بھی موجود ہو اور پوتا پڑپوتا وغیرہ بھی موجود ہو یا تمام کا تعلق جمہت ابوۃ سے ہو۔ جیسے میت کا باپ بھی موجود ہو اور دادا بھی موجود ہو تو ایسی صورت میں ایسے شخص کو میت کا عصبہ قرار دیا جائے گا جو درجہ کے اعتبار سے میت کے قریب ترین ہو گا۔ مثلاً جمہت بنوۃ میں میت کے بیٹے کو عصبہ قرار دیا جائے گا اور پوتا پڑپوتا وغیرہ کو محبوب قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ جمہت بنوۃ میں بیٹا ہی میت کے قریب ترین شخص ہے اور اسی طرح جمہت ابوۃ میں باپ کو عصبہ قرار دیا جائے گا۔ اور دادا - پڑدادا کو محبوب قرار دیا جائے گا۔

۳۔ ترجیح بالقرابت

عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد افراد اگر جہت و درجہ دونوں میں متحد ہوں تو پھر ایسے شخص کو میت کا عصبہ بنفسہ قرار دیا جائیگا جو میت کے ساتھ تمام افراد سے زیادہ قوی قرابت رکھتا ہو یعنی میت کے ساتھ اقوی قرابت رکھنے والے کو عصبہ بنفسہ قرار دے دیا جائیگا اور بہ نسبت اقوی کے کم قوت قرابت رکھنے والوں کو محبوب قرار دیا جائیگا۔ مثلاً "میت کا سگا بھائی بھی ہے اور علی بھائی بھی ہے یہ دونوں شخص جہت اور درجہ کے اعتبار سے تو برابر ہیں لیکن سگے بھائی کو عصبہ بنفسہ قرار دیا جائیگا کیونکہ سگے بھائی کی میت کے ساتھ قرابت بہ نسبت علی بھائی کے اقوی ہے۔"

فائدہ

عصبہ بنفسہ کی پانچ جہتیں ہیں۔

- ۱۔ جزء میت ۲۔ اصل میت ۳۔ جزء ابی المیت ۴۔ جزء جد المیت ۵۔ الولاء

اس جہت میں معتق اور معتق کے عصبہ بنفسہ اشخاص شامل ہیں۔
پہلی چار جہات نقشہ کی صورت میں بالترتیب ملاحظہ ہوں۔

درجہ	جہات	نمبر خاص	نمبر سلسلہ دار	میت کے ساتھ ہونے والے عصبات کے نام	کیفیت
پہلا درجہ	جزء المیت	۱	۱	بیٹا	عصبات کا ہر درجہ باقی تمام عصبات نے مقدم ہے جو کبھی بھی محبوب نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں باقی درجات کے افراد محبوب رہتے ہیں نیز اس درجہ میں بھی ترتیب ملحوظ خاطر ہے یعنی بالترتیب پہلے نمبر کے عصبہ کے مقابلہ میں اسی درجہ کے نیچے والے افراد محبوب ہوں گے۔
		۲	۲	پوتنا	
		۳	۳	پڑ پوتنا	
		۴	۴	سکر پوتنا	
دوسرا درجہ	اصل میت	۵	۱	باپ	پہلے درجہ والوں کے مقابلہ میں عصبہ ہونے کی حیثیت سے اس درجہ والے کچھ بھی نہ پاسکیں گے البتہ ذریٰ الغرض ہونے کی وجہ سے انہیں سکس (۶) ملے گا۔ خود اس درجہ میں بھی ترتیب ملحوظ خاطر ہے یعنی بالترتیب اس درجہ کے پہلے نمبر والے عصبہ کے مقابلہ میں اس درجہ کے نیچے والے افراد محبوب ہوں گے
		۶	۲	دادا	
		۷	۳	پڑ دادا	
		۸	۴	سکر دادا	
تیسرا درجہ	جزء ابی المیت	۹	۱	حقیقی بھائی	اگر میت کی بہن موجود ہو تو اسے بھی اپنے ساتھ عصبہ بنائے گا۔
		۱۰	۲	علاق بھائی	
		۱۱	۳	حقیقی بھائی کا بیٹا	اگر میت کی بیٹی اور حقیقی بہن موجود ہوں تو یہ محبوب ہے میت کا علاقائی بہن اسکے ساتھ مل کر عصبہ بنائے گی
		۱۲	۴	علاقائی	
		۱۳	۵	بھائی بیٹا حقیقی بھائی	
		۱۴	۶	کا پوتنا علاقائی	
		۱۵	۷	حقیقی بھائی کا پڑ پوتنا	

درجہ	جہات	نمبر خاص	نمبر سلسلہ دار	میت کے ساتھ عصب کے رشتے کا نام	کیفیت
		۸	۱۶	علاقہ بھائی کا پر پوتا	تیسرے درجہ والے خود اوپر درجہ والے کے مقابلہ میں محبوب اور نیچے
		۹	۱۷	حقیقی "رک پوتا"	درجہ والے ان کے سامنے محبوب رہتے ہیں نیز خود اس درجہ میں ترتیب
		۱۰	۱۸	علاقہ " " "	لمحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب اسی درجہ کے پہلے نمبر والے
					عصب کے مقابلہ میں اسی درجہ کے نیچے والے افراد محبوب ہونگے
		۱	۱۹	حقیقی چچا	
		۲	۲۰	باپ کا علاقہ بھائی	چوتھے درجہ والے خود سے اوپر درجات
		۳	۲۱	حقیقی چچا کا بیٹا	
		۴	۲۲	علاقہ " " "	
		۵	۲۳	حقیقی چچا کا پوتا	والوں کے مقابلہ میں محبوب رہتے ہیں اور
		۶	۲۴	علاقہ " " "	
		۷	۲۵	حقیقی چچا کا پر پوتا	نیچے درجہ والے یعنی (معتق) ان کے سامنے
		۸	۲۶	علاقہ " " "	محبوب رہتے ہیں نیز خود اس درجہ میں بھی ترتیب
		۹	۲۷	باپ کا حقیقی چچا	لمحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب اسی درجہ کے
		۱۰	۲۸	باپ کا علاقہ چچا	
		۱۱	۲۹	باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا	پہلے نمبر والے عصب کے مقابلہ میں اسی درجہ
		۱۲	۳۰	باپ کے علاقہ " " "	کے نیچے والے افراد محبوب ہوں گے
		۱۳	۳۱	باپ کے حقیقی چچا کا پوتا	
		۱۴	۳۲	باپ کے علاقہ چچا کا پوتا	
		۱۵	۳۳	" " حقیقی " " پر پوتا	
		۱۶	۳۴	باپ کے علاقہ " " "	

بہترین جد امید

پوتوں اور جد امید

سوال - اگر میت کے مختلف قسموں کے عصبات پائے جائیں یعنی بعض عصبہ بنفسہ ہوں بعض عصبہ بغیرہ ہوں اور بعض عصبہ مع غیرہ ہوں تو کس قسم کے

عصبہ کو ترجیح دی جائیگی؟

جواب - جس قسم کا عصبہ میت کے قریب ہو گا۔ اسے ترجیح دی جائے گی بالفرض عصبہ مع غیرہ بہ نسبت عصبہ بنفسہ کے میت کے زیادہ قریب ہے تو میت کا عصبہ قرار دینے میں عصبہ مع غیرہ کو ترجیح دی جائیگی اور عصبہ بنفسہ کو محبوب قرار دیا جائیگا۔

مثلاً "میت کے پسماندگان میں ایک بیٹی - ایک بہن اور ایک علی بھائی کا بیٹا ہے۔ اس صورت میں میت کی کل جائیداد کا نصف ($\frac{1}{2}$) بطور عصبہ میت کی بہن کو ملے گا اور علی بھائی محبوب رہیگا کیونکہ میت کی بہن میت کی بیٹی کی وجہ سے عصبہ مع غیرہ بن گئی ہے اور یہ بہن بہ نسبت علی بھائی کے بیٹے کے میت کے زیادہ قریب ہے لہذا عصبہ اسے ہی قرار دیا جائیگا۔

یونہی مذکورہ صورت میں اگر علی بھائی کے بیٹے کی جگہ میت کا چچا ہوتا تو وہ بھی محبوب رہتا اور اسی طرح مذکورہ صورت میں اگر علی بھائی کے بیٹے کی جگہ خود علی بھائی ہوتا تو وہ بھی محبوب رہتا۔

سبق نمبر ۸

حجب کا بیان

سوال - حجب کی تعریف اور اسکی اقسام بیان کریں؟
 جواب - حجب کے لغوی معنی ہیں رکنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں حجب کے یہ معنی ہیں کہ معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض جائیداد لینے سے رک جانا۔

اقسام حجب

حجب کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ حجب نقصان ۲۔ حجب حرمان

۱۔ حجب نقصان

حجب نقصان کا یہ مطلب ہے کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے حصہ کم ہو جانا اور جن ورثاء کا حصہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے مندرجہ ذیل پانچ افراد ہیں۔

۱۔ خاوند ۲۔ بیوی ۳۔ والدہ ۴۔ پوتی ۵۔ خین
 بہن

۲۔ حجب حرمان

حجب حرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے حصہ مقررہ حصے سے مکمل دستبردار ہو جانا۔ حجب حرمان کے وارث دو قسم کے ہیں۔

۱۔ ایسے وارث کہ جن کے ساتھ حجب حرمان کا حکم بطور نفی کے ہے یعنی وہ افراد کبھی بھی حجب حرمان کے حکم میں نہیں آتے اور ایسے افراد کی تعداد چھ ہے۔

۱۔ والد ۲۔ والدہ ۳۔ بیٹا ۴۔ بیٹی ۵۔ خاوند ۶۔ بیوی

۲۔ ایسے افراد کہ جن کے ساتھ حجب حرمان کا حکم بطور عصبات کے ہے یعنی وہ افراد کبھی تو حجب حرمان کے حکم میں آتے ہیں اور کبھی حجب حرمان کے حکم میں نہیں آتے ہیں۔ قسم اول میں مذکور چھ افراد کے علاوہ باقی جتنے بھی افراد ہیں۔ خواہ ان کا تعلق عصبات سے ہو یا ذوی الفروض سے ہو وہ اسی قسم دوم سے تعلق رکھتے ہیں یعنی کسی رت تو وارث ہو جاتے ہیں اور کسی وقت بالکل محبوب ہو جاتے ہیں۔

سوال - جن اصول و ضوابط سے ورثاء پر حجب حرمان کا حکم آتا ہے ان کی وضاحت کریں۔

جواب - مندرجہ ذیل دو اصول پر حجب حرمان کا حکم مبنی ہے یعنی جن رشتہ داروں میں یہ دو اصول پائے جائیں گے یا ان میں سے ایک اصل پایا جائیگا تو وہ رشتہ دار میت کی جائیداد سے محروم رہیں گے۔

۱۔ پہلا اصل

جس شخص کا نسب میت تک کسی دوسرے شخص کی وجہ سے پہنچتا ہو تو اس واسطے کی موجودگی میں پہلا شخص میت کی جائیداد کا وارث نہ بنے گا۔ مثلاً "پوتا اپنے باپ کے واسطے سے میت تک پہنچتا ہے لہذا پوتا اپنے باپ کی موجودگی میں اپنے دادا کی جائیداد کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس مذکورہ مثال میں پوتا مدلی (بصیغہ اسم فاعل) باپ مدلی بہ اور دادا مدلی (بصیغہ اسم مفعول) ہے لیکن اخیانی بہن بھائی ماں کی موجودگی میں بھی جائیداد سے حصہ پائیں گے۔ (باوجودیکہ اخیانی بہن بھائی والدہ کے واسطے سے مرنے والے خینی بھائی تک پہنچتے ہیں جائیداد سے حصہ پائیں گے۔)

میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے کا جائیداد نہ پانا اس کی فقط ایک ہی وجہ ہے۔

۱۔ یہ کہ واسطے (میت کا بیٹا) کل ترکہ کا استحقاق رکھتا ہے اور والدہ کی موجودگی میں اخیانی بہن بھائی کا اپنے متوفی خینی بھائی سے جائیداد حاصل کر لینا اس کی وجہ نہیں ہیں۔

(۱)۔ یہ کہ میت کی والدہ (مدلی بہ) کل ترکہ کا استحقاق نہیں رکھتی ہے۔
(۲)۔ یہ کہ متوفی کے بہن بھائیوں اور متوفی کی والدہ کی جہتیں مختلف ہیں یعنی والدہ تو ام ہونے کی جہت سے مستحق ہے اور اخیانی بہن بھائی اولاد ام ہونے کی وجہ سے جائیداد کے مستحق ہیں۔ مگر واسطے (مدلی بہ) کی موجودگی میں میت نانی (مدلی) وارث نہ ہوگی۔

۲۔ دوسرا اصل

اقرب کی موجودگی میں ابعداً محبوب ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر میت کا قریبی شخص موجود ہو تو بعیدی شخص کو جائیداد نہیں ملے گی

وضاحت

پہلے اصل (مدلیٰ بہ کی موجودگی میں مدلیٰ کو جائیداد نہ ملے گی) اور دوسرے اصل (اقرب کے ہوتے ہوئے ابعداً کو جائیداد نہ ملے گی) کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ پہلا اصل خاص مطلق ہے اور دوسرا اصل عام مطلق ہے یعنی جہاں پہلا اصل پایا جائیگا وہاں دوسرا اصل ضرور پایا جائے گا۔ جیسے میت کا باپ اور دادا یہاں میت کا باپ مدلیٰ بہ اور میت کا دادا مدلیٰ بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میت کا باپ اقرب اور میت کا دادا ابعداً بھی ہیں۔ لیکن جہاں دوسرا اصل پایا جائے گا ضروری نہیں کہ پہلا اصل بھی پایا جائے جیسے میت کا باپ اور میت کی نانی۔ یہاں میت کا باپ اقرب ہے اور میت کی نانی ابعداً ہے لیکن میت کا باپ مدلیٰ بہ اور میت کی نانی مدلیٰ نہیں بنتی اگر صرف دوسرا اصل ذکر کر دیا جاتا اور پہلا اصل ذکر نہ کیا جاتا تو دوسرے اصل کے پیش نظر باپ کی موجودگی میں نانی کو جائیداد نہ ملتی جب کہ باپ کی موجودگی میں نانی کا حصہ مقرر ہے۔ لہذا دوسرے اصل کے ساتھ پہلے اصل کو بھی ذکر کر دیا گیا اور اگر صرف پہلے اصل کو ہی ذکر کر دیا جاتا اور دوسرے اصل کو ذکر نہ کیا جاتا تو پھر ایک بیٹے کی اولاد کا دوسرے بیٹے کی موجودگی میں وراثت ہونے کا شبہ ہو جاتا۔ لہذا پہلے اصل کے ساتھ دوسرے اصل کو بھی ذکر کر دیا گیا۔

سوال۔ محروم اور محبوب میں فرق بیان کریں؟

جواب۔

محروم

جس شخص میں موانع ارث میں سے کوئی ایک مانع پایا جائے تو اس شخص کو اہل فرائض کی اصطلاح میں ممنوع اور محروم کہتے ہیں اور موانع ارث چار ہیں۔

۱۔ غلام ہونا ۲۔ قاتل ہونا ۳۔ مذہب کا

مختلف ہونا ۴۔ کافروں کے لئے ملک کا مختلف ہونا

محبوب

جو شخص میت کی جائیداد کا وارث محض اس لئے نہ بن رہا ہو کہ اس شخص کی نسبت ایک دوسرا شخص میت کے زیادہ قریب ہے۔ جیسے میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محبوب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میت کا باپ میت سے زیادہ قریب ہے یا اس شخص کی نسبت ایک دوسرا شخص زیادہ قوی ہے جیسے میت کے سگے بھائی کی موجودگی میں میت کا علی بھائی محبوب ہو جاتا ہے کیونکہ میت کا سگا بھائی علی بھائی کی نسبت اقوی ہے۔

سوال۔ کیا جائیداد سے محروم اور محبوب شخص دوسروں کے لئے حاجب بنتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ محبوب شخص تو بالاتفاق دوسرے ورثاء کے لئے حاجب بنتا ہے مثلاً "باپ کی موجودگی میں دو یا دو سے زائد بھائی یا بہنیں خواہ کسی بھی جہت سے ہوں یہ خود بھی محبوب ہوں گے اور میت کی والدہ کے لئے بھی حجب نقصان کا باعث بنیں گے یعنی ان کی موجودگی میں میت کی والدہ کو ثلث ($\frac{1}{3}$) کی بجائے سدس ($\frac{1}{6}$) ملے گا۔ لیکن محروم شخص کی بابت اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک محروم المیراث شخص دوسرے وارث کے لئے حاجب نہیں بنتا۔ مثلاً "اگر میت کے پسماندگان میں خاوند۔ باپ اور غلام بیٹا موجود ہوں تو خاوند کو میت کی کل جائیداد کا نصف

($\frac{1}{2}$) دیا جائے گا۔ میت کے باپ کو عصبہ اور میت کے غلام بیٹے کو محروم قرار دیا جائے گا۔ اگر بالفرض حاجب بنتا تو پھر متوفیہ کے خاوند کو کل جائیداد کا ربع ($\frac{1}{4}$) ملنا چاہیے تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک محروم شخص دوسروں کے لئے حجب نقصان کا باعث بنے گا۔ ان کے نزدیک مذکورہ صورت میں میت کے خاوند کو کل جائیداد کا

نصف ($\frac{1}{2}$) حصہ نہیں ملے گا بلکہ ربع ($\frac{1}{4}$) ملے گا۔

سبق نمبر ۹

عول کا بیان

سوال - عول کسے کہتے ہیں وضاحت سے بیان کریں؟

جواب - عول کے متعدد لغوی معنی ہیں ۱- ظلم و ستم ۲- بلند ہونا ۳- زیادتی اور اصطلاح اہل فرائض میں مقررہ معین حصوں کے مجموعہ میں زیادتی کرنے اور ورثاء کے حصہ میں کمی کرنے کو عول کہتے ہیں۔ اور مسئلہ عول اس وقت درپیش ہوتا ہے کہ جب اصل مسئلہ سے باری باری حصہ دراروں کے حصے نکالیں جائیں تو بعض حصہ دار اپنے اصل حصہ سے یا تو بالکل ہی دستبردار ہو رہے ہوں یا ان کا حصہ ضرور متاثر ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں اصل مسئلہ میں عدد کو بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ اس ترکہ میں تمام حصے دار شامل ہو سکیں۔ بجائے اس کے کہ کوئی ایک خاص وارث جائیداد سے محجوب رہے بہتر یہ ہے کہ تمام ورثاء اس جائیداد میں شریک ہوں اور اپنے اپنے حصے کے تناسب سے نقصان برداشت کریں۔ سب سے پہلے عول کا مسئلہ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے پیش آیا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک عورت فوت ہو گئی اور اس کے پسماندگان میں خاوند اور دو سگی بہنیں تھیں۔ اب خاوند کا نصف ($\frac{1}{2}$) حصہ اور دو سگی بہنوں کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) حصہ ملے گا۔ متوفیہ کے خاوند کی خواہش تھی کہ پہلے میرا حصہ نکالا جائے بعد میں بہنوں کو دیا جائے اور متوفیہ کی بہنوں کی خواہش تھی کہ پہلے ہمارا حصہ نکالا جائے بعد میں متوفیہ کے خاوند کو دیا جائے ان دو فریقوں میں سے جس فریق کو بھی پہلے حصہ ملتا دوسرے فریق کو نقصان پہنچتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو حضرت زید بن ثابتؓ نے عول کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اعیلوا الفرائض (فرائض میں عول کرو) دوسرے صحابہ کرامؓ نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی جس سے مسئلہ عول پر اجماع ہو گیا۔

سوال - کل مخارج کتنے ہیں اور کس کس مخرج میں کہاں تک عول ہوتا ہے؟

جواب - کل سات مخارج ہیں یعنی جن اعداد سے مسئلہ بنتا ہے وہ کل سات ہیں

۲۴ ۱۳ ۸ ۶ ۴ ۳ ۲

ان مذکورہ سات اعداد سے ۲، ۳، ۴ اور ۸ کا عول نہیں ہوتا ہے۔ یعنی جن مسائل میں یہ اعداد بطور مخرج کے آتے ہیں وہ مسائل اپنے مخرج کے برابر ہی رہ جاتے ہیں مخرج کو بڑھانے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی اور ۶، ۱۳ اور ۲۴ کا اکثر عول ہوتا ہے یعنی جن مسائل میں یہ اعداد بطور مخرج کے آتے ہیں ان میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مخرج کم ہو جاتا ہے اور حق دار زیادتی مخرج کا تقاضا کرتے ہیں اور کبھی عول نہیں بھی ہوتا۔

حد عول

- ۱۔ ۶ کا عول طاق اور جفت درنوں حیثیتوں سے ۱۰ تک ہوتا ہے یعنی ۶ کا عول کبھی تو ۷ تک ہوتا ہے کبھی ۸ تک کبھی ۹ تک اور کبھی ۱۰ تک ہوتا ہے۔
- ۲۔ ۱۲ کا عول فقط طاق حیثیت سے ۱۷ تک ہوتا ہے یعنی ۱۲ کا عول کبھی تو ۱۳ تک ہوتا ہے کبھی ۱۵ تک اور کبھی ۱۷ تک ہوتا ہے۔
- ۳۔ ۲۴ کا عول فقط ۲۷ کے عدد تک ہی ہوتا ہے یعنی فقط ایک عدد ۲۷ میں ہی ہوتا ہے۔

چھ کے عول کی مثالیں

مسئلہ ۸/۶			مسئلہ ۷/۶		
II			I		
والدہ	۲ علی بہنیں	خاندن	۲ سگی بہنیں	خاندن	
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$	
۱	۳	۳	۳	۳	
مسئلہ ۱۰/۶			مسئلہ ۹/۶		
IV			III		
والدہ	۲ حنفی بہنیں	۲ علی بہنیں	خاندن	۲ حنفی بہنیں	۲ علی بہنیں
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$
۱	۲	۲	۳	۲	۲

۱۲ کے عول کی مثالیں

مسئلہ ۱۲/۱۵			مسئلہ ۱۲/۱۳		
میہ II			میہ I		
۲ حنفی بہنیں	۲ سگی بہنیں	بیوی	۲ سگی بہنیں	بیوی	والدہ
$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۲	۸	۳	۸	۳	۲

مسئلہ ۱۲/۱۷

میہ			
۲ حنفی بہنیں	۲ سگی بہنیں	والدہ	بیوی
$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$
۲	۸	۲	۳

۲۴ کے عول کی مثالیں

مسئلہ ۲۴/۲۷

میہ			
۲ بیٹیاں ^ط	بیوی	والدہ	والد
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
۱۶	۳	۲	۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ۲۴ کا عول ۳۱ تک ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۴/۳۱

میہ			
کافر بیٹا	۲ حقیقی بہنیں	۲ علی بہنیں	والدہ بیوی
محروم	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{8}$
x	۸	۱۶	۳

اس مذکورہ مثال میں احناف تو فقط ۲۷ تک ہی عول کرتے ہیں کیونکہ احناف کے نزدیک محروم شخص دوسروں کے لئے حاجب نہیں بنتا ہے لہذا اس مثال میں میت کا کافر بیٹا میت کی بیوی کے لئے حاجب نہیں بنے گا اور میت کی بیوی کو کل

جائیداد سے ربع ($\frac{1}{۴}$) ملے گا اور مسئلہ ۲۷ تک عول کرے گا لیکن حضرت
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ محروم شخص کو دوسروں کے لئے حاجب قرار
 دیتے ہیں۔ لہذا کافر بیٹے کی موجودگی میں وہ میت کی بیوی کو ربع ($\frac{1}{۴}$) کی بجائے
 ثمن ($\frac{1}{۸}$) دیں گے اور اس طرح یہ مسئلہ ۳۱ تک عول کرے گا۔

سبق نمبر ۱۰

(۱) ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان

(۲) قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان

سوال - میت کا ترکہ جو منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی صورت میں موجود ہے اس کی تقسیم کیسے کی جائے گی۔ نیز یہ کہ اگر قرض خواہوں کا قرض زیادہ ہو تو پھر ان کے مابین ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟

جواب - اس سے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ میت کے ہر فریق کا یا ہر فرد کا میت کی کل جائیداد سے بلا کسر کتنا حصہ ہے اور اس حصے کو کیسے نکالا جاتا ہے اب یہاں دو امور بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ پہلا امر تو یہ بیان کیا جائے گا کہ میت کا ترکہ جو روپوں یا مربعوں یا مرلوں یا سرساہیوں کی قسم سے ہے اسے میت کے ورثاء پر کیسے تقسیم کیا جائے اور۔

(۲) دوسرا امر یہ بیان کیا جائے گا۔ کہ میت کے اگر متعدد قرض خواہ ہوں اور میت کا ترکہ بھی اتنا زیادہ نہ ہو کہ اس سے تمام قرض خواہوں کا قرض ادا کیا جا سکے تو پھر ان قرض خواہوں کے درمیان ترکہ کو کیسے تقسیم کیا جائے یہ واضح رہے کہ اگر میت کی طرف سے قرض ادا ہو جائے اور باقی کچھ ترکہ بچ جائے تو ایسی صورت میں قرض خواہوں کو ان کا پورا پورا قرض ادا کر دیا جائے اور باقی ماندہ ترکہ کو ورثاء کے درمیان مخصوص قوانین کی روشنی میں تقسیم کیا جائے۔

ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین

۱۔ پہلا قانون

جب تصحیح مسئلہ اور ترکہ کے درمیان بتائیں کی نسبت ہو تو پھر تصحیح مسئلہ سے جس وارث کو جو حصہ ملا ہے اس حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے ساتھ تقسیم کریں تو حاصل قسمت اس وارث کا حصہ ہو گا۔

یہی باقی ورثاء کے حصص کے ساتھ کریں تو کل ترکہ سے ہر وارث کا حصہ نکل آئے گا۔ مثلاً

مید	مسئلہ ۶	۷ دینار
والد	والدہ	بیٹی
$\frac{1}{4} + 6$	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$
۱	۱	۲

$$(1 \frac{1}{4} = 4 \div 4 = 4 \times 1) \quad (1 \frac{1}{4} = 4 \div 4 = 4 \times 1) \quad (2 \frac{2}{3} = 4 \div 1 \frac{1}{2} = 4 \times 2)$$

$$(2 \frac{2}{3} = 4 \div 1 \frac{1}{2} = 4 \times 2)$$

پڑتال :-

$$2 \frac{2}{3} + 2 \frac{2}{3} + 1 \frac{1}{4} + 1 \frac{1}{4}$$

$$\frac{12}{4} + \frac{12}{4} + \frac{4}{4} + \frac{4}{4}$$

$$\frac{12 + 12 + 4 + 4}{4} = \frac{32}{4} = 8$$

دوسرا قانون

جب تصحیح مسئلہ اور ترکہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو تصحیح مسئلہ سے جس وارث کو جو حصہ ملا ہے اس حصہ کو وفق ترکہ میں ضرب دیں اور پھر حاصل ضرب کو وفق تصحیح مسئلہ کے ساتھ تقسیم کر دیں تو حاصل قسمت اس وارث کا حصہ ہوگا یہی عمل باقی ورثاء کے حصص کے ساتھ کریں تو کل ترکہ سے ہر وارث کا حصہ نکل آئے گا۔ مثلاً

مید	مسئلہ ۹/۴	۱۲ دینار
خاوند	حنیفی بھائی	جدہ
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
۳	۱	۱
		سگی بہن
		$\frac{2}{3}$
		۲

۹ اور ۱۲ کے درمیان توافق ثلثی ہے لہذا ۹ کا وفاق ۳ ہے اور ۱۲ کا وفاق ۴ ہے۔

وضاحت

مذکورہ بالا قوانین کے ذریعہ میت کے کل ترکہ سے ایک ایک فرد کا حصہ معلوم ہو جاتا ہے اور اگر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا مقصود نہ ہو بلکہ ہر فریق کا مجموعی حصہ حاصل کرنا مقصود ہو تو پھر اصل مسئلہ سے ہر فریق کو جو کچھ بھی میسر آیا ہے اسے حسب سابق عمل میں لایا جائے یعنی ایک فریق کے مجموعی حصہ اور کل ترکہ میں اگر تباہی کی نسبت ہو تو پہلا قانون استعمال کیا جائے اور اگر توافق کی نسبت ہو تو پھر دوسرا قانون استعمال کیا جائے۔

قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین

جب میت کا مال کم ہو اور قرض خواہ زیادہ مال کا تقاضا کرتے ہوں تو پھر میت کا مال ان قرض خواہوں کے درمیان مخصوص قوانین کے حوالہ سے تقسیم کیا جائے

۱۔ پہلا قانون

ہر قرض خواہ کو بمنزلہ رؤوس کے شمار کیا جائے اور تمام قرضوں کا مجموعہ لفظ میت کے دائیں جانب تصحیح مسئلہ کی جگہ رکھا جائے اور میت کے کل ترکہ کو لفظ میت کے بائیں جانب رکھا جائے۔

۲۔ دوسرا قانون

مجموعہ دیون اور ترکہ میں نسبت دی جائے اگر ان کے درمیان تباہی کی نسبت ہو تو ہر فریق کے قرض کو کل ترکہ سے ضرب دی جائے اور اگر ان کے درمیان توافق

کی نسبت ہو تو پھر ہر قرض کو وفق ترکہ سے ضرب دی جائے اور پھر حاصل ضرب کو کل دیون سے تقسیم کیا جائے اس طرح میت کے کل ترکہ سے قرض خواہ کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

$$\frac{28}{\text{میت}} \leftarrow \text{کل ترکہ ۱۷ دینار} \rightarrow$$

زید	۱۲	۱۲ × ۱۷ = ۲۰۴	$\frac{1}{12} = 28 \div 204 = 17 \times 12$
عمر	۱۶	۱۶ × ۱۷ = ۲۷۲	$\frac{1}{16} = 28 \div 272 = 17 \times 16$
بکر	۲۰	۲۰ × ۱۷ = ۳۴۰	$\frac{1}{20} = 28 \div 340 = 17 \times 20$

کسری ترکہ کی تقسیم

$$\frac{1}{3} \leftarrow \text{نسب نما} \leftarrow \text{مخرج کسر} \rightarrow 25 \text{ عدد صحیح}$$

اگر ترکہ کسری صورت میں واقع ہو جیسے کسی آدمی نے اپنا کل ترکہ $(\frac{1}{3})$ دینار چھوڑے تو پھر عدد صحیح کو (مذکورہ ترکہ میں ۲۵ عدد صحیح ہے) مخرج کسر (مذکورہ ترکہ میں ۳ کا عدد مخرج کسر ہے) سے ضرب دیں اور نسب نما کو (یعنی اوپر والا ہندسہ کو جو کہ اس ترکہ میں ایک کا عدد ہے) جمع کریں۔ اس طرح یہ ۷۶ ہو جائے گا۔ پھر تصحیح مسئلہ کو مخرج سے ضرب دینے اور نسب نما کو جمع کرنے سے جو حاصل ہوا تھا۔ اس حاصل ہونے والے جواب کو اس عدد سے تقسیم کریں جو تصحیح مسئلہ کو مخرج کسر میں ضرب دینے سے حاصل ہوا تھا۔ تو جو حاصل قسمت ہو گا وہ ایک وارث کا حصہ ہو گا۔ مثلاً

$$\frac{8}{46} \text{ مسئلہ} \leftarrow 22 \leftarrow \text{کل ترکہ } \frac{1}{3} \text{ ۲۵} \rightarrow \frac{4}{3}$$

والد	$\frac{1}{4}$	۱	۱ × ۲۲ = ۲۲
خاند	$\frac{1}{2}$	۳	۳ × ۲۲ = ۶۶
سگی بہن	$\frac{1}{3}$	۲	۲ × ۲۲ = ۴۴
سگی بہن	$\frac{1}{4}$	۳	۳ × ۲۲ = ۶۶

$$(9 \frac{1}{2} = 22 \div 228 = 49 \times 3) \quad (3 \frac{1}{4} = 22 \div 44 = 49 \times 1)$$

$$(6 \frac{1}{3} = 22 \div 152 = 49 \times 2) \quad (4 \frac{1}{3} = 22 \div 152 = 49 \times 2)$$

تخارج کا بیان

سوال - تخارج کسے کہتے ہیں وضاحت سے بیان کریں؟
 جواب - تخارج کا لفظ خروج سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں نکلنا اور اہل
 فرائض کی اصطلاح میں تخارج کا معنی ہے کہ کسی شخص کا یا متعدد اشخاص کا میت
 کی جائیداد سے ایک مخصوص حصہ لے کر تقسیم ترکہ سے نکل جانا اہل فرائض کی
 اصطلاح میں تخارج کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ میت کے ورثاء کا کسی
 ایک شخص کو یا متعدد وارثوں کو جائیداد کا کچھ حصہ دیتے ہوئے میراث سے نکالنا
 - اس ایک شخص یا متعدد اشخاص سے مصالحت کر لینا یہ تخارج کہلاتا ہے مثلاً
 ایک وارث دوسرے ورثاء سے کہتا ہے کہ تم مجھے صرف میت کا فلاں مکان یا
 زیور دے دو تو میں باقی ترکہ میں دخل نہ دوں گا - اور دوسرے ورثاء بھی مان
 جاتے ہیں یا دوسرے ورثاء یہی پیشکش پہلے کرتے ہیں اور وہ ایک وارث ان کی
 بات کو مان لیتا ہے تو اس باہمی مصالحت کو تخارج الورثاء کہتے ہیں یعنی ورثاء کا
 باہم تقسیم پر صلح کر لینا۔ جس مال پر صلح ہوئی ہے وہ مال خواہ اس مال سے کم ہو
 جو اسے تصحیح مسئلہ سے ملنا تھا خواہ زیادہ ہو یا برابر ہو اور کوئی شخص ترکہ سے کچھ
 لئے بغیر ہی کہہ دے کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا - یہ کہنے سے نہ تو تخارج ہوا
 اور نہ ہی اسکا حق ختم ہوگا۔

ارکان تخارج

ایجاب اور قبول تخارج کے دو رکن ہیں۔

شرائط تخارج

۱۔ یہ کہ جو کچھ متخارج نے لیا ہو وہ میت کے مال متروکہ سے نہ ہو بلکہ دوسرے
 ورثاء کے اموال غیر متروکہ سے ہو۔

۲۔ یہ کہ متخارج عاقل ہو یعنی معاملات کو سمجھتا ہو خواہ وہ بالغ ہو یا نہ ہو۔

۳۔ یہ کہ ترکہ قرض میں گھرا ہوا نہ ہو۔

حل مسئلہ

جب متخارج ہو تو پہلے متخارج کو باقاعدہ وارث مان کر حصہ دیتے پھر اس حصہ کے مطابق مبلغ سے کم کر دیا جائے اور جو باقی بچے اسے مبلغ تسلیم کیا جائے اور متخارج کا حصہ بھی معدوم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ ۶ متخارج ۳

میت	خاوند	والدہ	چچا
	۱/۲	۱/۳	ع
	۳	۲	۱

اس مذکورہ مثال میں میت کے خاوند نے میت کی والدہ اور چچا سے ترکہ کے بعض حصہ پر مصالحت کر دی۔ باوجود مصالحت ہو جانے کے خاوند کو باقاعدہ تقسیم میں شامل رکھا گیا تو جس طرح والدہ کو خاوند کی موجودگی میں کل جائیداد سے چچا کی نسبت دگنا ملا۔ اسی طرح میت کی والدہ کو میت کے خاوند کے متخارج پر کل جائیداد سے چچا کی نسبت دگنا دیا جائیگا اور اگر تقسیم ترکہ کی ابتداء سے ہی خاوند کو شمار نہ کیا جائے اور یوں گمان کیا جائے کہ ترکہ کے جس حصہ پر خاوند نے مصالحت کی ہے وہ مال بھی ترکہ میں شامل نہیں ہے اور خاوند بھی ورثاء کی صف میں شامل نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے ترکہ کو میت کی والدہ اور چچا پر تقسیم کر دیا جائے تو اس سے مسئلہ صحیح نہیں نکل سکے گا بلکہ مسئلہ بالکل برعکس ہو جائیگا مثلاً

مسئلہ ۳۶

میت	والدہ	چچا
	۱/۳	ع
	۱	۲

تخارج کرنے والے شخص (خاوند) کو جب باقاعدہ فرضی وارث بنا کر شامل میراث کیا گیا تو صحیح تقسیم کے پیش نظر والدہ کو کل جائیداد سے ۲ اور چچا کو ایک حصہ

مل رہا تھا لیکن جب خاوند کو وارث گمان نہ کیا گیا تو مسئلہ بالکل برعکس ہو گیا۔ یعنی والدہ کو کل جائیداد سے ۲ کی بجائے ایک حصہ ملا اور چچا کو ایک کی جگہ ۲ حصے ملے۔ اسی نوعیت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو میت کے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے ترکہ کے بعض حصہ پر مصالحت کر لی تو اس کے پیش نظر

مسئلہ کی صحیح نوعیت

مسئلہ ۸ تصد ۳۲ استخراج

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
$\frac{1}{8}$	←	ع	→	ا
$\frac{1}{4}$		ک		ک

اس صورت میں میت کی بیوی کا حصہ کل جائیداد سے چار ہے۔

مسئلہ کی غلط نوعیت

مسئلہ ۸ تصد ۲۲

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا
$\frac{1}{8}$	←	ع	→
$\frac{1}{4}$		ک	

اس صورت میں میت کی بیوی کا حصہ کل جائیداد سے ۳ ہے۔ جبکہ پہلے مسئلہ میں کل جائیداد سے ۴ مل رہا ہے۔

سبق نمبر ۱۲

رد کا بیان

سوال - رد کی تعریف بیان کریں؟

جواب - رد کا لغوی معنی ہے پھیرنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں رد کی تعریف اس طرح کی گئی ہے -

صرف الباقي على الفروض النسبية بقلو حقو قهم عند علم عصبته -

ترجمہ - ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد عصبہ کی عدم موجودگی میں پھر دوبارہ انہی ذوی الفروض پر ان کے حصے کے مطابق پھیرنا - رد عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں مخرج کم ہو جاتا ہے اور ورثاء کے حصے زیادہ ہو جاتے ہیں جبکہ رد میں مخرج زیادہ ہو جاتا ہے اور ورثاء کے حصے کم رہ جاتے ہیں ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ عصبات کو ملتا ہے اور اگر عصبات نہ ہوں تو پھر اس کو ذوی الفروض نسبیہ میں دوبارہ مخصوص حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے - لہذا خاوند اور بیوی میں سے کسی ایک پر ذوی الفروض نسبیہ کے ہوتے ہوئے رد نہ کیا جائے کیونکہ خاوند اور بیوی کا رشتہ نسبی نہیں ہے بلکہ سہی ہے یعنی نکاح کے سبب ان کا رشتہ پیدا ہوا ہے - حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا ہے کہ ذوی الفروض سے بچا ہوا مال دوبارہ ان حضرات پر رد نہ کیا جائے بلکہ وہ بینہ المال میں جمع کرا دیا جائے - لیکن شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہے کہ ذوی الفروض سے بچا ہوا مال دوبارہ نسبی ذوی الفروض کو خاص تناسب سے دیا جائے اور یہی احناف کا مسلک ہے - اگر کسی میت کے نسبی ذوی الفروض ہوں بلکہ فقط سہی ذوی الفروض میں سے کوئی ایک ہو اور کوئی عصبہ بھی نہ ہو پھر اس ایک ذی فرض سہی کو حصہ دیکر دیکھا جائے گا کہ بیت المال منظم ہے غیر منظم ہے اگر بیت المال منظم ہو تو باقی ماندہ ترکہ بیت المال میں جمع کرا جائے اور اگر بیت المال غیر منظم ہو تو پھر باقی ماندہ ترکہ اسی ذی فرض سہی پر دیا جائے -

قوانین رد

۱۔ پہلا قانون

اگر مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو اور ذوی الفروض نسیبہ کی جنس بھی فقط ایک ہی ہو تو ورثاء کے روؤس (تعداد) کو مخرج قرار دیا جائیگا۔

وضاحت

مسائل رویہ میں اہل فرائض زوجین کو من لا یرد علیہ اور ان کے علاوہ دوسرے تمام ذوی الفروض کو من یرد علیہ کہتے ہیں۔

پہلے قانون کے مطابق مثالیں۔

مسئلہ ۳ بعد الرد ۲	مسئلہ ۳ بعد الرد ۲
II صید	I صید
سنگی بہن	بیٹی
سنگی بہن	بیٹی
← ۲/۳ →	← ۲/۳ →
↓	↓

۲۔ دوسرا قانون

اگر مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو اور ذوی الفروض نسیبہ کی اجناس بھی متعدد ہوں تو ورثاء کے سهام (حصص) کو مخرج قرار دیا جائیگا تو پھر کبھی مسئلہ ۲ سے بنے گا۔ کبھی ۳ سے کبھی ۴ سے اور کبھی مسئلہ ۵ سے بنے گا۔

بعد الرد ۲ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ بعد الرد ۲	صید
حنیفی بہن	دادی
۱/۶	۱/۶
↓	↓

بعد الرود ۳ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ بعد الرود ۳

مید

والد	حنیفی بہن	حنیفی بہن
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
۱	۲	۲

بعد الرود ۴ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ بعد الرود ۴

مید

بیٹی	پوتی
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۳	۱

بعد الرود ۵ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ بعد الرود ۵

مسئلہ بعد الرود ۵

I مید

II

مید

والدہ	بیٹی	بیٹی	والدہ	بیٹی	پوتی
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۱	۳	۳	۱	۳	۱

مسئلہ بعد الرود ۵

مید

سگی بہن	حنیفی بہن	حنیفی بہن
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
۳	۲	۲

۳- تیسرا قانون

اگر کسی مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو اور اس کے ساتھ نسبی ذوالفروض کی فقط ایک ہی جنس ہو تو پھر مسئلہ حل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل عمل

کیا جائے۔

۱۔ سب سے پہلے نسبی ذوی الفروض کو نسبی غیر ذوی الفروض فرض کریں۔
۲۔ پھر اس کے بعد زوجین میں سے ایک کے حصے کا جو مخرج ہو وہی مسئلہ کا مخرج قرار دیں۔

۳۔ پھر اس مخرج سے زوجین میں سے کسی ایک کا حصہ نکالا جائے اور باقی ماندہ مخرج نسبی ذوی الفروض کو دے دیا جائے۔

۴۔ الف۔ پھر دیکھا جائے کہ باقی ماندہ مخرج اور ذوی الفروض نسیہ کے عدد میں کونسی نسبت ہے۔ اگر تماثل کی نسبت ہو تو مزید توسیع مسئلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ باقی ماندہ مخرج کو ذوی الفروض نسیہ میں برابر برابر تقسیم کر دیں۔ مثلاً

مسئلہ ۱۲ بعد النردۃ ۴

۳ بیٹیاں	خاوند	
$\frac{۲}{۳}$	$\frac{۱}{۳}$	
۸	۳	کل مخرج (۴)
۳	۱	باقی ماندہ مخرج ۳

اس مذکورہ صورت میں اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد مسئلہ ۱۲ سے بنایا گیا اس میں سے خاوند کا حصہ ۳ اور ۳ بیٹیوں کا حصہ ۸ مقرر ہوا۔ اس طرح کل مخرج ۱۲ میں سے ایک حصہ باقی بچ گیا۔ اس کے بعد ۳ بیٹیوں کو غیر ذوی الفروض نسیہ گمان کرتے ہوئے پھر سے عمل شروع کر دیا اور خاوند کو اس کے حصہ کے مخرج ۴ میں سے ایک حصہ دے دیا اور خاوند کا حصہ نکال کر جو باقی ۳ بچے (جنہیں باقی ماندہ مخرج کہا جاتا ہے) انہیں ۳ بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا گیا کیونکہ ۳ سهام اور ۳ رووس میں تماثل کی نسبت ہے لہذا مزید توسیع مسئلہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ب۔ اور اگر باقی ماندہ عدد اور رووس میں توافق یا تداخل کی نسبت ہو تو وفق رووس کو من لا یرد علیہ (زوجین میں سے کوئی ایک) کے مقررہ حصے کے مخرج میں ضرب دیں اور حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا پھر وفق رووس کو ہر حصہ دار کے حصہ سے ضرب دیں۔ اس طرح ہر حصہ دار کا حصہ معلوم ہو جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ ۱۳ بعد الرد ۸	
بیٹیاں	خاوند
۶	۱
۲	۱
۸	۳
۳ (باقیمانہ مخرج)	۱ (مخرج کے بعد کمال)
۶ (دفن رووسی حصہ)	۲ (دفن رووسی حصہ)

اس مسئلہ میں ۶ بیٹیوں اور باقی ماندہ مخرج ۳ کے درمیان تداخل کی نسبت ہے۔ لہذا دن رووسی ۲ کو خاوند کے حصہ ایک سے ضرب دی تو خاوند کا حصہ معلوم ہو گیا اور جب وقت رووسی ۲ کو ۶ بیٹیوں کے حصہ ۳ سے ضرب دی تو حاصل ضرب بیٹیوں کا حصہ معلوم ہو گیا۔ اس طرح بعد الرد مسئلہ ۸ سے ہوا۔

ج۔ اور اگر باقی ماندہ عدد اور رووسی کے درمیان تباہی کی نسبت ہو تو پھر کل عدد رووسی کو زوجین میں سے کسی ایک کے مقررہ حصے کے مخرج میں ضرب دیں اور حاصل ضرب صحیح مسئلہ ہو گا۔ اور پھر کل رووسی کو ہر حصہ دار کے حصہ سے ضرب دیں۔ اس طرح ہر حصہ دار کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۲۰

مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۲۰	
بیٹیاں	خاوند
۵	۱
۲	۱
۳	۳ (۲)
۸	۱ (۳)
۳	۵
۱۵	

اس مسئلہ میں بیٹیوں کے عدد ۵ اور ان کے حصہ کے عدد ۳ میں تباہی کی نسبت تھی۔ لہذا کل عدد رووسی ۵ کو خاوند کے حصہ (۱/۳) کے مخرج ۳ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۰ ہوئے جو کہ بعد الرد صحیح مسئلہ ہے۔ لہذا بعد الرد مسئلہ ۲۰ سے ہوا۔ پھر کل رووسی کے عدد ۵ کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو خاوند کا حصہ ۵ اور ۵ بیٹیوں کا حصہ ۱۵ ثابت ہو گیا۔

۴۔ چوتھا قانون

اگر کسی مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو اور اس کے ساتھ ذوی الفروض نسیہ کی متعدد اجناس ہوں تو ایسی صورت میں الگ الگ دو مسئلے بنائے

جائیں۔ ایک مسئلہ میں تو احد الزوجین سمیت دیگر ورثاء کو بھی رکھا جائے اور حسب سابق مسئلہ کا مخرج بنا کر حصص تقسیم کئے جائیں پھر از سر نو عمل اس طرح شروع کیا جائے۔

(۱)۔ کہ احد الزوجین کیساتھ موجود دیگر ذوی الفروض نسیبہ کو معدوم سمجھا جائے اور احد الزوجین کے حصہ کے مخرج میں سے ایک حصہ اسے دے دیا جائے اور باقی ماندہ مخرج کو محفوظ کر لیا جائے۔

(۲)۔ پھر ایک دوسرا الگ مسئلہ اس طرح بنایا جائے کہ اس مسئلہ میں احد الزوجین کو معدوم سمجھا جائے اور اسے لکھا بھی نہ جائے اور دیگر ذوی الفروض نسیبہ سے مسئلہ بنایا جائے اور رد کے دوسرے قانون کو استعمال کرتے ہوئے ذوی الفروض نسیبہ کے کل سهام (حصص) کو مخرج قرار دیا جائے۔

(۳) الف۔ پھر ذوی الفروض نسیبہ کے سهام (حصص) کے مجموعہ کو باقی ماندہ مخرج (جو کہ پہلے مسئلہ میں احد الزوجین کو دینے کے بعد محفوظ کر لیا گیا تھا) کے ساتھ نسبت دیں اگر ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پھر مزید عمل کی ضرورت نہیں ہے بس صرف اتنا کرنا ہو گا کہ پہلے مسئلہ کے باقی ماندہ مخرج کو پہلے مسئلہ کے ذوی الفروض نسیبہ میں دوسرے مسئلہ کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ نمبر ۱۔

مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۲

میہ	بیوی	۶ جدات	۶ خیفی بہنیں
	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
	۳	۲	۲
	۱	۱	۲

بیوی کے حصے کا مخرج (۳)
باقی ماندہ مخرج (۳) ۶

مسئلہ نمبر ۲۔

مسئلہ ۶ بعد الرد ۳

میہ	۶ جدات	۶ خیفی بہنیں
	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
	۱	۲

ب۔ اگر ذوی الفروض نسیہ کے کل سهام کو (جو کہ دوسرے مسئلہ میں بعد الرد ثابت ہوئے ہیں) باقی ماندہ مخرج (جو کہ پہلے مسئلہ میں محفوظ کیا گیا تھا) کے ساتھ تماثل کی نسبت نہ ہو بلکہ تباین کی نسبت ہو تو پھر ذوی الفروض نسیہ کے جمع مسئلہ (سهام) کو احد الزوجین کے حصہ کے مخرج سے ضرب دیں تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہو گا۔ اس طرح ذوی الفروض نسیہ کے جمع مسئلہ کو احد الزوجین کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو حاصل ضرب احد الزوجین کا حصہ ہو گا اور ذوی الفروض نسیہ کا حصہ نکالنے کے لئے پہلے مسئلہ کے باقی ماندہ مخرج کو ہر ذی فرض نسبی کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو حاصل ضرب ہر ذی فرض نسبی کا حصہ ہو گا۔

مسئلہ ۲۴ بعد الرد $۵ \times ۸ = ۴۰$ تصدق ۱۲۴

بیویاں	۹ بیٹیاں	۶ جدات
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{4}$
بیوی کے حصے کا مخرج (۸) ۳	۱۶	۴
۱	۲۸	۷

باقی ماندہ مخرج (۷) ۵ (۱ × ۵) (۴ + ۷) (۴ × ۷) ۱۸۰
۲۵۲ ۱۰۰۸

مسئلہ ۶ بعد الرد ۵

بیٹیاں	۶ جدات
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{4}$
۳	۱

مقاسمۃ الجہد کا بیان

سوال - جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں یا نہیں؟

جواب - عینی بہن بھائی تو جد صحیح کی موجودگی میں بالاتفاق محبوب ہوتے ہیں لیکن جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائیوں کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ افراد جد صحیح کی موجودگی میں وارث بنتے ہیں یا نہیں؟ تو اس سوال کے دو مختلف جواب دیئے گئے ہیں - پہلا جواب سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ ابن عمروؓ حذیفہ بن یمانؓ ابو سعید خدریؓ ابی بن کعبؓ معاذ بن جبلؓ ابو موسیٰ اشعریؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ان کے علاوہ دیگر کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث نہیں ہوتے ہیں بلکہ والد کی طرح دادا بھی کل جائیداد کا مستحق ہو گا یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

دوسرا جواب حضرت زید بن ثابتؓ حضرت علی المرتضیٰؓ ابن مسعودؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہے کہ جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں صحابہ کرامؓ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

سوال - جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائیوں کے میت کا وارث بننے اور نہ بننے میں اختلاف کیوں پیدا ہوا؟

جواب - صحابہ کرامؓ اور آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں یہ بات اختلافی ہے کہ جد صحیح کی حالت والد کی طرح ہے یا میت کے بھائی کی طرح ہے تو جن حضرات نے متعدد وجوہ کی بنا پر جد صحیح کی حالت والد کی طرح قرار دی ہے۔ ان کے نزدیک جیسے والد کی موجودگی میں بہن بھائی محبوب رہتے ہیں۔ اسی طرح جد صحیح کی موجودگی میں بھی یہ حضرات محبوب رہیں گے اور جد صحیح ذوی الفروض سے بچے ہوئے مال کا مستحق ہو گا اور جن حضرات نے جد صحیح کی حالت متعدد وجوہ کی

بنا پر بھائی کی طرح قرار دی ہے وہ صورت مذکورہ میں جد صحیح کو بھائی تسلیم کرتے ہیں اور بھائی کی موجودگی میں دوسرے بہن بھائیوں پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں انکا لحاظ کرتے ہوئے یعنی دوسرے بہن بھائیوں کی موجودگی میں جد صحیح کو ایک بھائی قرار دیکر بھائی جتنا حصہ اسکے سپرد کرتے ہیں اور یہی مقاسمۃ الجد ہے۔ یعنی جد صحیح کو دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی قرار دیکر تقسیم جائیداد کرنا۔ فتویٰ تو اگرچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے کہ جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائیوں کو جائیداد نہیں ملتی ہے۔ چونکہ دوسری طرف بھی عظیم مجتہدین ملت کا قول ہے لہذا اس مسئلہ کو حضرت زید بن ثابتؓ کے حوالہ سے قدرے تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

جد صحیح کے ساتھ بھائی بہنوں کے موجود ہونے کی عقلی صورتیں

- ۱۔ فقط عینی بھائی بہن ہوں۔
- ۲۔ فقط علی بہن بھائی ہوں۔
- ۳۔ عینی اور علی دونوں قسم کے بہن بھائی ہوں۔
- ۴۔ فقط عینی بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔
- ۵۔ فقط علی بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔
- ۶۔ عینی اور علی دونوں قسم کے بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔

وضاحت

۱۔ حضرت زید بن ثابتؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر جد صحیح کے ساتھ میت کا کوئی عینی یا علی بہن بھائی جمع ہو جائے تو پھر مسئلین میں سے جس مسئلہ کے مطابق جد صحیح کو زیادہ حصہ ملتا ہو۔ وہی حصہ جد صحیح کے سپرد کر دیا جائے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ دو مسئلے نکالے جائیں۔ ایک مسئلہ میں جد صحیح کو بھائی شمار کیا جائے اور پھر ان کے درمیان جائیداد تقسیم کی جائے۔ اس عمل کو مقاسمۃ الجد کہا جاتا ہے اور دوسرے مسئلہ میں اسی جد صحیح کو تمام مال کا تیسرا حصہ دیا جائے تو دونوں مسئلوں میں جس مسئلہ میں جد صحیح کو زیادہ حصہ مل رہا ہو اسی مسئلہ کے مطابق جد صحیح کو حصہ دے دیا جائے۔ یہاں متعدد صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ بعض صورتوں میں جد صحیح کیلئے مقاسمۃ الجد بہتر ہو گا اور بعض صورتوں میں تمام مال کا تیسرا حصہ بہتر

۲۔ اگر بعد صحیح کے ساتھ یعنی اور علی دونوں قسم کے بھائی بہنیں جمع ہو جائیں تو پھر جد صحیح کے ساتھ دونوں قسم کے بھائی بہنوں کو ملا کر دو مسئلے بنائے جائیں (مقاسمۃ الجد اور ثلث جمع مال) اور جس صورت میں جد کو فائدہ ہو اس صورت کے مطابق جد کو حصہ دیا جائے۔ لیکن واضح رہے کہ جد صحیح کو حصہ مل جانے کے بعد پھر علی بہن بھائیوں کا حصہ بھی یعنی بہن بھائیوں کو دے کر علی بہن بھائیوں کو مسئلہ سے خارج کر دیا جائے مثلاً

مسئلہ ۳			مسئلہ ۳		
جد صحیح	عینی بھائی	علی بھائی	جد صحیح	عینی بھائی	علی بھائی
۱	۱	۱	۱	۱	۱
۱	۲	×	۱	۲	×

وضاحت

ان دونوں مسئلوں میں جد کا حصہ ایک جیسا ہی ہے لہذا کسی بھی مسئلہ کے مطابق جد کو حصہ دیا جاسکتا ہے اور اگر اس مذکورہ مثال میں علی بھائی کی جگہ علی بہن ہو تو پھر جد کو مقاسمۃ الجد کے مطابق حصہ دیا جائیگا کیونکہ اس حیثیت سے ملنے والا حصہ ثلث جمع مال کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ مثلاً

مسئلہ ۳ تصد ۹			مسئلہ ۵		
جد صحیح	عینی بھائی	علی بھائی	جد صحیح	عینی بھائی	علی بہن
۲	۱	۲	۲	۱	۱
۲	۳	۲	۲	۳	محبوبہ
۲	۳	محبوب	۲	۳	

سوال - مسئلہ سے علی بہن بھائی کو حصہ دینے کے بعد خارج کرنیکی وجہ بیان کریں؟

جواب - علی بھائی جد صحیح کی موجودگی میں (بشرطیکہ ان کے ساتھ عینی بہن بھائی نہ ہوں) میت کی جائیداد سے حصہ پاتے ہیں (یہ صاحبین کا مسلک ہے) اور علی بہن بھائی یعنی بہن بھائیوں کی موجودگی میں جائیداد سے حصہ نہیں پاتے ہیں۔ اس مذکورہ مسئلہ میں چونکہ جد صحیح بھی موجود ہے اور عینی و علی بھائی بھی موجود ہیں

لہذا علی بھائی کی دونوں حیثیتوں کو مد نظر رکھا گیا۔ یعنی علی بھائی جد صحیح کے لئے باعث نقصان ہوتے ہیں۔ لہذا علی بھائیوں کی اس حیثیت کو برقرار رکھا گیا اور انہیں تقسیم میں شامل کر کے جد صحیح کو نقصان پہنچایا گیا اور یہ علی بھائی پر نکتہ عینی بھائیوں کی موجودگی میں جائیداد سے دستبردار رہتے ہیں لہذا ان کی اس حیثیت کو بھی برقرار رکھا گیا اور ان کا حصہ بھی عینی بھائیوں کو دے دیا گیا۔ مندرجہ ذیل مثال میں ملاحظہ کیجئے کہ علی بھائی خود تو عینی بھائی کی وجہ سے محبوب ہو رہا ہے لیکن میت کی والدہ کے لئے نقصان کا باعث بن رہا ہے۔ یعنی علی بھائی کی وجہ سے والدہ کو $(\frac{1}{8})$ جائیداد کی بجائے $(\frac{1}{4})$ ملتا ہے۔ مثلاً

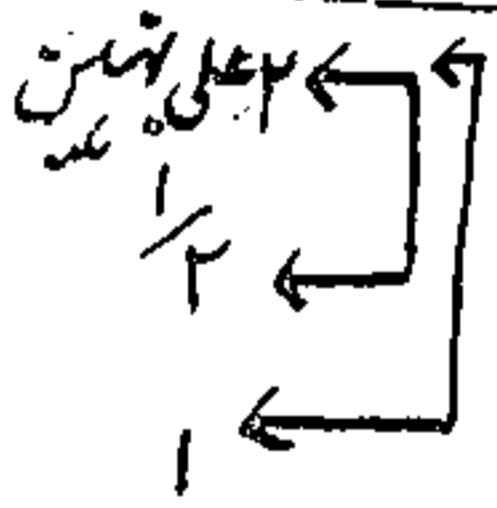
میت	والدہ	سگا بھائی	علی بھائی
		ع	محبوب
	$\frac{1}{4}$	۵	x

سوال۔ اگر مذکورہ مسئلہ میں عینی بھائی کی جگہ عینی بہن ہو تو پھر جد صحیح کو حصہ

کیسے دیا جائیگا؟

جواب۔ اگر مذکورہ مسئلہ میں عینی بھائی کی جگہ عینی بہن ہو تو پھر جد صحیح کو بھائی شمار کرتے ہوئے حصہ دیں اور پھر کل جائیداد کا نصف $(\frac{1}{2})$ عینی بہن کو دیا جائے پھر اگر کچھ حصہ بچ جائے تو وہ علی بھائی بہنوں کو دے دیا جائے اور اگر کچھ بھی نہ بچے تو علی بھائی جائیداد میں شریک نہ ہوں گے۔ مندرجہ ذیل مثال میں ملاحظہ ہو کہ جد صحیح اور عینی بہن کا حصہ نکالنے کے بعد باقی ماندہ مال دو علی بہنوں کو دے دیا گیا ہے۔

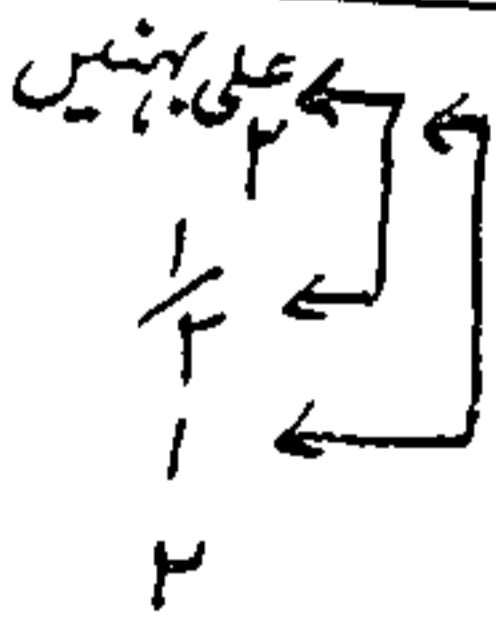
مسئلہ ۵ تصد ۱۰ تصد ۱۰



عینی بہن	جد
$2 \frac{1}{2}$	۲
۵	۲

مقاسمتہ الجدد کی صورت

مسئلہ ۸ تصد ۴ تصد ۱۲



عینی بہن	جد
$1 \frac{1}{2}$	۱
۳	۲
۶	۲

نکلت جمع مال کی صورت

عمل

جد کو عینی اور علی بہنوں کے ساتھ دو بہنیں شمار کیا گیا تو اس طرح کل پانچ بہنیں ہوئیں لہذا مسئلہ ۵ سے بنا ان میں سے ۲ جد کو $(\frac{1}{2})$ عینی بہن کو اور $(\frac{1}{4})$ علی بہنوں کو ملا لیکن ۲ علی بہنوں میں $(\frac{1}{4})$ تقسیم کرتے ہوئے کس واقع ہوئی۔ لہذا صحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی۔ پہلے تصحیح مسئلہ ۱۰ بنا۔ پھر صحیح مسئلہ ۲۰ بنا۔ ۲۰ میں سے ۸ دادا کو ۱۰ عینی بہن کو اور ۲ علی بہنوں کو ملے اور جد کیلئے یہی مقاسمۃ الجد کی صورت بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں جد کو حصہ زیادہ ملتا ہے اور ثلث جمع مال کی صورت میں حصہ کم ملتا ہے۔

سوال - اگر مذکورہ مسئلہ میں ۲ علی بہنوں کی جگہ ایک علی بہن ہو تو پھر مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب - اگر مذکورہ مسئلہ میں ۲ علی بہنوں کی جگہ ایک علی بہن ہو تو پھر جد اور علی بہن کو حصہ دینے کے بعد کوئی حصہ باقی نہیں بچتا۔ لہذا وہ ایک علی بہن محبوب ہوگی۔

مسئلہ ۳			مسئلہ ۴		
علی بہن	عینی بہن	جد	علی بہن	عینی بہن	جد
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	۱	محبوب	۲	۲

سوال - اگر جد صحیح اور عینی بہن بھائی یا علی بہن بھائی یا عینی و علی دونوں قسم کے بہن بھائی کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی شخص مل جائے تو جد صحیح کو حصہ کیسے دیا جائیگا؟

جواب - اگر جد صحیح اور عینی بہن بھائی یا علی بہن بھائی یا عینی و علی دونوں قسم کے بہن بھائیوں کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی مل جائے تو پھر تین مسئلے

بنائے جائیں گے۔

۱۔ پہلے مسئلہ میں زوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد اور بہن بھائیوں میں مقاسمہ کیا جائے۔

۲۔ دوسرے مسئلہ میں زوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد کو ثلث مابقی دیا جائے۔

۳۔ تیسرے مسئلہ میں زوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد کو سدس جمیع مال دیا جائے۔

ان مذکورہ تین مسئلوں میں سے جس مسئلہ میں جد کو زیادہ حصہ ملتا ہے اسی مسئلہ کے مطابق حصہ دے دیا جائے۔

کبھی جد کو مقاسمہ الجد میں فائدہ ہوتا ہے لہذا اس وقت جد کو مقاسمہ الجد کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

ثلث مابقی
مسئلہ تصد ۶

مقاسمہ الجد
مسئلہ تصد ۲

مسئلہ تصد ۶			مسئلہ تصد ۲		
جد	بھائی	خاوند	جد	بھائی	خاوند
۱	۶	۱/۲	۱	۶	۱/۲
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	۲	۳	۱	۲	۳

سدس جمیع مال

کبھی جد کو (۱/۳) مابقی کی صورت میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہذا اس وقت جد کو (۱/۳) مابقی کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

ثلث مابقی

مقاسمہ الجد

مسئلہ تصد ۱۸			مسئلہ تصد ۲۴		
جد	بھائی	بہن	جد	بھائی	بہن
۱	۶	۳	۱	۶	۳
۱	۲	۱۰	۱	۲	۱۰
۱	۲	۱۰	۱	۲	۱۰

سدس جمع مال

مسد ۶ تص ۳

جد	بھائی	بہن	جدہ
$\frac{1}{4}$	عصب		$\frac{1}{4}$
۱	۲		۱
۵	۲۰		۵

کبھی جد کو سدس جمع مال کی صورت میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہذا اس وقت جد کو $(\frac{1}{4})$ جمع مال کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

ثلث مالقی

مسد ۶ تص ۱۸

مقاسمۃ الجد

مسد ۶ تص ۱۸

جد	بھائی	بیٹی	جدہ	جد	بھائی	بیٹی	جدہ
$\frac{1}{4}$	عصب	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	جد	۲ بھائی	بیٹی	جدہ
۱	۲	۳	۱	← $\frac{1}{3}$ مالقی	۶	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۳	۲	۹	۳	۲	۲+۲	۹	۳

سدس جمع مال

مسد ۶

جد	بھائی	بیٹی	جدہ
$\frac{1}{4}$	۲ بھائی	بیٹی	جدہ
۱	۴	۳	$\frac{1}{4}$

سوال - کیا حضرت زید بن ثابتؓ جد کی موجودگی میں عینی یا علی بہن کو صاحب فرض بناتے ہیں یا نہیں؟

جواب - حضرت زید بن ثابتؓ جد صحیح کی موجودگی میں عینی یا علی بہن کو صاحب فرض قرار نہیں دیتے ہیں بلکہ عصبہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن فقط ایک مسئلہ ایسا ہے کہ اسمیں عینی یا علی بہن کو ذی فرض قرار دیا ہے اور اسے مسئلہ اقدریہ کہتے ہیں مثلاً

خاندن	والدہ	بہن	جد
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$
۳	۲	۳	۱
۹	۶	۹	۳
		۱۲	۸

عمل

تعیین حصص کے بعد ۶ سے مسئلہ بنا۔ خاوند کو ۳ والدہ کو ۲ اور جد کو ایک حصہ ملا۔ انہیں جمع کیا تو ۶ ہو گئے۔ بہن کے حصہ $(\frac{1}{6})$ کے مطابق اصل مسئلہ میں ۳ کو زیادہ کر دیا اور بعد العول مسئلہ ۹ سے بنا۔ اس طرح باقی حصہ داروں کے ساتھ بہن کو بھی تین مل گئے۔ بہن اور جد کے حصوں کا مجموعہ ۴ ہے جب ان ۴ کو بہن اور جد کے درمیان ۲:۱ کے اعتبار سے تقسیم کیا جانے لگا تو رؤوس (۳) اور سهام (۴) کے درمیان تباہی کی نسبت نکلی۔ تصحیح مسئلہ کی خاطر کل عدد رؤوس (۳) کو عدد عول ۹ میں ضرب دی تو کل ۲۷ ہوئے پھر تصحیح مسئلہ سے ہر حصہ دار کا حصہ معلوم کرنے کے لئے ہر ایک وارث کے اصل مسئلہ سے حاصل شدہ حصہ سے ضرب دی جس سے خاوند کا ۹ والدہ کا ۶ بہن کا ۹ اور جد کا حصہ ۳ بنا۔ اسکے بعد بہن اور جد کے حصہ کو جمع کر کے انہیں بہن اور جد پر ۲:۱ کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جس سے بہن کو ۴ اور جد کو ۸ ملے۔

سوال۔ مسئلہ اکردریہ میں سگی یا علی بہن کو ذی فرض کیوں قرار دیا گیا ہے؟
جواب۔ مسئلہ اکردریہ میں سگی یا علی بہن کو ذی فرض اس لئے قرار دیا گیا ہے تا کہ وہ جائیداد کی مکمل محرومی سے بچ سکے۔ دیکھئے اگر اسکا حصہ مقرر نہ ہوتا تو کل ترکہ خاوند۔ والدہ اور جد ہی میں تقسیم ہو جاتا۔ بہن مجبورہ رہتی اور بالاخر اسے جد کے ساتھ عصبہ اس لئے قرار دیا گیا کہ کہیں اسکا حصہ جد سے بڑھ نہ جائے۔ کیونکہ جد تو بھائی کے قائم مقام ہوتا ہے اور بھائی کا حصہ بہن کی نسبت دوگنا ہوتا ہے۔ لہذا جد اور بہن کے مکمل حصہ کو ۲:۱ سے تقسیم کر دیا گیا۔

وضاحت

مسئلہ اکردریہ میں مقاسمتہ الجد کے مطابق ہی جد کو حصہ دینا بہتر ہے کیونکہ ثلث مانتی اور سدس جمیع مال میں جد کا حصہ کم ہوتا ہے۔

مسئلہ اقدریہ کو اقدریہ کہنے میں دو قول ہیں۔

- ۱۔ یہ مسئلہ نبی اقدر میں واقع ہوا۔ اس لئے اسے مسئلہ اقدریہ کہا جاتا ہے۔
- ۲۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے بہن کو کسی بھی جگہ ذی فرض قرار نہیں دیا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں بہن کو ذی فرض قرار دیکر اپنے مذہب کو مکدر (غیر واضح) کر لیا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کو مسئلہ اقدریہ کہتے ہیں۔

مناسخہ کا بیان

سوال - مناسخہ کا مفہوم بیان کریں؟
جواب -

لغوی معنی

مناسخہ مفاصلہ کے وزن پر نسخ سے مشتق ہے۔ جس کے لغوی معنی نقل اور ازالہ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے نخت الکتاب یعنی میں نے کتاب کو حرف بہ حرف نقل کیا اور نخت الشمس الظل یعنی سورج نے سایہ کو زائل کر دیا۔

اصطلاحی معنی

مناسخہ کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ میت کے ترکہ کو ورثاء میں تقسیم کرنے سے پہلے ہی ورثاء میں سے بعض یا تمام افراد کے مرنے کی وجہ سے مرنے والوں کا حصہ ان مرنے والوں کے ورثاء کی طرف منتقل کرنا۔
سوال - مناسخہ کی ممکنہ صورتیں بیان کریں؟
جواب - مناسخہ کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

۱۔ پہلی صورت

مناسخہ کی پہلی صورت یہ ہے کہ دوسری میت کے ورثاء بعینہ وہی ہوں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے اور ان ورثاء کے ایک جنس ہونے کی وجہ سے طریقہ تقسیم بھی نہ بدلا ہو یعنی جو طریقہ پہلی میت کا ترکہ تقسیم کرتے وقت تھا وہی طریقہ دوسری میت کا ترکہ تقسیم ہوتے وقت ہو جس تناسب سے پہلی میت کا ترکہ ورثاء میں تقسیم ہوا تھا۔ اسی تناسب سے دوسری میت کا ترکہ بھی ان ورثاء میں

تقسیم ہو رہا ہو۔ تو پھر ایسی صورت میں ایک مرتبہ ہی تقسیم کافی ہوگی۔ تو مسئلہ نکالنے کے لئے لفظ میت کے نیچے دوسری میت سمیت تمام حصہ داروں کی پہلی میت کے ساتھ نسبت کو لکھا جائے اور دوسری میت کے نیچے کا عدم لکھا جائے اور اس دوسرے مرنے والے شخص کو حصہ دیئے بغیر پہلی میت کا ترکہ باقی تمام ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً "ایک شخص اسمعیل مر گیا اس کے تین بیٹے (عقیل، جمیل، وکیل) اور دو بیٹیاں (عقیلہ، جمیلہ) ہیں۔ ابھی اسمعیل کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ اسکا بیٹا وکیل فوت ہو گیا۔ وکیل کے پسماندگان میں فقط اس کے دو بھائی (عقیل، جمیل) اور دو بہنیں (عقیلہ، جمیلہ) ہیں ان کے علاوہ وکیل کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو پھر جائیداد کی تقسیم اس طرح کی جائیگی کہ اسمعیل کی کل جائیداد کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ ان میں سے دو دو حصے عقیل اور جمیل کو اور ایک ایک حصہ عقیلہ اور جمیلہ کو دیا جائے۔

اسمعیل مسئلہ ۴

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
عقیل	جمیل	وکیل	جمیل	عقیل
۱	۱	کالعدم	۲	۲

۲۔ دوسری صورت

مناسخہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ دوسری میت کے ورثاء بعینہ وہی ہیں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے۔ لیکن ان میں تقسیم ترکہ کا طریقہ مختلف ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں توسیع مسئلہ (مناسخہ) کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً "ایک آدمی خالد مر گیا۔ اسکے پسماندگان میں اسکی بیوی تسنیم اور دو بیٹے (توصیف، تنویر) ہیں۔ کسی وجہ سے پسماندگان ابھی ترکہ تقسیم نہ کر سکے تھے کہ خالد کا بیٹا تنویر فوت ہو گیا اور تنویر کے ورثاء بھی فقط یہی دو افراد ہیں یعنی پہلی میت کی زوجہ جو اسکی والدہ تسنیم ہے اور پہلی میت کا بیٹا جو اس کا بھائی توصیف ہے۔ تو اس صورت میں اگرچہ دوسری میت کے ورثاء وہی ہیں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے۔ لیکن ان میں طریقہ تقسیم مختلف ہو چکا ہے۔ مثلاً "خالد کی وفات پر تو اسکی بیوی تسنیم کو $(\frac{1}{8})$ ملتا ہے لیکن تنویر کے ترکہ سے $(\frac{1}{8})$ نہیں بلکہ تسنیم کو $(\frac{1}{4})$ ملے گا۔ (کیونکہ یہ تسنیم تنویر کی والدہ ہے) اب چونکہ طریقہ تقسیم مختلف ہو چکا ہے لہذا مناسخہ کرنا پڑیگا۔ مناسخہ کے قوانین ابھی ذکر کئے جائیں گے اس مذکورہ مسئلہ

ڈھانچہ اس طرح بنایا جائیگا۔

خالہ		مید	
بیٹا	بیٹا	بیوی	مید
تنویر	توصیف	تنویر	مید
مافی الید		والدہ	
بھائی		تنویر	
توصیف		۳۔ تیسری صورت	

مناسخہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ پہلی میت کے وارث اور دوسری میت کے وارث مختلف ہوں یعنی پہلی میت کے وارث کوئی اور افراد ہوں اور دوسری میت کے کوئی اور افراد ہوں تو ایسی صورت میں بھی توسیع عمل (مناسخہ) کی ضرورت ہو گی۔ مثلاً "ایک عورت صابرہ نے اپنا خاوند رضا دو بیٹوں علی حامد اور ایک بیٹی سکینہ کو چھوڑا۔ ابھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابرہ کا بیٹا علی بھی فوت ہو گیا۔ علی کے پسماندگان میں اسکا والد رضا اسکی بیوی عائشہ اور بیٹا حیدر موجود ہیں۔ مذکورہ صورت کا ڈھانچہ بھی دوسری صورت کے مطابق بنایا جائیگا۔

مید		مید	
خاند	بیٹا	بیٹا	بیٹی
رضا	علی	حامد	سکینہ
علی		مافی الید	

سوال۔ مناسخہ کے اصول بیان کریں؟

جواب۔ مناسخہ کے مندرجہ ذیل چھ اصول ہیں۔

۱۔ پہلے مرنے والے شخص کے ورثاء کو حسب سابق لفظ میت کے نیچے لکھ کر مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور ان ورثاء میں دوسرے مرنے والے شخص کو بھی شامل میراث کیا جائے۔

۲۔ دوسرے مرنے والے شخص کو میت اول کی جائیداد سے حصہ دیکر اسکے نام اور حصہ کے باہر اس طرح [] کی لکیر لگا کر حصار قائم کر دیا جائے۔

۳۔ پھر دوسری میت کا الگ مسئلہ اس طرح بنایا جائے کہ لفظ میت کی دائیں جانب دوسری میت کا نام لکھا جائے اور بائیں جانب آخر میں میت ثانی کا وہ حصہ جو

اسے مورث اعلیٰ سے ملا تھا ”مافی الید“ کے الفاظ سمیت لکھ دیا جائے۔
 ۴۔ میت ثانی کے تمام ورثاء کو حصہ دینے کے بعد دوسرے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔ پھر یہ دیکھا جائے کہ دوسرے مسئلہ کی تصحیح اور مافی الید (وہ حصہ جو دوسری میت کو پہلی میت سے ملا) کے درمیان کیا نسبت ہے؟ جس قسم کی نسبت نکلے اسے مسئلہ اور مافی الید کے درمیان لکھ دیا جائے اسکے بعد یہ جائزہ لیا جائے۔
 الف۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پھر مزید عمل کی ضرورت نہیں ہے یعنی جس عدد سے پہلے مسئلہ کی تصحیح ہو چکی ہو گی وہی عدد مخرج ثانی وغیرہ کا مخرج بنے گا۔

ب۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تداخل یا توافق کی نسبت نکلے تو پھر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید ہر دو کا وفق محفوظ کر لیا جائے۔

ج۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تباین کی نسبت نکلے تو پھر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کا یکل عدد محفوظ کر لیا جائے۔

۵۔ دوسرے مسئلہ کی تصحیح اور مافی الید کے درمیان نسبت دینے کے بعد تصحیح ثانی سے جو عدد محفوظ ہوا ہے اسے تصحیح اول میں ضرب دی جائے تو حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہو گا۔ پھر تصحیح ثانی کے محفوظ عدد کو میت اول کے ورثاء کے حصوں سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب میت اول کے ہر حصہ دار کا حصہ ہو گا اور میت ثانی کے مافی الید سے جو کچھ محفوظ ہوا تھا اسے میت ثانی کے ورثاء کے حصوں سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب اس میت ثانی کے ہر حصہ دار کا حصہ ہو گا۔

۶۔ اگر پہلی یا دوسری میت کے ورثاء میں سے کوئی تیسرا شخص وفات پا جائے تو پھر میت ثانی کا مناسخہ کرنے کے بعد پہلی اور دوسری میت کو پہلی میت کی جگہ رکھیں اور تیسری میت کو دوسری میت کی جگہ نسیم کرتے ہوئے سابقہ قوانین کی روشنی میں مناسخہ کریں۔

تماثل کی مثال

تصحیح مسئلہ اور مافی الید کے درمیان نسبت کی مثالیں

(۲) میت عمران مسئلہ ۸ اور مافی الید ۷

میت	میت	میت	میت	میت	میت
بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
سکینہ	عامر	عمیر	عمران	کاشف	سہیل
۱	۱	۲	۲	۲	۲
۱	۱	۲	۲	۲	۲

مانی الید ۷	تماثل			عمر مسئلہ ۷
بیٹی خالدہ	بیٹی تبسم	بیٹی فوزیہ	بیٹا نذیر	بیٹا بشیر
۱	۱	۱	۲	۲
۱	مبلغ ۲۲			۲
اللحمہ	سکینہ	عامر	کاشف	سہیل
۱	۱	۲	۲	۲
۱	۱	۲	۲	۲

۱۔ ایک شخص غصنفرا ایک بیوی سکینہ اور بیٹوں (عامر، عمیر، عمران) کو چھوڑ کر مرا۔

۲۔ ابھی غصنفرا کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ غصنفرا کا ایک بیٹا عمران مر گیا اس نے تین بیٹوں (کاشف، سہیل، عابد) اور ایک بیٹی عابدہ کو چھوڑا۔

۳۔ پھر ابھی تقسیم جائیداد نہ ہوئی تھی کہ غصنفرا کا بیٹا عمیر بھی مر گیا۔ اس نے دو بیٹوں (بشیر، نذیر) اور تین بیٹیوں (فوزیہ، تبسم، خالدہ) کو چھوڑا تو ایسی صورت میں مسئلہ کو مناسخہ کے ساتھ حل کیا گیا۔ اس طرح پہلا مسئلہ ۸ سے بنا اور اسکی ۲۲ سے صحیح ہوئی اسمیں سے بیوی کو آٹھواں حصہ ۳ اور ہر بیٹے کو سات سات ملے۔

اور دوسرا مسئلہ ۷ سے بنا اور مانی الید بھی ۷ تھا۔ اسی طرح تیسرا مسئلہ بھی ۷ سے بنا اور مانی الید بھی ۷ تھا۔ پس دوسری اور تیسری میت کے درمیان مسئلہ اور مانی الید میں تماثل کی نسبت نکلی۔ لہذا مزید عمل کی ضرورت نہیں ہوئی۔ جس طرح پہلے مسئلہ کی صحیح ۲۲ سے ہوئی تھی اسی طرح دوسرے اور تیسرے مسئلہ کی صحیح بھی ۲۲ سے ہوئی ہے۔ گویا تینوں مسئلوں کا مخرج ۲۲ ٹھہرا۔ بالآخر ”الاحیاء“ (زندہ افراد) کا لفظ لکھ کر اسکے نیچے زندہ افراد کے نام جمع حصص لکھے گئے۔ الاحیاء کے وسط میں مبلغ ۲۲ لکھا۔ پھر جب زندہ اشخاص کے حصوں کو جمع کیا تو وہ بھی ۲۲ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ درست ہے۔ کیونکہ زندہ افراد کے حصص اگر مبلغ سے کم یا زیادہ ہو جاتے تو پھر مسئلہ غلط ہوتا۔

مانی الید ۳	تداخل				شرف الدین مسئلہ ۶	۹۶	۳۲	۱۶	۴	۳۲	۱۸	۱۸	۲۲
بیٹی نقیبہ	بیٹی فوزیہ	بیٹا قمر دین	بیٹا قمر دین	بیٹا شرف الدین	بیٹا شرافت	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف	بیٹا شرف
۱	۱	۲	۲	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳
۳	۳	۶	۶	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳

مافی الید ۶			شرافت مسئلہ ۹		
توافق ثمنی					
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیٹا	بیٹا
شگفتہ	آسیہ	دلبری	امانت	لیاقت	صداقت
۱	۱	۱	۲	۲	۲
۲	۲	۲	۴	۴	۴
مبلغ ۹۶					

الاح

شریف مشرف اشرف عمروین قمر دین فوزیہ نبیلہ صداقت لیاقت امانت دلبری آسیہ

۲۴ ۱۸ ۱۸ ۶ ۶ ۳ ۳ ۴ ۴ ۴ ۲۲۲

عمل

۱۔ ایک عورت صائمہ نے اپنے پسماندگان میں اپنے خاوند شریف اور چار بیٹوں (مشرف، اشرف، شرافت، شرف الدین) چھوڑے۔

۲۔ ابھی صائمہ کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صائمہ کا بیٹا شرف الدین مر گیا۔ اسکے پسماندگان میں دو بیٹے (عمروین، قمر دین) دو بیٹیاں (فوزیہ، نبیلہ) ہیں۔

۳۔ ابھی شرف الدین کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صائمہ کا بیٹا شرافت بھی مر گیا۔ شرافت کے پسماندگان میں ۳ بیٹے (صداقت، لیاقت، امانت) اور تین بیٹیاں (دلبری، آسیہ، شگفتہ) ہیں۔ تو ایسی صورت میں مناسخہ کا عمل کیا گیا۔

پہلا مسئلہ ۴ سے بنا جسکی حج ۱۶ سے ہوئی ان ۱۶ میں سے صائمہ کے خاوند شریف کو ۱۴ اور صائمہ کے چار بیٹوں (مشرف، اشرف، شرافت، شرف الدین) کو تین تین ملے۔

دوسرا مسئلہ ۶ سے بنا۔ ۶ میں سے دو دو شرف الدین کے دو بیٹوں (عمروین، قمر دین) کو ملے اور ایک ایک حصہ ۲ بیٹیوں (فوزیہ، نبیلہ) کو ملا۔ اور شرف الدین کو اپنی والدہ صائمہ کی طرف سے ملنے والا کل ترکہ (مافی الید) ۳ تھا۔ لہذا میت پائی کے اصل مسئلہ اور مافی الید کے درمیان تداخل کی نسبت نکلی جو کہ توافق کے حکم میں ہے۔ ۶ کا وفق ۲ اور ۳ کا وفق ایک نکلا۔ دونوں مسئلوں کا کل مخرج معلوم

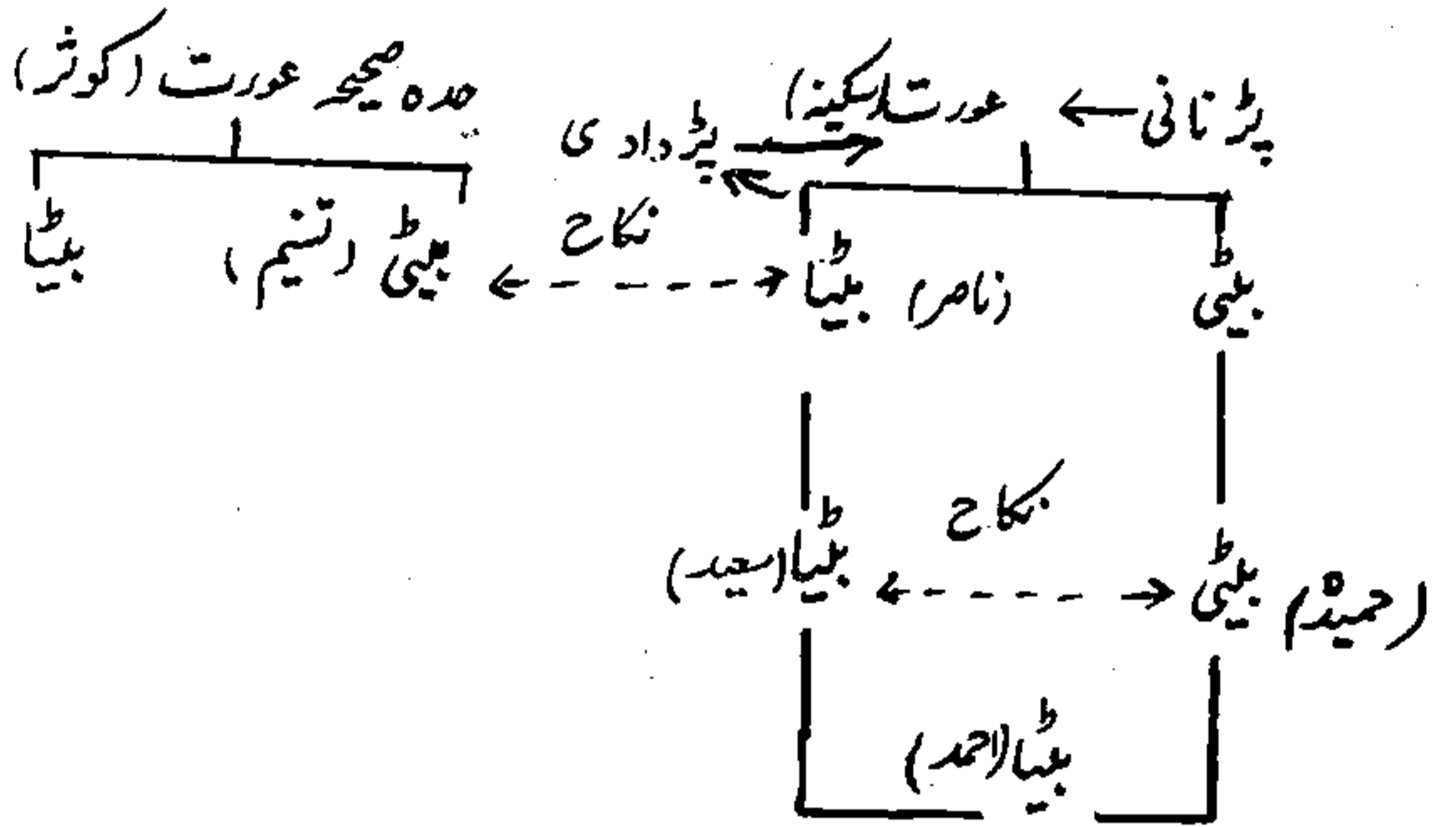
- ۱۔ ایک شخص صابر ایک بیوی فاطمہ اور دو بیٹے (عتیق، شفیق) چھوڑ کر مرا۔
 - ۲۔ ابھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابر کا بیٹا شفیق بھی انتقال کر گیا اور شفیق نے تین بیٹے (اکبر، اصغر، اجمل) چھوڑے۔
 - ۳۔ اور ابھی تک شفیق کی بھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابر کا دوسرا بیٹا عتیق بھی انتقال کر گیا۔ عتیق نے چار بیٹے (شاہد، زاہد، ساجد، ماجد) چھوڑے۔ تو ایسی صورت میں مناخہ کا عمل کیا گیا۔
- پہلا مسئلہ ۸ سے بنا جسکی صحیح ۱۶ سے ہوئی بیوی فاطمہ کو ۲ اور دو بیٹوں (عتیق، شفیق) کو سات سات ملے۔

دوسرا مسئلہ ۳ سے بنا اور شفیق کے تینوں بیٹوں (اکبر، اصغر، اجمل) کو ایک ایک حصہ ملا۔ شفیق کو اپنے والد کی طرف سے ملنے والا حصہ (مانی الید) ۷ تھا اور جب صحیح مسئلہ ثانی اور مانی الید کے درمیان نسبت دی تو انکے درمیان تباہین کی نسبت پیدا ہوئی تو دوسرے اصل مسئلہ کو پہلے مسئلہ کی صحیح ۱۶ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ دونوں مسئلوں کا مخرج ٹھہرا۔ مسئلہ اول کے حصہ داروں کے حصص نکالنے کے لئے اصل مسئلہ ثانی کو پہلے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو اسطرح زوجہ فاطمہ کا حصہ ۲۸ میں سے ۶ اور عتیق کا حصہ ۲۱ نکلا پھر مخرج ۲۸ سے محروم شفیق کے پسماندگان کا حصہ معلوم کرنے کیلئے دوسرے مسئلہ کے مانی الید کو اسی مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو شفیق محروم کے تینوں بیٹوں (اکبر، اصغر، اجمل) کا حصہ سات سات برآمد ہوا۔

تیسرا مسئلہ ۴ سے بنا اور عتیق کا مانی الید ۲۱ تھا جو کہ تیسرے مسئلہ کے بائیں طرف لکھا تھا۔ پھر ۴ اور ۲۱ کے درمیان تباہین کی نسبت نکلی تو پھر حسب سابق تیسرے مسئلہ کے اصل ۴ کو پہلے مسئلہ کے ۲۸ سے ضرب دی۔ تو حاصل ضرب ۱۹۲ تینوں مسئلوں کا مخرج بن گیا۔ پھر پہلے اور دوسرے مسئلہ کے زندہ افراد کا حصہ معلوم کرنے کے لئے اسی ۴ کو زندہ افراد کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو بیوی فاطمہ کا ۲۳ شفیق کے تین بیٹوں (اکبر، اصغر، اجمل) کا حصہ اٹھائیس اٹھائیس نکلا اور پھر تیسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص معلوم کرنے کے لئے مانی الید کو اسی مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو عتیق کے چاروں بیٹوں

(شاہد، زاہد، ساجد، ماجد) کو اکیس اکیس حصہ ملا۔ پھر تینوں مسائل کے زندہ اشخاص کے حصص کو جمع کیا گیا تو مبلغ ۱۹۲ اور حصص برابر برابر رہے۔

صفحہ نمبر ۴ کی مثال



سوال - ایک سلیمہ نامی عورت فوت ہو گئی۔ اسکے پسماندگان میں اسکا خاوند زید۔ بیٹی کریمہ اور والدہ عظیمہ ہیں۔ لیکن تقسیم ترکہ سے قبل ہی سلیمہ کا خاوند زید فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک دوسری بیوی حلیمہ۔ والد عمر اور والدہ رحیمہ کو چھوڑا لیکن ابھی زید کی بھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ سلیمہ کی بیٹی کریمہ بھی فوت ہو گئی۔ اسکے پسماندگان میں ایک بیٹی رقیہ دو بیٹے خالد اور عبداللہ اور ایک جدہ عظیمہ ہے جو کہ پہلے مسئلہ میں سلیمہ کی والدہ تھی لیکن ابھی کریمہ کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ سلیمہ کی والدہ عظیمہ بھی فوت ہو گئی۔ عظیمہ نے اپنے پسماندگان میں خاوند عبدالرحمان اور دو بھائی عبدالرحیم اور عبدالکریم چھوڑے۔ ان کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم کی جائیگی؟

جواب (۱) مسئلہ بعد الرد من ۳۲ من ۱۲۸ (۲) زید مسئلہ ۴۴ متعلقہ مافی الید ۴

خاوند زید	بیٹی کریمہ	والدہ عظیمہ	بیوی عظیمہ	والد عمر	والدہ رحیمہ
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۴	۶	۱/۴
۳	۶	۲	۱	۲	۱
۳	۹	۳	۲	۲	۲
		۴	۸	۱۶	۸

مسئلہ ۶ بعد الرد ۴ (۳) کریمہ مسئلہ ۴۴ متعلقہ مافی الید ۹

بیٹی رقیہ	والدہ	بیٹی عظیمہ	جدہ عظیمہ
۱/۲	۱/۶	۱/۴	۱/۴
۳	۱	۱	۱
۳		۲	۲
۱۲		۶	۶
		۲۴	۲۴

عظیمہ مسئلہ ۲ تصریح بتابین مافی الید ۹

خاوند عبدالرحمن
بھائی عبدالرحیم
بھائی عبدالکریم

عصہ
۱
۱
۱
۱۸

مبلغ ۱۲۸

حلیمہ	عمر	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

عمل

۱۔ پہلے مسئلہ میں سلیمہ کے خاوند زید کو $(\frac{1}{4})$ بیٹی کریمہ کو $(\frac{1}{2})$ حصہ اور والدہ عظیمہ کو $(\frac{1}{4})$ حصہ ملا۔ اس طرح ۱۲ سے مسئلہ بنا۔ ۱۲ میں سے ۳ خاوند زید کو ۶ بیٹی کریمہ کو اور ۲ والدہ عظیمہ کو ملے جن کا مجموعہ ۱۱ بنا۔ لہذا مسئلہ ردی ہے اور یہاں قوانین رد میں سے چوتھا قانون استعمال کیا۔ اس قانون کے مطابق خاوند زید کے حصہ $(\frac{1}{4})$ کے مخرج ۴ میں سے ایک حصہ خاوند کو دیا گیا اور بقیہ ۳ کو محفوظ کر لیا۔ پھر ایک الگ مسئلہ بنایا۔ جس میں خاوند کو معدوم سمجھتے ہوئے فقط بیٹی کریمہ اور والدہ عظیمہ کو حصہ دیا گیا اور یہ مسئلہ بعد الرد ۴ سے بنا۔ پھر ان ۴ کو باقی ماندہ مخرج ۳ سے بتاؤں کی نسبت ہونے کی وجہ سے خاوند زید کے حصہ $(\frac{1}{4})$ کے کل مخرج ۴ سے ضرب دی تو اس طرح میت سلیمہ والا مسئلہ بعد الرد ۱۶ سے ہوا۔ خاوند زید کا حصہ نکالنے کے لئے فقط کریمہ اور حلیمہ کے مسئلہ میں سے بعد الرد عدد ۴ کو خاوند زید کے حصہ ایک کے ساتھ ضرب دی اور یہ وہی ایک ہے جو خاوند کو اسکے $(\frac{1}{4})$ حصہ کے مخرج ۴ سے ملا تھا۔ اس طرح خاوند کا حصہ ۱۶ میں سے فقط ۴ ہوا اور سلیمہ کی بیٹی کریمہ اور اسکی والدہ عظیمہ کا حصہ نکالنے کیلئے فقط ذوی الفروض نسبیہ کے مسئلہ میں جو جو حصہ کریمہ اور عظیمہ کو ملا ہے اسے باری باری باقی ماندہ مخرج ۳ سے ضرب دی تو کریمہ کا حصہ ۹ اور عظیمہ کا حصہ ۳ برآمد ہوا۔

۲۔ جب سلیمہ کا خاوند زید فوت ہو گیا تو اسکے نام اور حصہ کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور دوسرا مسئلہ تیار کیا جسکی بائیں جانب زید کو اسکی بیوی سلیمہ کے ترکہ سے حاصل شدہ حصہ مافی الید کے الفاظ سمیت ۴ کو لکھا اور پھر زید کی بیوی حلیمہ والد عمر اور والدہ رحیمہ کو ورثاء کی صف میں لکھتے ہوئے حصے تقسیم کئے۔ مسئلہ ۴ سے بنا تو اس میں سے ایک زید کی بیوی حلیمہ کو ۲ عمر کو اور ایک حصہ رحیمہ کو ملا۔ اس دوسرے اصل مسئلہ اور مافی الید کے رد میں تماثل کی نسبت ہے لہذا نیا مخرج بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ پھر جب سلیمہ کی بیٹی کریمہ فوت ہوئی تو اس کے نام اور حصہ ۹ کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور پھر تیسرا مسئلہ تیار کیا۔ جسکی بائیں جانب کریمہ کو اسکی والدہ سلیمہ کی طرف سے حاصل شدہ حصہ مافی الید کے الفاظ سمیت ۹ کو لکھا۔ پھر کریمہ

کی بیٹی رقیہ ۲ بیٹوں (خالد، عبداللہ) اور جدہ عظیمہ کو ورثاء کی صف میں لکھتے ہوئے ان میں حصے تقسیم کر دیئے تو مسئلہ ۶ سے بنا ۶ میں سے ایک حصہ رقیہ اور دو دو خالد اور عبداللہ کو اور پھر ایک حصہ جدہ عظیمہ کو ملا۔ (یہ عظیمہ وہی ہے جو پہلے مسئلہ میں سلیمہ کی والدہ تھی اور اس مسئلہ میں کریمہ کی نانی بن رہی ہے) اس اصل مسئلہ ۶ اور مانی الید ۹ کے اعداد میں توافق ثلثی کی نسبت ہے لہذا ۶ کا وفق ۲ اور ۹ کا وفق ۳ نکلا۔ پھر ۶ کے وفق ۲ کو پہلے مسئلہ کے بعد الرو عدد ۱۶ سے ضرب دی۔ تو حاصل ضرب ۳۲ ان تینوں مسئلوں کا مخرج ٹھہرا اور اس ۳۲ کو پہلے مسئلہ میں سابقہ مخرج ۱۶ کے ساتھ اس طرح لکھا ”من ۳۲“ پہلے دو مسئلوں کے زندہ حصہ داروں کے حصص کو اسی ۲ کے عدد سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر زندہ وارث کا حصہ نکل آیا اور اس تیسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کو مانی الید ۹ کے وفق ثلثی ۳ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر حصہ دار کا حصہ ٹھہرا۔ اس طرح مخرج ۳۲ میں سے اب تک عظیمہ کو ۶ حلیمہ کو ۲ عمر کو ۴ رحیمہ کو ۲ رقیہ کو ۳ خالد کو ۶ عبداللہ کو ۶ اور عظیمہ کو مسئلہ ٹاٹھ میں مزید ۳ حصے ملے۔

۳۔ پھر جب سلیمہ کی والدہ عظیمہ فوت ہوئی تو پہلے اور تیسرے مسئلہ میں اس کے نام اور حصہ کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور پھر چوتھا مسئلہ تیار کیا جسکی بائیں جانب حسب سابق عظیمہ کی بیٹی سلیمہ اور نواسی کریمہ کی طرف سے حاصل شدہ حصہ (۶ + ۳ = ۹) مانی الید کے الفاظ سمیت ۹ کو لکھا۔ پھر عظیمہ کے خاوند عبدالرحمان اور دو بھائیوں (عبدالرحیم - عبدالکریم) کو ورثاء کی صف میں رکھتے ہوئے ان میں حصے تقسیم کئے تو مسئلہ ابتداء ۲ سے اور بعد اس مخرج ۴ سے بنا اس میں سے ۲ حصے عبدالرحمان کو اور ایک ایک حصہ عبدالرحیم اور عبدالکریم کو ملا۔ اس چوتھے مسئلہ کے نتیجی عدد ۴ اور مانی الید ۹ کے درمیان تباہ کی نسبت ہے لہذا نتیجی عدد ۴ کو سابقہ مخرج ۳۲ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۲۸ ان چار مسائل کا مخرج ٹھہرا۔ ان ۱۲۸ کو پہلے مسئلہ میں موجود سابقہ مخرج ۳۲ کے ساتھ اس طرح لکھا ”من ۱۲۸“۔ پھر جب چوتھے مسئلہ کے نتیجی عدد ۴ کو پہلے تین مسئلوں کے زندہ ورثاء کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر ایک کا حصہ ٹھہرا اور جب چوتھے مسئلہ کے مانی الید کو اسی مسئلہ کے ورثاء کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ان کا حصہ ٹھہرا۔ پھر آخر میں الاحیاء کے تحت تمام زندہ حصہ داروں کے حصوں کو جمع کیا گیا جو مبلغ ۱۲۸ کے مساوی ہوئے

ذوی الارحام کا بیان

سوال - ذوی الارحام کی تعریف اور اقسام بیان کریں؟
 جواب - لغوی اعتبار سے ہر نسبی قرابت دار کو ذی رحم کہتے ہیں خواہ وہ ذی رحم
 ذی فرض ہو یا عصبہ یا ان کے علاوہ لیکن شرعی اعتبار سے ذی رحم ہر اس نسبی
 قرابت دار شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو نہ تو ذی فرض ہو اور نہ ہی عصبہ۔ جیسے
 ماموں، خالہ، نانا، بھتیجی وغیرہ۔

ذوی الارحام کی اقسام

حمت کے اعتبار سے عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی مندرجہ ذیل چار اقسام
 ہیں۔

۱۔ جزء میت

اس قسم میں بیٹیوں کی اولاد اور پوتیوں کی اولاد (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث ہوں)
 شامل ہیں۔

۲۔ اصل میت

اس قسم میں فاسد اجداد اور فاسدہ جدات شامل ہیں۔

۳۔ جزء اصل قریب

اس قسم میں بہنوں کی اولاد اور بھائیوں کی بیٹیاں (بھائی خواہ جس قسم کے بھی
 ہوں) اور اخیانی بھائیوں کے بیٹے شامل ہیں۔

۴۔ جزء اصل بعید

اس قسم میں پھو بھیاں - اخیانی بچے - ماموں اور خالات شامل ہیں۔

وضاحت

- ۱۔ جو شخص ذوی الارحام کی مذکورہ بالا چار اقسام کے ذریعہ میت تک رسائی حاصل کرتا ہو۔ وہ شخص بھی ذوی الارحام میں شامل ہے۔
- تفصیلاً "ذوی الارحام کی چودہ اقسام ہیں
- ۱۔ بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۲۔ پوتیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۳۔ اجداد فاسد۔ اگرچہ عالی ہوں
- ۴۔ جدات فاسدہ۔ اگرچہ عالی ہوں
- ۵۔ حقیقی بہنوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۶۔ علاقائی بہنوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۷۔ اخیانی بہنوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۸۔ حقیقی بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۹۔ علاقائی بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں
- ۱۰۔ اخیانی بھائیوں کی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں
- ۱۱۔ پھو بھیاں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں
- ۱۲۔ اخیانی چچا اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں
- ۱۳۔ ماموں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔
- ۱۴۔ خالائیں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

۲۔ ذوی الارحام کی ترتیب میں اختلاف ہے کہ میت کا ترکہ حاصل کرنے میں اولین حیثیت کس قسم کو حاصل ہے سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ اقسام اربع میں ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے قسم اول ہے پھر قسم ثانی پھر قسم ثالث اور پھر قسم رابع ہے یعنی اگر ذوی الارحام

کی قسم اول کا کوئی فرد موجود ہو تو پھر اسکے مقابلہ میں باقی اقسام کے تمام افراد
محبوب ہونگے۔ اسی طرح دوسری اقسام کا حال ہے۔
۳۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ اگر کسی میت کے ذوی الفروض اور
عصبات نہ ہوں تو پھر اس میت کا کل ترکہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے۔
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی
مذہب ہے۔

۴۔ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں جمہور علمائے کرام نے ذوی
الارحام کو میت کی جائیداد کا وارث قرار دیا ہے لیکن یہ حضرات کیفیت تو ہمیشہ
میں اختلاف کرتے ہیں کہ ذوی الارحام میں میت کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے اس
سلسلہ میں تین مذاہب ہیں۔

۱۔ مذہب اہل رحم

مذہب اہل رحم کے داعی حضرات ذوی الارحام کو مساوی حیثیت سے شریک
جائیداد قرار دیتے ہیں اور افراد کے مذکر و مونث اور قریب و بعید ہونیکا قطعاً لحاظ
نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ تمام ذوی الارحام کو برابر ترکہ تقسیم کرتے ہیں اور اس
مذہب والوں کو اہل رحم بھی فقط اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات رحم میں
شریک ہونے کو ہی وارث بنانے کی بنیاد قرار دیتے ہیں لیکن یہ مذہب انتہائی
ضعیف بلکہ مجبور ہے۔

۲۔ مذہب اہل تنزیل

مذہب اہل تنزیل کے داعی حضرات موجود ذوی الارحام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے
بلکہ جن افراد کے توسط سے یہ ذوی الارحام میت تک پہنچتے ہیں۔ پہلے جائیداد ان
میں ہی تقسیم کرتے ہیں اسکے بعد وہ حصہ موجود ذوی الارحام کو دیتے ہیں۔ یہ امام
احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

۳۔ مذہب اہل قرابت

مذہب اہل قرابت کے داعی حضرات ذوی الارحام کو وارث بنانے میں سب سے پہلے درجہ میں قربت کا لحاظ کرتے ہوئے حصہ دیتے ہیں یعنی جس ذی رحم کا درجہ قریب ہو اسے ترکہ کا حق دار قرار دیتے ہیں۔

سوال۔ ذوی الارحام کی قسم اول کے قوانین بیان کریں؟
جواب۔ ذوی الارحام کی قسم اول کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

۱۔ پہلا قانون

ذوی الارحام میں سے جو شخص میت کے زیادہ قریب ہو گا وہی شخص اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ مثلاً "میت کی نواسی اور پڑپوتی دونوں موجود ہوں۔ تو میت کی نواسی کو جائیداد ملے گی اور پڑپوتی محجوبہ ہوگی۔ کیونکہ نواسی بہ نسبت پڑپوتی کے قریب ہے۔

مسئلہ ۱

بیٹا	بیٹی
بیٹی	نواسی ← بیٹی
بیٹی → پڑپوتی	۱

۲۔ دوسرا قانون

اگر تمام ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں۔ یعنی متعدد ذوی الارحام ایک ہی تعداد کے واسطوں سے میت تک پہنچتے ہوں تو دیکھا جائیگا کہ کونسا ذی رحم میت کے ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچتا ہے۔ پس جو ذی رحم کسی ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچے وہی اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ یعنی ولد وارث کے ہوتے ہوئے ولد ذی رحم حصہ نہ پائیگا۔ مثلاً "میت کی پڑپوتی اور نواسی کا بیٹا دونوں موجود ہوں تو پڑپوتی کو جائیداد ملے گی اور نواسی کا بیٹا محجوب ہو گا۔ کیونکہ میت کی پڑپوتی ایک ذی فرض شخص (میت کی پوتی) کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہے جبکہ میت کی نواسی کا بیٹا ایک ذی رحم شخص (میت کی نواسی) کے واسطے سے میت تک

	بیٹی	بیٹی	
	بیٹی	بیٹی	ذی فرض ←
	بیٹی	بیٹی	
	x	۱	

۳۔ تیسرا قانون

اگر ذوی الارحام میں سے ہر ایک ذی رحم کا درجہ برابر ہو۔
 ۱۔ اور ان میں سے کوئی بھی ذی فرض کے واسطے سے میت تک نہ پہنچے۔
 ۲۔ یا ان میں سے ہر ایک ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچے۔ تو اسکی متعدد صورتیں ہیں۔ جنہیں باری باری ذکر کیا جاتا ہے۔

الف۔ اگر صفت اصول ذکورۃ و انوثت (مذکر اور مونث) ہونے میں متفق ہو یعنی موجود ذوی الارحام کے اصول یا تو فقط مذکر ہوں یا فقط مونث ہوں تو بالاتفاق (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاق سے) جائیداد کو فروع کے ابدان پر فقط مذکر یا فقط مونث ہونے کی صورت میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔ اور مذکر و مونث کے درمیان اختلاط کی صورت میں للذکر مثل حظ الانثیین (۱:۲) کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ ۳

اصل اول ←	بیٹی	→	بیٹی
اصل ثانی ←	بیٹی	→	بیٹی
موجود ذوی الارحام ←	۲		۱

اس مثال میں موجود ذوی الارحام ذوی الفروض کی اولاد بھی ہیں اور ان کے اصول میں صفت ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اتحاد بھی ہے۔

بیٹی
بیٹی
بیٹی
۱

بیٹی
بیٹی
بیٹی
۱

اس مثال میں موجود ذوی الارحام ذوی الارحام کی ہی اولاد ہیں اور ان کے اصول میں صفت انوث کے اعتبار سے اتحاد بھی ہے۔

مسد ۵

صید

بیٹی

بیٹی

اصل اول

بیٹی

بیٹی

اصل ثانی

بیٹی

۲ بیٹی

۱

۲

اس مثال میں موجود ذوی الارحام ذوی الارحام کی اولاد ہیں اور ان کے اصول میں صفت انوث کے اعتبار سے اتحاد ہے اور موجود ذوی الارحام میں ۱:۲ کے تناسب سے جائیداد تقسیم ہوئی۔

(ب)۔ اگر صفت اصول ذکورة و انوث میں مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ حسب سابق فقط فروع کا اعتبار کرتے ہیں۔ اصول کا اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورة و انوث کا اعتبار کرتے ہیں۔ لہذا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق دیکھا جائیگا کہ اگر صفت اصول ذکورة و انوث کے اعتبار سے فقط ایک بطن میں مختلف ہے اور مختلف اصولوں کی فروع میں وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ (ہر اصل کی فرع ایک ہی ہو) تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے پہلے مال کو اس بطن میں تقسیم کیا جائیگا جہاں باعتبار ذکورة و انوث کے اختلاف آچکا ہو۔ لہذا ۱:۲ کے تناسب سے جائیداد کو تقسیم کیا جائیگا اور اصول پر مسئلہ کی صحیح کر کے انکا حصہ ان کی اولاد (فرع) کو دے دیا جائے گا

مسئلہ ۳

مثلاً

میث	
بیطی	بیطی
بیطی	بیطا
بیطا	بیطی
۱	۲

اس مثال میں بطن ثانی میں اختلاف پیدا ہوا۔ لہذا اسی بطن میں جائیداد کی تقسیم کی گئی۔ جسکے پیش نظر بطن ثانی میں موجود بیٹے کو ۲ اور بیٹی کو ایک حصہ ملا اور یہی حصے بعینہ ان کی فروع کو دے دیئے گئے تو بطن ثالث میں بیٹی کو ۲ اور بیٹے کو ایک حصہ ملا۔

مسئلہ ۴ تص ۱۲

میث		
بیطی	بیطی	بیطی
بیطی	بیطی	بیطا
بیطی	بیطا	بیطی
۲	۲	۲
۲	۴	۶

اس مثال کے بطن ثانی میں صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف ہے تو بیٹے کا الگ فریق بنا دیا اور ۲ بیٹیوں کا الگ فریق بنا دیا۔ پھر ۲:۱ کے تناسب سے بیٹے کو ۲ اور ۲ بیٹیوں کو ۲ حصے ملے۔ اس طرح مسئلہ ۴ سے بنا۔ اس کے بعد جو ہم نے دو فریق بنائے تھے۔ ہر فریق کا حصہ اسکی فرع کی طرف منتقل کر دیا گیا تو اس طرح بطن ثالث میں موجود بیٹی کو ۲ اور بطن ثالث میں موجود بیٹے اور بیٹی کو بھی ۲ حصے ملے (اور یہ وہی دو حصے ہیں جو بطن ثانی میں فریق ثانی کو ملے تھے) لیکن بطن ثالث کے فریق ثانی کے رؤوس ۳ اور ان کے حصص ۲ کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔ صحیح مسئلہ کی ضرورت پڑی۔ تو کل عدد رؤوس ۳ کو اصل مسئلہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۲ صحیح مسئلہ ہوا۔ پھر صحیح عدد ۱۲ سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے کیلئے عدد رؤوس ۳ کو ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب

دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ہوا تو عدد رؤوس ۳ کو جب بطن ثالث کے پہلے فریق (بیٹی) کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۶ اس کا حصہ ٹھہرا۔ اسی طرح عدد رؤوس ۳ کو جب بطن ثالث کے دوسرے فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۶ ان کا حصہ ٹھہرا۔ اس میں سے ۴ بیٹے کو ملے اور ۲ بیٹی کو ملے۔

مسئلہ تصدق

بطن اول ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثالث ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
	۲	۳	۳	۳	۳
	۲۸	۳۶	۹	۹	۱۸
	۳۲	۱۶	۹	۹	۱۸

اس مثال کے بطن ثانی میں صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف ہوا۔ پھر بیٹوں کا فریق الگ اور بیٹیوں کا فریق الگ بنا دیا گیا۔ لہذا ۲:۱ کے اعتبار سے اس بطن ثانی میں ترکہ کی تقسیم کی گئی۔ جسکے پیش نظر ۳ بیٹیوں کے فریق کو الگ حصہ ۳ اور ۲ بیٹوں کے فریق کو الگ حصہ ۴ ملا۔ پھر ہر دو فریق کے حصہ کو بطن ثالث کی طرف منتقل کیا گیا تو ۳ بیٹیوں کا حصہ جو کہ ۳ تھا بطن ثالث کے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کو منتقل ہو گیا (جو کہ فریق ثانی کے پہلے فریق کے نیچے تھے) اور بطن ثانی کے دو بیٹوں کا حصہ جو کہ ۴ تھا بطن ثالث میں موجود بیٹی اور بیٹے کی طرف منتقل ہو گیا۔ (یہ دو وہی افراد ہیں جو کہ بطن ثانی کے فریق ثانی کے نیچے تھے) لیکن ۳ کا عدد ایک بیٹے اور دو بیٹیوں (جن کا عدد ۴ بنتا ہے) میں پورا پورا تقسیم نہیں ہو پاتا۔ تو اس طرح حصہ ۳ اور رؤوس ۴ میں تباہی کی نسبت نکلی لہذا کل عدد رؤوس کو محفوظ کر لیا گیا۔ دوسری طرف حصہ ۴ ایک بیٹی اور ایک بیٹے (جن کا عدد ۳ بنتا ہے) میں پورا پورا تقسیم نہیں ہو پاتا۔ لہذا صحیح مسئلہ کی ضرورت ہو گی حصہ ۴ اور رؤوس ۳ میں تباہی کی نسبت نکلی۔ لہذا کل عدد رؤوس ۳ کو محفوظ کر لیا گیا۔ پھر پہلے فریق کے کل عدد رؤوس کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤوس سے ضرب دی تو پھر حاصل ضرب ۱۲ کو اصل مسئلہ ۷ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۸۴ صحیح مسئلہ ہوا۔ پھر صحیح مسئلہ سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے

لئے حاصل ضرب ۱۲ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ٹھہرا۔ اس طرح پہلے فریق کو ۸۴ میں سے ۳۶ ملے اور ان میں سے بیٹے کو ۱۸ اور دو بیٹیوں کو ۹، ۹ حصے ملے اور بطن ثالث کے دوسرے فریق کو ۸۴ میں سے ۲۸ حصے ملے اور ان ۲۸ میں سے بیٹی کو ۱۶ اور بیٹے کو ۱۲ حصے ملے۔

ج۔ اگر صفت اصول ذکورة و انوثت میں ایک سے زائد بطنوں میں مختلف ہو اور ان اصول کی فروع میں وحدت بھی پائی جائے تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائیداد کی تقسیم اس طرح کی جائیگی کہ اصول میں سے جس جس بطن میں صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف پایا جائے گا۔ اسی بطن میں جائیداد کو ۱:۲ کے مطابق تقسیم کر دیا جائیگا۔ پھر اسکے بعد نیچے والے بطن میں دیکھا جائے گا کہ آیا سب مذکر ہی ہیں یا سب مونث ہی ہیں۔ اگر اس نیچے والے بطن میں فقط مذکر ہی ہوں یا فقط مونث ہی ہوں تو اصل کا حصہ بعینہ فرع کے مذکر یا مونث افراد کو دے دیا جائیگا اور اگر فرع میں ذکورة و انورثت کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے تو پھر مذکر کا الگ فریق بنا لیا جائے اور مونث کا الگ فریق بنا لیا جائے۔ اسکے بعد اس سے نیچے والے بطن کو پرکھا جائے اور حسب سابق آخر تک تقسیم کو جاری رکھا جائے۔ یعنی مذکر حضرات کا فریق الگ اور مونثات کا فریق الگ بنایا جائے۔

مسئلہ ۱۵ تصد ۶۰

بیٹا بیٹا بیٹا ۶	بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی ۹	بطن اول
بیٹی بیٹی بیٹی ۶	بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی ۹	بطن ثانی
بیٹی بیٹی بیٹی ۱۲	بیٹا بیٹا بیٹا ۱۸	بطن ثالث
بیٹی بیٹی بیٹی ۱۲	بیٹی بیٹی ۹	بطن رابع
بیٹی بیٹی بیٹی ۱۲	بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی ۹	بطن خامس
بیٹی بیٹی بیٹی ۱۲	بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی ۱۲	بطن ششم

مذکورہ بالا مسئلہ کے بطن اول میں ہی صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف تھا لہذا

بطن اول میں ہی دو فریق بنا دیئے گئے۔ ایک بیٹیوں کا فریق۔ دوسرا بیٹوں کا فریق۔ دونوں فریقوں کے کل رؤوس کا مجموعہ ۱۵ ہوا۔ (۹ رؤوس بیٹیوں کے اور ۶ رؤوس بیٹوں کے) لہذا مسئلہ ۱۵ سے بنا۔ بیٹیوں کے فریق کو ۹ اور بیٹوں کے فریق کو ۶ حصے ملے بطن ثانی میں بعینہ اسی طرح یہ حصہ منتقل کر دیا کیونکہ بطن اول کے پہلے اور دوسرے فریق کے نیچے موجود افراد میں صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف نہیں ہے لیکن بطن ثالث میں اختلاف موجود ہے کیونکہ بطن اول کے پہلے فریق (جس کا حصہ ۹ تھا) کے نیچے ۶ بیٹیاں اور ۳ بیٹے ہیں۔ لہذا ۶ بیٹیوں اور تین بیٹوں کو الگ الگ فریق بنا کر پہلے بطن کی ۹ بیٹیوں کا حصہ انہیں منتقل کر دیا اور بطن اول کے دوسرے فریق (۳ بیٹے) کے نیچے بطن ثالث میں ۲ بیٹیوں اور ایک بیٹے کو الگ الگ فریق بنا کر حصہ ۶ منتقل کر دیا جب بطن اول کے پہلے فریق کا حصہ (۹) بطن ثالث کی ۶ بیٹیوں اور ۳ بیٹوں (جنکے رؤوس کا مجموعہ ۱۲ ہے) کو پہنچا تو تقسیم جائیداد کرتے ہوئے ان کے رؤوس پر ۹ حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہو رہے لہذا صحیح کی ضرورت پڑی پھر قانون صحیح کے مطابق رؤوس ۱۲ اور ان کے حصے ۹ میں نسبت معلوم کی تو توافق ثلثی کی نسبت نکلی لہذا وفق رؤوس ۴ کو محفوظ کر لیا گیا۔ پھر جب بطن اول کے فریق ثانی کا حصہ ۶ بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں اور ایک بیٹے (جن کے رؤوس کا مجموعہ ۴ ہے) کو پہنچا تو رؤوس ۴ پر ان کے حصے ۶ پورے پورے تقسیم نہیں ہوئے۔ لہذا صحیح کی ضرورت پڑی پھر قانون صحیح کے مطابق رؤوس ۴ اور ان کے حصے ۶ میں نسبت معلوم کی تو توافق نصفی کی نسبت نکلی۔ لہذا ۴ رؤوس کے وفق ۲ کو محفوظ کر لیا گیا۔ اسکے بعد بطن ثالث کے پہلے سے محفوظ وفق رؤوس ۴ کو اس وفق رؤوس ۲ کے ساتھ نسبت دی تو تداخل کی نسبت نکلی۔ لہذا قانون صحیح کے مطابق ان میں سے بڑے عدد ۴ کو اصل مسئلہ ۱۵ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۶۰ صحیح مسئلہ ہوا۔ بطن ثالث کی ۶ بیٹیوں اور ۳ بیٹوں (جو کہ بطن اول کے پہلے فریق کے نیچے بالمقابل ہیں) کو ملنے والے حصہ ۹ کو ۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۶ ان کا حصہ ٹھہرا۔ ۳۶ میں سے ۱۸ حصے ۶ بیٹیوں کو اور بقیہ ۱۸ حصے ۳ بیٹوں کو ملے۔ اسکے بعد بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں اور ایک بیٹے (جو کہ بطن اول کے دوسرے فریق کے نیچے بالمقابل ہیں) کو ملنے والے حصہ ۶ کو ۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۴ ہوئے۔ ان ۲۴ میں سے ۱۲ حصے ۲ بیٹیوں کو اور بقیہ ۱۲ حصے ایک بیٹے کو ملے۔ بطن ثالث کے بعد نیچے

بطن رابع کو دیکھا تو بطن ثالث کی ۶ بیٹیوں کے نیچے بطن رابع میں ۳ بیٹیاں اور ۳ بیٹے ہیں۔ لہذا ۳ بیٹیوں کا فریق الگ کر دیا گیا اور ۳ بیٹوں کا فریق الگ کر دیا گیا اور بطن ثالث میں بیٹیوں کے فریق کو میسر ۱۸ حصوں کو ان پر تقسیم کیا گیا۔ تو ۳ بیٹیوں کو ۶ اور ۳ بیٹوں کو ۱۲ حصے ملے اسکے بعد آگے بطن رابع میں ۲ بیٹیوں کا الگ اور ایک بیٹے کا الگ فریق بنایا گیا (کیونکہ یہ فریق ثالث کے ۳ بیٹوں کے تحت بالمقابل ہیں) تو فریق ثالث میں موجود ان ۳ بیٹوں کا حصہ ۱۸ جب بطن رابع میں ۲ بیٹیوں اور ایک بیٹے کے درمیان تقسیم کیا گیا تو ۹ حصے ۲ بیٹیوں کو اور بقیہ ۹ حصے ایک بیٹے کو ملے۔ اسکے بعد آگے بطن رابع میں ۲ بیٹیوں کا الگ فریق بنایا گیا (کیونکہ یہ بطن ثالث کے تیسرے فریق یعنی ۲ بیٹیوں کے تحت واقع ہیں) اور ایک آخری بیٹی کا الگ فریق بنایا گیا۔ (کیونکہ بطن ثالث کے چوتھے فریق یعنی ایک بیٹے کے تحت بالمقابل واقع ہے) بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں کا حصہ ۱۲ بعینہ اسی طرح بطن رابع کی ان ۲ بیٹیوں میں منتقل ہو گیا اور بطن ثالث کے آخری ایک بیٹے کا حصہ ۱۲ بعینہ بطن رابع کی آخری بیٹی کو مل گیا۔ بطن خامس میں ۲ بیٹیوں کا الگ اور ایک بیٹے کا الگ فریق بنایا گیا (کیونکہ یہ افراد بطن رابع کی ۳ بیٹیوں کے نیچے بالمقابل واقع ہیں) اور بطن رابع کی ان ۳ بیٹیوں کا حصہ ۶ جب بطن خامس کی ۲ بیٹیوں اور ایک بیٹے کے درمیان تقسیم کیا گیا تو ۲ بیٹیوں کو ۳ اور ایک بیٹے کو بھی ۳ حصے ملے۔ اس کے بعد آگے بطن خامس میں بیٹی، بیٹا اور بیٹی میں ۲ بیٹیوں کو الگ فریق بنا دیا اور درمیان میں ایک بیٹے کو الگ فریق قرار دیا (کیونکہ یہ افراد بطن رابع میں موجود ۳ بیٹوں کے نیچے بالمقابل واقع ہیں) حصہ دیتے ہوئے ان ۲ بیٹیوں کو ۳-۳ اور درمیان میں بیٹے کو ۶ حصے ملے۔ بالا اختصار حسب سابق اس کے بعد ۲ بیٹیوں کا الگ فریق بنایا اور انہیں حصہ ۹ منتقل کر دیا اس کے بعد ایک بیٹی کا الگ پھر ایک بیٹی کا الگ پھر ایک بیٹے کا الگ اور بطن خامس کی آخری بیٹی کا الگ فریق بنایا اور انہیں بالترتیب ۹، ۴، ۸ اور ۱۲ حصے دیئے۔ پھر بطن سادس میں ہر فرد کا الگ الگ فریق بنایا گیا تو ۱۲ فریق رونما ہوئے۔ جنہیں بالترتیب مندرجہ ذیل حصص دیئے گئے۔ ۱-۲-۳-۴-۶-۶-۲-۱-۳-۳-۹-۲-۸-

اور ۱۲-

۱۔ صفت اصول ذکورۃ و انوشت کے اعتبار سے اگر فقط ایک بطن میں مختلف ہو اور اصول کی فروع میں وحدت کی بجائے تعدد پایا جائے (یا تو تمام فروع میں تعدد پایا

جائے یا بعض میں وحدت اور بعض میں تعدد پایا جائے) تو اس صورت میں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ کی تقسیم اس طرح کی جائیگی کہ اصول میں سے جس بطن میں اختلاف پایا جائے تو ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورہ و انوث کو برقرار رکھتے ہوئے فروع کا عدد اصول کو دیا جائے اور ۲:۱ کے تناسب سے مذکر و مونث کے درمیان اصول میں ترکہ تقسیم کیا جائے۔ جس پہلے بطن کی صفت اصول میں ذکورہ و انوث کا اختلاف ہو تو اس اصل میں حسب سابق مذکر افراد کا الگ فریق بنا لیا جائے اور مونث افراد کا الگ فریق بنا لیا جائے اور جو کچھ ترکہ مذکر فریق کو ملے اور اسی طرح جو کچھ حصہ مونث فریق کو ملے اسے الگ الگ جمع کر کے اس جمع شدہ ترکہ کو ان کے فروع میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ تقسیم بھی للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت عمل میں لائی جائے۔ مثلاً

مسئلہ ۱۵ تصریح ۳۰

صید	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن اول	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثالث	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن رابع	بیٹی	بیٹی	بیٹی
	۸	۶	۱۶

مذکر فریق کا حصہ = ۸
مونث فریق کا حصہ = ۲

عمل

اس مثال کے مطابق بطن ثالث میں صفت ذکورہ و انوث کا اختلاف ہے۔ لہذا عدد فروع کو اصول میں لے گئے تو بطن ثالث میں ایک بیٹی کی جگہ ۲ بیٹے شمار کئے گئے اور ایک بیٹی کی جگہ ۲ بیٹیاں شمار کی گئیں۔ اس کے بعد آگے بھی ایک بیٹی کی جگہ ۲ بیٹے شمار کئے گئے تو اس طرح ۳ بیٹے ۸ بیٹیوں کے برابر ہوئے۔ یہ ۸ اور بطن ثالث کی ایک بیٹی جسے ۲ شمار کیا گیا ہے مل کر ۱۰ رؤوس بنے۔ لہذا مسئلہ ۱۰ سے بنا۔ ان ۱۰ حصوں میں سے ۳ حصے ایک بیٹے کو اور ۳ حصے دوسرے بیٹے کو اور ۲ حصے درمیان والی بیٹی کو ملے۔ اس کے بعد بطن ثالث میں بیٹوں اور بیٹیوں کا الگ الگ فریق بنایا گیا تو اس طرح بیٹوں کے فریق کا حصہ ۸ اور بیٹی کے فریق کا حصہ ۲ ٹھہرا۔ پھر جب ہم نے بطن ثالث کے بیٹوں والے فریق کا حصہ ۸ اس

فریق کے نیچے بالمقابل بطن رابع کے ۲ بیٹوں اور ۲ بیٹیوں میں تقسیم کرنا چاہا تو رووس ۶ اور ان کے سهام ۸ میں توافق نصفی کی نسبت نکلی لہذا ۶ کے وفق ۳ کو اصل مسئلہ ۱۰ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۰ تصحیح مسئلہ ہوا پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے ۳ کے عدد کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ٹھہرا تو اس طرح جب ۳ کو بیٹوں کے فریق کے حصہ ۸ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۴ ہوئے اس سے ۱۲ حصے بطن رابع کے ۲ بیٹوں کو ملے اور ۸ حصے ۲ بیٹیوں کو ملے اور پھر جب ۳ کو بطن ثالث میں موجود ایک بیٹی کے فریق کے حصہ ۲ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۶ بطن رابع میں موجود ۲ بیٹیوں کا حصہ نکلا۔ مسئلہ ۸ تصدقاً۔

بطن اول	بیٹی	بیٹی	بیٹی	مذکر فریق کا حصہ ۶
بطن ثانی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	۵ " " رووس ۵
بطن ثالث	بیٹیاں (۲)	بیٹی (۲)	بیٹیاں (۲)	۳۰ = ۶ × ۵
بطن رابع	۲ بیٹے	۲ بیٹیاں	۱۰	۱۰ = ۲ × ۵

۵۔ صفت اصول ذکورة وانوث کے اعتبار سے اگر ایک سے زائد بطون (پشتوں) میں مختلف ہو اور ان مختلف اصول کی فروع میں تعدد بھی پایا جائے (خواہ تمام فروع میں تعدد ہو یا بعض میں تعدد ہو تو پھر حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک ترکہ کی تقسیم اس طرح کی جائے گی کہ اصول میں سے جس اصل میں ذکورة وانوث کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے تو ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورة وانوث کو برقرار رکھتے ہوئے فروع کا عدد اصول کو دے دیا جائے پھر ۱:۲ کے تناسب سے ترکہ کی تقسیم کی جائے پھر مذکر افراد کو الگ کر کے اور مونث افراد کو الگ کر کے دو فریق بنا دیئے جائیں اور ان کے حصوں کو الگ الگ جمع کر لیا جائے تو پھر ان کے فروع میں اگر صرف مذکر یا صرف مونث افراد ہوں تو پھر ترکہ کو بعینہ اسی طرح منتقل کر دیا جائے اور اگر فروع میں مذکر و مونث کا اختلاف ہو تو پھر ان کا حصہ ۱:۲ کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ قصر ۲۸

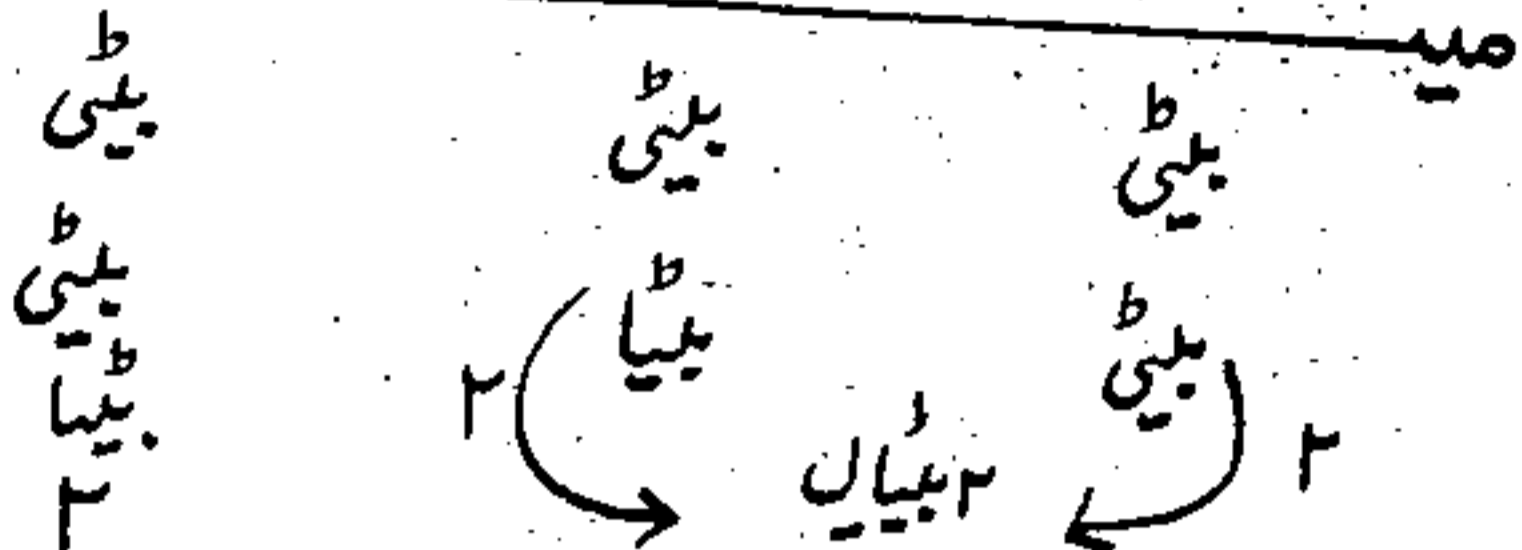
بطن اول	بطنی	بطنی	بطنی	مونت فریق
ثانی	بطنی (۲)	بطنی (۱)	بطنی (۴)	حصہ = ۳
ثالث	بطنی (۲)	بطنی (۲)	بطنی (۴)	رودس = ۴
	۶	۶	۱۶	
	۲ بیٹے	بطنی	۲ بیٹیاں	$۱۲ = ۳ \times ۴$
	۳+۳	۶	۱۶	$۱۶ = ۴ \times ۴$

عمل

مذکورہ مثال کے بطن ثانی میں ذکورة وانوشت کے اعتبار سے اختلاف ہے تو اسی بطن میں فروع کا عدد لیا تو بالترتیب ۲ بیٹیاں - ۱ بیٹی اور ۲ بیٹے شمار ہوئے اس طرح یہ مسئلہ ۷ سے بنا - ۷ میں سے ۳ حصے بطن ثانی کی ۲ بیٹیوں کو اور بیٹے کو ۴ حصے ملے پھر جب بطن ثالث کی طرف نظر کی تو وہاں بھی صفت ذکورة وانوشت میں اختلاف پایا گیا بطن ثانی کی ۲ بیٹیوں کا حصہ جب بطن ثالث میں بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کرنا چاہا تو عدد روؤس ۴ اور ان کے سهام ۳ میں بتابین کی نسبت نکلی (بطن ثالث میں بھی صفت کو برقرار رکھتے ہوئے جب بطن رابع کا عدد لگایا گیا تو یہ کل ۴ سر (روؤس) بن گئے) تو کل عدد روؤس ۴ کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ تصحیح مسئلہ ہوا - پھر اس عدد روؤس ۴ کو جب بطن ثانی کی ۲ بیٹیوں کے حصہ ۳ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۲ نکلے - ان میں سے ۶ بطن ثالث کی پہلی بیٹی کو اور بقیہ ۶ بطن ثالث کے بیٹے کو ملے - اسی طرح عدد روؤس ۴ کو بطن ثانی میں موجود بیٹے کے حصہ ۴ سے (یہ وہی ۴ ہیں جو کہ اب بطن ثالث کی آخری بیٹی کو مل چکے ہیں) ضرب دی تو بطن ثالث کی آخری بیٹی کا حصہ ۱۶ ٹھہرا - پھر اس کے بطن رابع میں یہ حصہ منتقل کر دیئے گئے - لہذا بطن رابع کے ۲ بیٹوں کو ۳، ۳ - بیٹی کو ۶ اور آخری ۲ بیٹیوں کو ۸، ۸ حصے ملے -

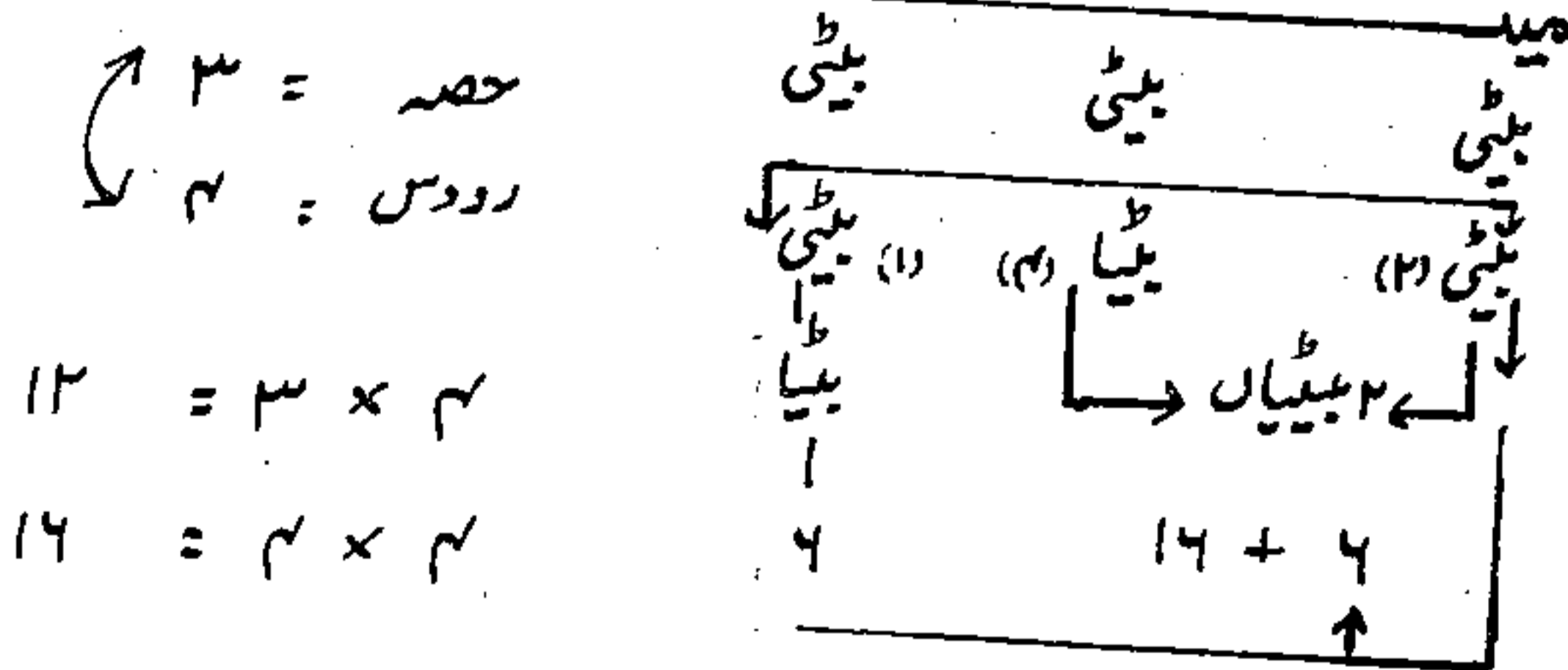
سوال - جب کسی فرع کی جہات متعدد ہو جائیں (فرع کے اصول کے ساتھ متعدد رشتے ہوں) تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلاف کی کیا نوعیت ہوگی ؟

جواب - حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فروع کے ابدان میں مختلف جہتوں کا اعتبار کرتے ہیں مثلاً "مسئلہ ۶"



مذکورہ بالا صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو بیٹیوں کو بطن ثانی کی بیٹی کی طرف سے الگ عدد کے طور پر شمار کیا جائے اور بطن ثانی کے بیٹے کی طرف سے الگ عدد کے طور پر شمار کیا جائے۔ اس طرح بطن ثالث کی ان ۲ بیٹیوں کو کہ جن کا تعلق ۲ مختلف جہتوں سے میت کے ساتھ قائم ہوا ہے انہیں ۴ روؤں کے قائم مقام شمار کیا جائے اس کے بعد بطن ثالث میں بیٹے کو ۲ روؤں کے قائم مقام شمار کیا جائے تو اس طرح مسئلہ ۶ سے بنا۔

لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرع کے عدد کو مختلف فیہ بطن میں لے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بطن ثانی میں جہاں پر ذکورۃ وانوشت میں اختلاف ہے وہاں فرع یعنی ۲ بیٹیوں کا عدد ۲ بطن ثانی میں موجود اصل (بیٹی) کی طرف منتقل کیا جائے۔ اس کے بعد فرع یعنی ۲ بیٹیوں کا عدد ۲ بطن ثانی میں موجود اصل (بیٹا) کی طرف منتقل کیا جائے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سابقہ مسئلہ با ۲۸ سے بنے گا۔ ان ۲۸ حصوں میں سے ۲۲ حصے ۲ بیٹیوں کو ملیں گے اور ۶ حصے بیٹے کو ملیں گے۔ مثلاً "مسئلہ تصد ۲۸"



بطن ثانی میں موجود پہلی بیٹی کو فرع کا (۲ بیٹیوں کا) ۲ عدد دیا اور اسی طرح بطن ثانی میں موجود بیٹے کو بھی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد ۲ دیا۔ اور بطن ثانی میں موجود آخری بیٹی کو فرع کا عدد یعنی ایک بیٹے کا عدد دیا تو بطن ثانی میں بالترتیب (۲ + ۲ + ۱ = ۷) سر ہوئے۔ تو مسئلہ ۷ سے بنا۔ ۲ بیٹیوں کا الگ فریق بنایا اور درمیان والے بیٹے کو الگ فریق قرار دیا تو اس صورت میں بیٹیوں کو مجموعی طور پر ۳ حصے ملے جب بیٹیوں کا حصہ بطن ثالث کی طرف منتقل کیا جانے لگا تو رؤوس ۴ اور سهام ۳ میں بتاؤں کی نسبت نکلی تو اصل مسئلہ ۷ کو ۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ تصحیح مسئلہ ہوا پھر ان ۴ کو بطن ثانی میں موجود بیٹے کے حصہ ۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶ ہوئے جو کہ بطن ثالث میں ۲ بیٹیوں کی طرف منتقل ہوئے پھر ان چار کو بطن ثانی میں موجود فریق بنات کے حصہ سے ضرب دی (یہ وہی ۳ ہیں جو کہ اب بطن ثالث کو منتقل ہو چکے ہیں) تو حاصل ضرب ۱۲ ہوئے۔ ان ۱۲ میں سے ۶ حصے بطن ثالث میں موجود ۲ بیٹیوں کو ملے اور بقیہ ۶ حصے بطن ثالث میں موجود ایک بیٹے کو ملے۔

سوال۔ ذوی الارحام کی قسم ثانی (فاسد اجداد و فاسدہ جدات) کے قوانین بیان کریں؟

جواب۔ ذوی الفروض۔ عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم ثانی کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

۱۔ پہلا قانون

ذوی الارحام کی قسم ثانی میں سے جو ذی رحم میت کے زیادہ قریب ہو گا وہی میت کے ترکے کا وارث ہو گا۔ اور جو بعید ہو گا وہ ترکہ سے محجوب رہے گا مثلاً "میت کا نانا میت کی نانی کے والد کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہے لہذا میت کے نانا کی موجودگی میں نانی کا والد محجوب رہے گا۔ جیسے۔

مسئلہ ۱

والدہ

والدہ

والدہ

محجوب

والدہ

والدہ

-

۱

۲۔ دوسرا قانون

ذوی الارحام کی قسم ثانی کے تمام افراد اگر درجہ میں برابر ہوں اور قرابت میں بھی برابر ہوں (قرابت میں برابری کا مطلب یہ ہے کہ تمام ذوی الارحام یا تو فقط میت کے والد کے ذریعہ سے میت تک پہنچتے ہوں یا فقط میت کی والدہ کے ذریعہ سے میت تک پہنچتے ہوں) نیز یہ کہ جن افراد کے ذریعہ سے وہ میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ وہ افراد صفت ذکورۃ و انوثت میں بھی متفق ہوں تو ایسی صورت میں فروع کے ابدان پر ۲:۱ کے تناسب سے جائیداد تقسیم کی جائے گی اور اگر فروع میں فقط مذکر یا فقط مؤنث افراد ہوں تو ان میں ترکہ برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً "میت کے پسماندگان میں میت کی دادی کے والد کا والد اور میت کی دادی کے والد کی والدہ ہے تو ایسی صورت میں کل ترکہ کے ۲ حصے میت کی دادی کے والد کے والد کو اور ایک حصہ میت کی دادی کے والد کی والدہ کو ملے گا۔ جیسے

مسئلہ ۳

والد	والد
والدہ	والدہ
والد	والد
والدہ	والدہ
۱	۲

۳۔ تیسرا قانون

اگر قسم ثانی کے ذوی الارحام کے تمام افراد درجہ میں بھی مساوی ہوں اور قرابت میں بھی متحد ہوں لیکن جن افراد کے ذریعہ سے وہ ذوی الارحام میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کی صفت میں اختلاف پایا جائے تو جس بطن میں صفت ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے اسی بطن میں ترکہ کو تقسیم کر دیا جائے اور پھر وہ حصہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میں بیان کردہ قانون کے مطابق موجود ذوی الارحام کو پہنچا دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ ۳۵	مسئلہ ۳
والد	والد
والدہ	والدہ
والد	والد
والدہ	والدہ
۱	۲

۴۔ چوتھا قانون

اگر ذوی الارحام کی قسم ثانی کے تمام افراد درجے میں تو برابر ہوں لیکن ان کی قرابت میں اختلاف پایا جائے تو پھر جو ذی رحم میت کے باپ کے ذریعہ سے میت کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اسے کل جائیداد کے ۲ حصے دیئے جائیں اور جو ذی رحم میت کی والدہ کے ذریعہ سے میت تک پہنچ رہا ہے اسے کل جائیداد کا ایک حصہ دیا جائے۔

مسئلہ ۳

والدہ	والد
والدہ	والدہ
والد	والد
والدہ →	← والدہ
۱	۲

عمل

اس مثال کے بطن رابع میں دونوں ذوی الارحام کے درجے تو برابر ہیں لیکن قرابت میں اختلاف ہے لہذا میت کے والد کی طرف سے قرابت رکھنے والے شخص کو ۲ حصے اور ماں کی طرف سے قرابت رکھنے والے شخص کو ایک حصہ دیدیا۔

وضاحت

ذوی الارحام اگر درجہ میں مساوی ہوں تو ابو سہیل فراتنی رحمۃ اللہ علیہ ، ابو فضل خصاف رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن عیسیٰ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں ترکہ اس ذی رحم کو دیا جائے گا جو کسی ذی فرض کے واسطہ سے میت کی طرف منسوب ہو لیکن سلیمان جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو علی بستی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس معیار کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

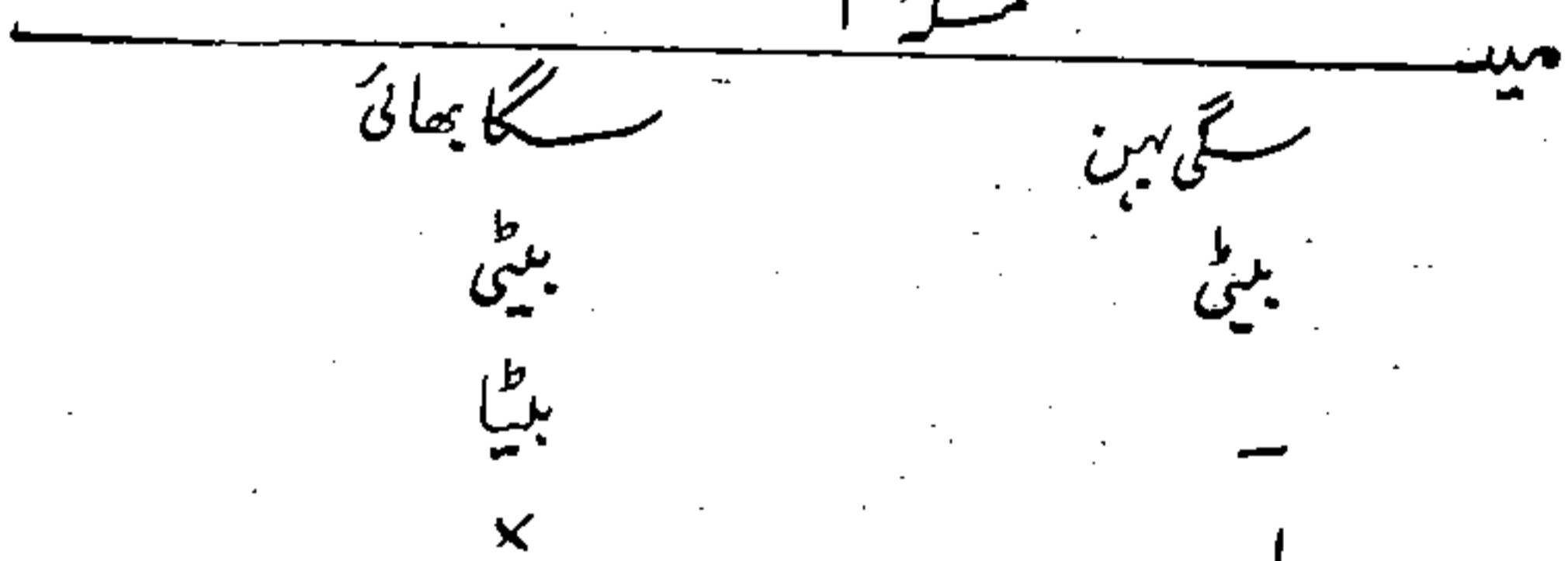
سوال۔ ذوی الارحام کی قسم ثالث کے قوانین بیان کریں؟

جواب۔ ذوی الفروض ، عصباء ، ذوی الارحام کی قسم اول اور قسم ثانی کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم ثالث میں ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ قسم ثالث

کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

۱۔ پہلا قانون

ذوی الارحام کی قسم ثالث کا جو ذی رحم میت کے زیادہ قریب ہو گا۔ وہی جائیداد کا وارث بنے گا۔ اور جو بعید ہو گا وہ محبوب رہے گا مثلاً

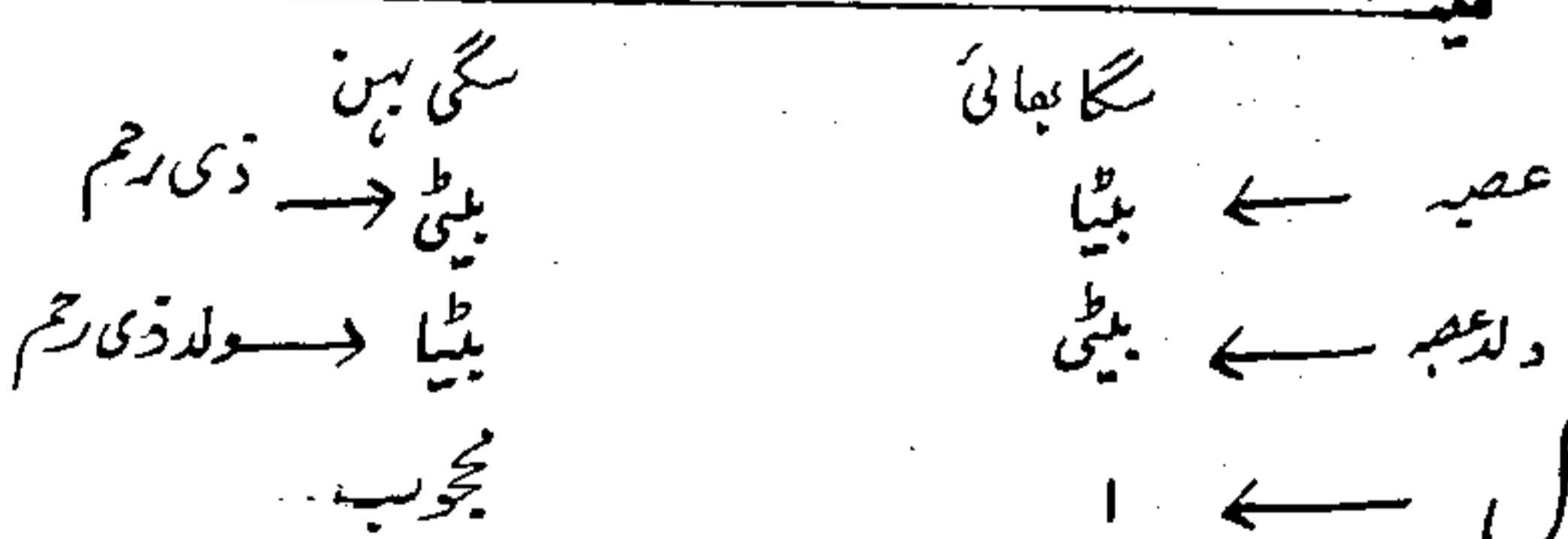


عمل

اس صورت میں جائیداد کی وارث سگی بہن کی بیٹی (بھانجی) ہوگی۔ کیونکہ یہ میت کے قریب ہے اور میت کی بھتیجی کا بیٹا محبوب رہے گا کیونکہ یہ میت سے بعید ہے

۲۔ دوسرا قانون

ذوی الارحام کی قسم ثالث کے افراد اگر درجہ میں مساوی ہوں تو پھر عصبہ کا ولد (بیٹا، بیٹی) جائیداد کا وارث بنے گا اور ذی رحم کا ولد محبوب رہے گا۔ مثلاً



اس مسئلہ میں میت کے بھتیجے کی بیٹی کل جائیداد کی وارث ہوگی۔ کیونکہ یہ بیٹی عصبہ (میت کا بھتیجا) کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہے جب کہ دوسری طرف میت کی بھانجی کا بیٹا جائیداد سے محبوب رہے گا کیونکہ یہ بیٹا ذی رحم (میت کی

بھانجی) کے واسطے سے میت تک پہنچتا ہے اور میت کی بھانجی ذوی الارحام میں شامل ہے۔

۳۔ تیسرا قانون

اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میت کے خینی بہن بھائیوں کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ کے درمیان تقسیم جائیداد کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فروع کے ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے جائیداد کو تقسیم کیا جائے گا۔ اور اصول میں مسئلہ چلانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا صورت میں ترکہ کی تقسیم اصول میں کی جائے گی اور اصول کو ملنے والا حصہ ان کے فروع کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ایک مختلف فیہ مثال۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کی نوعیت

مسئلہ ۳

خینی بہن

بیٹی

بیٹی

۲

خینی بھائی

بیٹی

بیٹی

۱

عمل

مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرع میں ترکہ کی تقسیم کرتے ہیں اور ۱:۲ کے قانون کے مطابق موجود ذی رحم مذکر کو ۲ اور مونث کو ایک حصہ دیتے ہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کی نوعیت مسئلہ ۲

خینی بہن

(۱) بیٹی

بیٹی

۱

خینی بھائی

(۱) بیٹی

بیٹی

۱

مذکورہ مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک تقسیم جائیداد باعتبار اصول ہوگی اور سب سے پہلے ترکہ کو میت کے خینی بھائی اور خینی بہن میں برابر برابر تقسیم کریں گے اور یہ تقسیم مساوی ہوگی۔ کیونکہ خینی بہن بھائی جائیداد میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور مذکر کو مونث سے دوگنا نہیں دیا جاتا۔

۴۔ چوتھا قانون

اگر ذوی الارحام کی قسم ثالث کے افراد درجہ میں برابر ہوں اور
 (۱)۔ ان میں سے کوئی بھی عصبہ کا ولد نہ ہو۔
 (۲)۔ یا سب کے سب ہی عصبات کی اولاد ہوں۔
 (۳)۔ یا ان میں سے بعض تو عصبات کی اولاد اور بعض اصحاب فرائض کی اولاد ہوں۔

تو مذکورہ بالا ان تین صورتوں میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تقسیم جائیداد کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اقوی کا اعتبار کرتے ہیں۔ (اگر قوت اور ضعف کے اعتبار سے مختلف ہوں تو ان میں سے قوی کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی عینی کو علی پر اور علی کو خینی پر فوقیت ہوگی۔) اور اگر قوت اور ضعف میں برابر ہوں تو پھر ۲:۱ کے قانون کے تحت جائیداد تقسیم کی جائے اور اگر فقط مذکر یا مونث افراد ہوں تو جائیداد کو برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اس چوتھے قانون کے مطابق حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مثالیں۔

مسئلہ ۱	مسئلہ ۲	مسئلہ ۳
سکا بھائی	سکا بھائی	سکا بھائی
بیٹی → غیر عصبہ → بیٹی	بیٹی → عصبہ → بیٹی	بیٹی → غیر عصبہ → بیٹی
بیٹی → ولد غیر عصبہ → بیٹی	بیٹی → ولد عصبہ → بیٹی	بیٹی → ولد غیر عصبہ → بیٹی
۱	۱	۲
یہ مثال ذوی الارحام کے ولد عصبہ ہر نیکی صورت میں ہے	یہ مثال ذوی الارحام کے ولد عصبہ ہر نیکی صورت میں ہے	یہ مثال ذوی الارحام کے ولد عصبہ ہر نیکی صورت میں ہے
اس مثال میں ذوی الارحام کے بعض افراد ولد عصبہ کے بھائی کی بیٹی اور بعض ذوی الارحام ولد ذوی فرض ہیں (خینی بھائی کی بیٹی)	اس مثال میں ذوی الارحام کے بعض افراد ولد عصبہ کے بھائی کی بیٹی اور بعض ذوی الارحام ولد ذوی فرض ہیں (خینی بھائی کی بیٹی)	اس مثال میں ذوی الارحام کے بعض افراد ولد عصبہ کے بھائی کی بیٹی اور بعض ذوی الارحام ولد ذوی فرض ہیں (خینی بھائی کی بیٹی)

اس تیسری مثال میں سگے بھائی کی بیٹی وارثہ بنے گی۔ کیونکہ یہ عصبہ کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہے اور یہ قوی ہے اور دوسری طرف خنیفی بھائی کی بیٹی جائیداد سے محبوب رہے گی کیونکہ یہ ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچ رہی ہے اور ذی فرض بہ نسبت عصبہ کے کمزور شمار ہوتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فروع کے عدد اور اصول کی جہت کا اعتبار کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ اصول کو حصہ ملتا ہے۔ وہ حصہ ان کی فروع میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک مسئلہ کی الگ الگ نوعیت ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ۴ عند امام یوسف ۷ مسئلہ ۹ عند امام محمد

سگا بھائی	علی بھائی	حنیفی بھائی	سگی بہن	علی بہن	حنیفی بہن	امام ابو یوسف کے نزدیک حصص
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	۱
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۲	۲	۲	۱	۲	۲	۱
			۳			۳
						عمل

مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سگے بھائی اور سگی بہن کی فروع میں ۱:۲ کے تناسب سے ترکہ کو تقسیم کیا جائے گا۔ تو اس طرح مسئلہ ۴ سے بنے گا۔ ۴ میں سے ۲ سگی بہن کے بیٹے کو اور ایک حصہ سگی بہن کی بیٹی کو ملے گا۔ اور اسی طرح سگے بھائی کی بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اور یہ مذکورہ مسئلہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح حل کیا جائے گا کہ تمام ترکہ کا $\frac{1}{3}$ حصہ خنیفی بہن بھائیوں کی اولاد میں برابر برابر تقسیم ہو گا کیونکہ ان فروع کے

اصول (خینی بہن بھائی) تقسیم ترکہ میں برابر حصہ پائیں گے۔ لیکن حسب سابق سب سے پہلے فروع کا عدد اصول میں لایا جائے گا۔ تو جب خینی بہن کو اس کی فروع کا عدد ملے گا تو گویا وہ دو خینی بہنیں ہو جائیں گی اور دوسری طرف جب خینی بھائی کو اس کی فروع کا عدد ملے گا تو وہ بدستور ایک خینی بھائی ہی شمار کیا جائے گا اور چونکہ متعدد خینی بہن بھائیوں کا حصہ کل جائیداد سے $(\frac{1}{3})$ مقرر ہے۔ لہذا تمام ترکہ کا $(\frac{1}{3})$ حصہ خینی بہن بھائیوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا باقی $(\frac{2}{3})$ حصہ سگے بھائی بہنوں کی فروع کا عدد اصول میں اعتبار کرتے ہوئے سگے بہن بھائیوں کے درمیان ۲:۱ کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائیگا۔ لیکن یہاں چونکہ عینی بھائی کو اس کی فروع کا عدد ایک ملا تو ایک بھائی قائم مقام ۲ سگی بہنوں کے شمار ہوا اور جب عینی بہن کو اس کی فروع کا عدد ۲ ملا تو وہ دو سگی بہنوں کے قائم مقام شمار کی جائیں گی۔ لہذا اس مقام پر برابر برابر جائیداد تقسیم کی جائیگی۔ پھر ان کا حصہ ان کی فروع کو دیا جائیگا۔ سگے بھائی کا حصہ تو اسکی بیٹی کو بلا تقسیم یعنی اسی طرح مل جائیگا۔ کیونکہ وہ ایک ہی ہے لیکن سگی بہن کا حصہ $(\frac{1}{3})$ سگی بہن کی فروع کو ۲:۱ کے تناسب سے تقسیم ہو گا لیکن یہاں صحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئیگی اور صحیح مسئلہ ۹ ہو گا کیونکہ اصل مسئلہ ۳ سے بنا تھا۔ ان میں سے $(\frac{1}{3})$ تو خینی بہن بھائیوں کی اولاد کو دیا گیا تھا جو ان میں پوار پوار تقسیم نہیں ہوا تھا اور بقیہ $(\frac{2}{3})$ حصہ سگے بہن بھائیوں کی اولاد کو دیا گیا تھا۔ $(\frac{1}{3})$ میں سے آدھا یعنی $(\frac{1}{6})$ حصہ تو سگے بھائی کی بیٹی کو مل گیا لیکن باقی آدھا حصہ $(\frac{1}{6})$ سگی بہن کے بیٹے اور بیٹی کے درمیان جب تقسیم کیا جانے لگا تو یہ ۲ بہن بھائی ۳ بیٹیوں کے قائم مقام نکلے۔ لہذا یہ حصہ یعنی $(\frac{1}{6})$ ان تین رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا۔ خینی بہن بھائیوں کے رؤوس کے اور علی بہن بھائیوں کے رؤوس کے درمیان مماثل کی نسبت ہے تو دو مرتبہ میسر ہونیوالے عدد ۳ میں سے ایک عدد ۳ کو اصل مسئلہ (۳) میں ضرب دی تو یہ کل ۹ حصے ہوئے اور یہی عدد ۹ صحیح مسئلہ ہے اور جب حصہ داروں کے حصے معلوم کئے جانے لگے تو عدد رؤوس ۳ کو ہر حصہ دار کے اس حصہ سے ضرب دی جو اسے مسئلہ ۳ سے ملا تھا۔ چونکہ خینی بہن بھائیوں کو اصل مسئلہ ۳ سے ایک حصہ ملا تھا۔ لہذا جب اسے ۳ سے ضرب دی تو ۳ حصے میسر ہوئے۔ ہر ایک کو ایک ایک حصہ مل گیا اور عینی بہن بھائیوں کی اولاد کو ۲ حصے ملے تھے۔ جب انہیں عدد

رؤوس سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۶ سے ان کا برابر حصہ برآمد ہوا۔
سوال - میت کے مندرجہ ذیل ذوی الارحام میں جائیداد کیسے تقسیم کی جائیگی؟

۱- سگے بھائی کے بیٹے کی بیٹی۔

۲- علی بھائی کے بیٹے کی بیٹی۔

۳- حنیفی بھائی کے بیٹے کی بیٹی۔

جواب - اس مسئلہ میں صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا اتفاق ہے کہ تمام ترکہ سگے بھائی کے بیٹے کی بیٹی کو دیا جائیگا۔ کیونکہ یہ ولد عصبہ اور اقوی بھی ہے۔

مسئلہ

حنیفی بھائی

علی بھائی

سگے بھائی

بیٹا

بیٹا

بیٹا

بیٹی

بیٹی

بیٹی

م

م

ا

سوال - ذوی الارحام کی قسم رابع کے قوانین بیان کریں؟
جواب - ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول، ثانی اور قسم ثالث کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم رابع کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

۱- پہلا قانون

ذوی الارحام کی قسم رابع میں سے اگر فقط ایک ہی ذی رحم موجود ہو تو وہ میت کے تمام ترکہ کا وارث بنے گا۔ مثلاً

مسئلہ

↓
پھوپھی

اس مثال میں چونکہ ایک ہی فرد ہے۔ لہذا میت کے کل ترکہ کا وہی وارث ہو گا۔

۲- دوسرا قانون

جب ذوی الارحام کی قسم رابع میں اجتماعیت آجائے یعنی ایک سے زیادہ افراد پائے جائیں۔ بشرطیکہ ان کی قرابت متحد ہو تو اس صورت میں جو شخص قرابت کے اعتبار سے قوی ہو گا وہی میت کے ترکہ کا وارث بنے گا اور جو شخص قرابت کے اعتبار سے قوی نہ ہو گا۔ بلکہ ضعیف ہو گا وہ جائیداد سے محبوب رہے گا۔ مثلاً

باپ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسدا

<p>باپ ↓ حنیفی بھائی (میت کا حنیفی چچا)</p>	<p>باپ ↓ سگی بہن (میت کی پھوپھی)</p>
---	--

اس مذکورہ مسئلہ میں کل جائیداد کی وارثہ میت کی سگی پھوپھی ہے۔ کیونکہ یہ قوت کے اعتبار سے باقی افراد کی نسبت قوی ہے اور اس کے قوی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ والد اور والدہ دونوں کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہے۔

والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال

<p>والدہ حنیفی بھائی (میت کا حنیفی ماموں)</p>	<p>والدہ سگی بہن (میت کی سگی خالہ)</p>
---	--

اس مذکورہ مثال میں کل جائیداد کی وارثہ میت کی سگی خالہ ہوگی۔ کیونکہ اسے قوت قرابت حاصل ہے اور اس کے مقابلہ میں میت کا حنیفی ماموں محبوب ہوگا۔ کیونکہ وہ قرابت کے اعتبار سے کمزور ہے۔

۳۔ تیسرا قانون

- ۱۔ اگر ذوی الارحام کی قسم رابع کی جہت قرابت میں اتفاق ہو۔
- ۲۔ موجود ذوی الارحام کی صفت ذکورہ و انوثت میں اختلاف ہو۔

۳۔ ان کی قوت قرابت بھی مساوی ہو۔
تو پھر تقسیم للذکر مثل حظ الانثیین (۱:۲) کے تحت عمل میں لائی جائیگی۔

باپ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسد ۳

باپ	باپ
↓	↓
خنیفی بہن (میت کی خنیفی پھوپھی)	(میت کا خنیفی چچا) خنیفی بھائی
۱	۲

عمل

اس مذکورہ مسئلہ میں جہت قرابت میں اتفاق ہے (میت کا خنیفی چچا اور میت کی خنیفی پھوپھی دونوں میت کے باپ کے واسطے سے میت تک پہنچ رہے ہیں) اور موجود ذوی الارحام کی صفت ذکورة و انوثة میں بھی اختلاط ہے (ایک طرف میت کا خنیفی چچا اور دوسری طرف میت کی خنیفی پھوپھی ہے) اور ان موجود ذوی الارحام کی قوت قرابت میں بھی مساوات ہے (خنیفی چچا اور خنیفی پھوپھی دونوں میت کے باپ کے خنیفی بہن بھائی ہیں) لہذا جائیداد کو موجود ذوی الارحام کے درمیان ۱:۲ کے مطابق تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یعنی میت کے خنیفی چچا کو کل جائیداد سے $\frac{2}{3}$ اور میت کی خنیفی پھوپھی کو کل جائیداد سے $\frac{1}{3}$ حصہ دیا گیا ہے۔

والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسد ۳

والدہ	والدہ
↓	↓
علی بہن (میت کی علی خالہ)	(میت کا علی ماموں) علی بھائی
۱	۲

۴۔ چوتھا قانون

اگر جہت قرابت میں اختلاف ہو (قسم رابع کے بعض ذوی الارحام میت کے والد کی جانب سے میت تک پہنچ رہے ہوں اور بعض ذوی الارحام میت کی والدہ کی طرف سے میت تک پہنچ رہے ہوں) تو اس صورت میں جو ذی رحم میت کے والد کے واسطے سے میت تک پہنچتا ہے۔ اسے کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) دیا جائے گا اور جو ذی رحم میت کی والدہ کی طرف سے میت تک پہنچتا ہے۔ اسے کل جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) دیا جائے گا اور ایسے مسئلہ میں قوت قرابت کا اعتبار نہ ہو گا۔ مثلاً

میت	والد	والدہ
(میت کی سگی پھوپھی)	سگی بہن	خینفی بہن (میت کی خینفی خالہ)
۲	۱	۱

عمل

مذکورہ مسئلہ میں میت کی سگی پھوپھی اور میت کی خینفی خالہ جہت قرابت میں مختلف ہیں (میت کی سگی پھوپھی میت تک میت کے باپ کے واسطے سے پہنچتی ہے اور میت کی خینفی خالہ میت تک میت کی والدہ کے واسطے سے پہنچتی ہے) لہذا میت کی سگی پھوپھی کو جو کہ باپ کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہے اسے کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) اور میت کی خینفی خالہ کو جو کہ میت کی والدہ کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہے اسے کل جائیداد سے ثلث ($\frac{1}{3}$) دیا اور مسئلہ

میت	والد	والدہ
(میت کی سگی پھوپھی)	سگی بہن	علی بہن
(میت کی سگی پھوپھی)	علی بہن	سگی بہن
(میت کی سگی پھوپھی)	علی بہن	سگی بہن
(میت کی سگی پھوپھی)	سگی بہن	علی بہن
۲	۱	۱

عمل

مذکورہ بالا مسئلہ میں ذوی الارحام کی قسم رابع کے وہ افراد جو کہ والد کے واسطے سے میت تک پہنچتے ہیں (میت کی سگی پھوپھی اور علی پھوپھی) انہیں کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) حصہ منتقل کیا گیا اور وہ افراد جو میت کی والدہ کے واسطے سے میت تک پہنچتے ہیں (میت کی سگی خالہ اور علی خالہ) انہیں کل جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ثلثان ($\frac{2}{3}$) حصہ میت کی سگی پھوپھی کو دے دیا گیا اور میت کی علی پھوپھی محبوب ٹھہری۔ کیونکہ قانون یہ ہے۔

و اذا اجتمعوا و كان حیز قرابتهم متعدد "افلا قوی منهم اولی ہالا جماع ترجمہ۔ جب کئی افراد جمع ہو جائیں اور انکی جہت قرابت متحد ہو تو بالا جماع ان افراد میں سے اقوی شخص جائیداد کا وارث ہو گا۔

لہذا مکمل ثلثان ($\frac{2}{3}$) میت کی سگی پھوپھی کو دے دیا گیا (چونکہ یہ میت کی علی پھوپھی کی نسبت اقوی ہے) دوسری طرف تمام ثلث ($\frac{1}{3}$) میت کی سگی خالہ کو دے دیا گیا (کیونکہ یہ بہ نسبت میت کی علی خالہ کے اقوی ہے)

سوال۔ قسم رابع کی اولاد سے متعلق قوانین بیان کریں؟
جواب۔ ذوی الفروض۔ عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول، ثانی، ثالث اور انکی اولاد اور قسم رابع کی عدم موجودگی میں قسم رابع کی اولاد میت کی جائیداد کی وارث بنے گی۔ اس کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

۱۔ پہلا قانون

جو شخص میت کے زیادہ قریب ہو گا (خواہ کسی بھی جہت سے ہو) وہ جائیداد کا وارث ہو گا اور جو بعید ہو گا وہ جائیداد سے محبوب رہیگا۔ مثلاً "میت کی پھوپھی کی بیٹی میت کی پھوپھی کی نواسی سے اولیٰ بالمیراث ہے۔

مسئلہ ۱

پھوپھی

پھوپھی

بیٹی

بیٹی

بیٹی

م

۱

عمل

اس مذکورہ مثال میں میت کی پھوپھی کی بیٹی کل جائیداد کی وارثہ بنی۔ کیونکہ یہ درجہ کے اعتبار سے میت کے زیادہ قریب ہے اور پھوپھی کی نواسی محبوب رہی۔ کیونکہ وہ بہ نسبت بیٹی کے بعید ہے۔

۲۔ دوسرا قانون

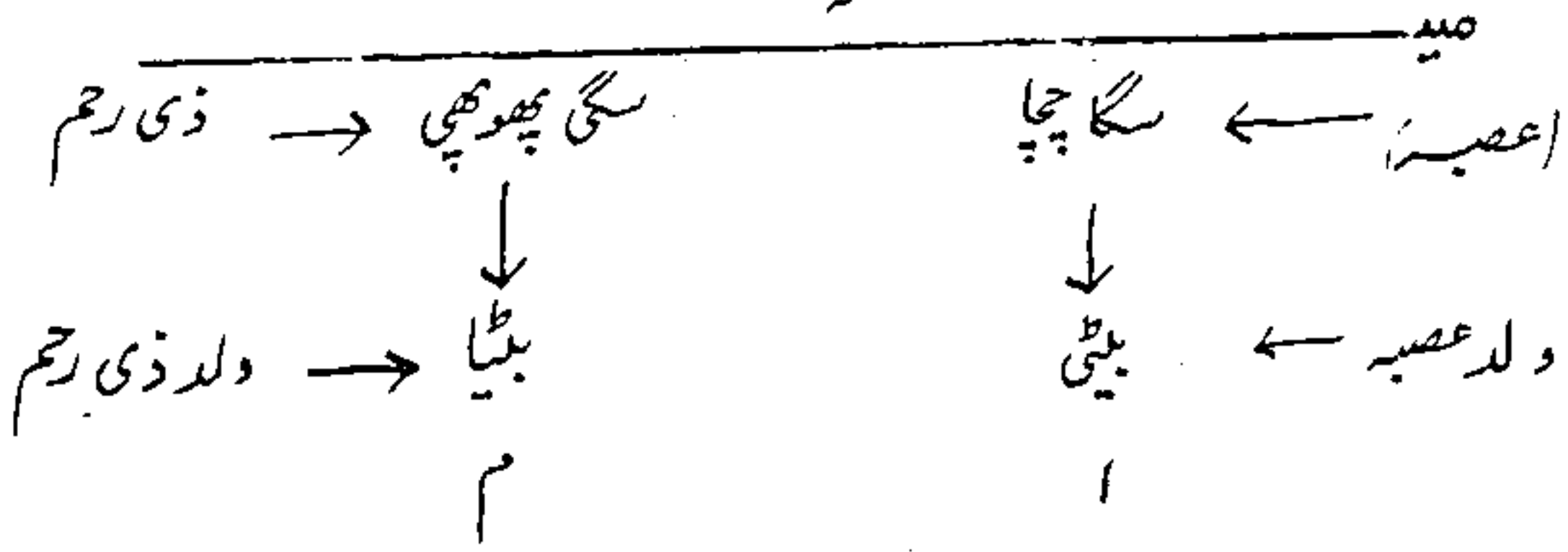
اگر درجہ کے اعتبار سے مساوات پائی جائے اور ان موجود ذوی الارحام کی جہت قرابت بھی متحد ہو تو اس صورت میں جس فرع کی قرابت میں قوت ہوگی وہ فرع جائیداد کی وارث بنے گی۔ مثلاً "میت کی سگی پھوپھی کی بیٹی میت کی علی پھوپھی کی بیٹی کے مقابلہ میں قوت قرابت رکھنے کی وجہ سے میت کے تمام ترکہ کی وارثہ ہو گی۔"

والد	والد
↓	↓
علی بہن (میت کی علی پھوپھی)	سگی بہن (میت کی سگی پھوپھی)
بیٹی	بیٹی
م	ا

۳۔ تیسرا قانون

ذوی الارحام کی قسم رابع کی اولاد کے افراد اگر (۱)۔ درجہ کے اعتبار سے مساوی ہوں۔ (۲)۔ قوت میں بھی مساوی ہوں۔ (۳)۔ جہت قرابت میں بھی متحد ہوں۔ تو اس صورت میں عصبہ کا ولد (بیٹا، بیٹی) جائیداد کا وارث ہو گا۔ مثلاً "میت کے سگے چچا کی بیٹی میت کی سگی پھوپھی کے بیٹے کے مقابلہ میں جائیداد کی وارثہ بنے گی۔ کیونکہ یہ عصبہ کی بیٹی ہے۔"

مسد



۴۔ چوتھا قانون

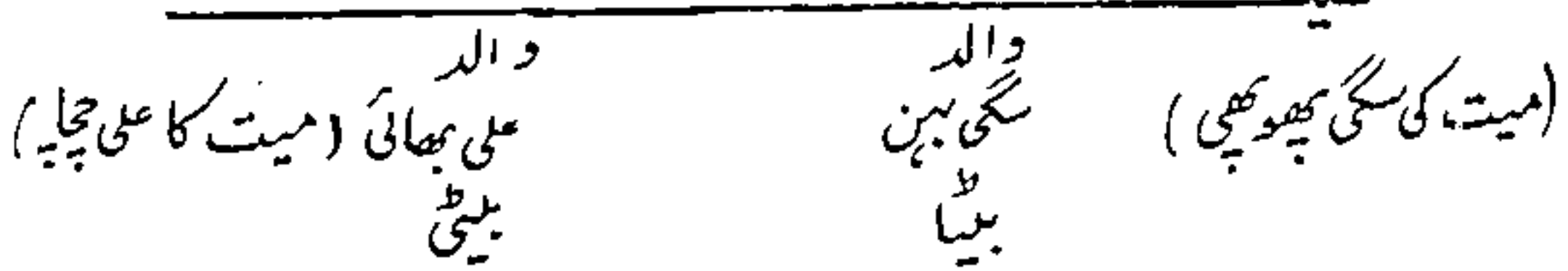
قسم رابع کی اولاد کے افراد اگر

(۱) درجہ میں مساوی ہوں

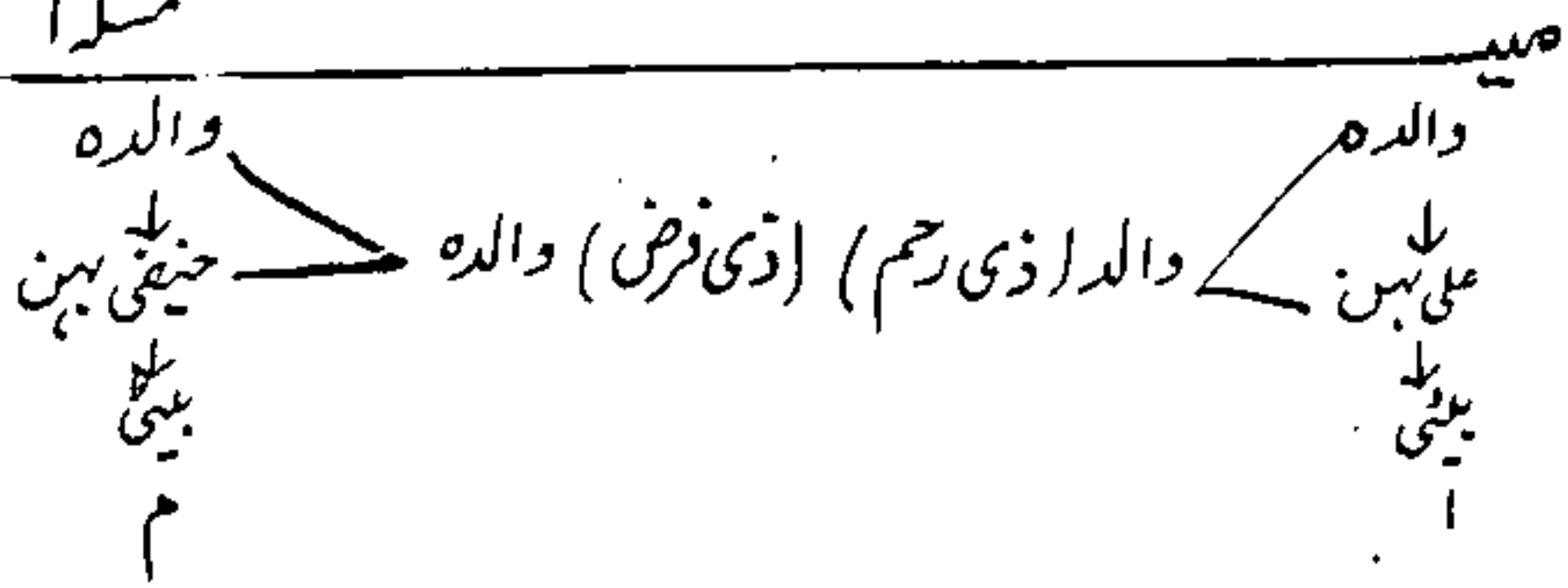
(۲) جہت قرابت میں بھی متحد ہوں لیکن موجود ذوی الارحام میں سے کوئی ایک کسی عینی شخص کا ولد ہو اور دوسرا علی شخص کا ولد ہو یا صرف خینی شخص کا ولد ہو۔ تو ایسی صورت میں وہ ذی رحم جائیداد کا وارث ہو گا جو میت تک میت کے کسی عینی شخص کے واسطے سے پہنچ رہا ہو۔ جو کہ میت کا علی یا خینی تعلق وار ہو۔ وہ جائیداد سے محبوب رہے گا۔ مثلاً "سگی پھوپھی کا بیٹا علی چچا کی بیٹی کے مقابلہ میں جائیداد کا وارث ہو گا۔ کیونکہ سگی پھوپھی کا بیٹا بہ نسبت علی چچا کی بیٹی کے زیادہ قوت قرابت رکھتا ہے۔"

والد کی طرف سے قرابت کی مثال

مسد



والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال



عمل

اس مذکورہ مسئلہ میں میت کی علی خالہ کی بیٹی جائیداد کی وارثہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں قوت زیادہ ہے (قوت کے زیادہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے علی رشتہ دار کی فرع ہونیکی وجہ سے درمیان میں مذکر (میت کے نانا) کا واسطہ آتا ہے) جبکہ میت کے خینی رشتہ دار کی فرع جائیداد سے محروم رہی کیونکہ یہ بیٹی قوت قرابت میں کمزور ہے (قوت قرابت میں کمزور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ میت کے خینی رشتہ دار کی فرع ہونیکی وجہ سے درمیان میں مونث یعنی میت کی نانی کا واسطہ آتا ہے)

وضاحت

(۱)۔ بعض علمائے کرام نے میت کی خینی خالہ کی بیٹی کو جائیداد کا وارث قرار دیا ہے کیونکہ یہ ذی فرض (میت کی نانی) کے واسطہ سے میت تک پہنچ رہی ہے۔
(۲) مذکورہ بالا تمام مسائل اس اعتبار سے تھے کہ ذوی الارحام کی قسم رابع کی اولاد میں قرابت کے اعتبار سے مساوات تھی اور جہت قرابت بھی متحد تھی۔ اب اس قسم رابع کی اولاد میں جہت قرابت میں عدم اتحاد کا قانون ملاحظہ ہو۔

۵۔ پانچواں قانون

جب ذوی الارحام کی چوتھی قسم کی اولاد جہت قرابت میں مختلف ہو تو اس صورت میں قوت قرابت کا اعتبار نہ کیا جائے گا یعنی جو میت کے باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچے گا اسے کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) دیا جائیگا اور جو میت کی والدہ کے واسطہ سے میت تک پہنچے گا اسے کل جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) حصہ دیا جائیگا۔

والدہ	والد	
↓	↓	
علی بہن (میت کی علی خالہ)	سگی پھوپھی (میت کی سگی بہن)	
↓	↓	
بیٹی	بیٹی	
۱/۲	۲/۳	عمل
۱	۲	

مذکورہ بالا مثال میں میت کی سگی پھوپھی کی بیٹی کو کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) اور دوسری طرف میت کی علی خالہ کی بیٹی کو کل جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) حصہ دیا گیا۔ کیونکہ اس مثال میں جہت قرابت میں اختلاف تھا یعنی ثلثان ($\frac{2}{3}$) حصہ پانے والی وارثہ میت کے باپ کے واسطے سے میت تک پہنچی ہے اور ثلث ($\frac{1}{3}$) حصہ پانے والی میت کی والدہ کے واسطے سے میت تک پہنچی ہے۔

سوال - جب ذوی الارحام کی قسم رابع کی فروع میں تعدد پایا جائے اور جہتیں بھی مختلف ہوں تو پھر جائیداد کی تقسیم کیسے کی جائیگی؟

جواب - ذوی الارحام کی قسم رابع کی فروع جب متعدد ہوں تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مسئلہ کے حل کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۱) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کا حل۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جو حصہ ہر فریق کو ملے گا (جو باپ کی طرف سے ہو گا اسے ثلثان ($\frac{2}{3}$) اور جو ماں کی طرف سے ہو گا اسے ثلث ($\frac{1}{3}$) حصہ ملے گا) وہ ان کی فروع پر جہت کے تعدد کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم کر دیا جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ ۳ تصریح ۳۰

بطن اول	علی پھوپھی	علی پھوپھی	علی خالہ	علی خالہ	علی خالہ	علی ماموں
ثانی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
ثالث	۲ بیٹے	۲ بیٹیاں	۲ بیٹیاں	۲ بیٹیاں	۲ بیٹیاں	۲ بیٹیاں
۲:۲	۲	(۲ بیٹے)	(۱ بیٹی)	(۱ بیٹی)	(۲ بیٹے)	(۲ بیٹے)
(۳)	۱۰	۱۰	۲	۲	۸	۸

کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) والد کی طرف سے موجود ذوی الارحام کے فریق کو اور ثلث ($\frac{1}{3}$) والدہ کی طرف سے موجود ذوی الارحام کے فریق کو دیا گیا تو مسئلہ ۳ سے بنا۔ باپ کے فریق کو جو دو حصہ مل چکا تھا۔ جب اسے موجود ذوی الارحام کے افراد پر تقسیم کرنے لگے تو ان افراد کے رؤوس ۴ ہوئے۔ (وہ ۴ رؤوس اس طرح ہوئے کہ باپ کے فریق میں آخر میں موجود ۲ بیٹیوں کو ۲ طرفوں سے قرابت ہوئی لہذا یہ چار بیٹیاں شمار کی گئیں اختصار کی خاطر ان ۴ بیٹیوں کو ۲ بیٹے قرار دے دیا گیا تو اس طرح ۲ بیٹے یہ والے اور ۲ بیٹے دوسری طرف اسی جہت میں میت کی علی پھوپھی کی بیٹی کے ۲ بیٹے شمار کئے گئے۔ تو کل رؤوس ۴ ہوئے) پھر فریق والد کے حصہ ۲ اور ان ۴ رؤوس کے درمیان نسبت نکالی تو داخل کی نسبت نکلی۔ اسے توافق نصفی کی جگہ رکھا گیا تو ۲ رؤوس سر حال خود ہوئے پھر جب فریق والدہ کی طرف آئے تو حصہ ایک اور رؤوس ۵ ہیں (رؤوس ۵ اس طرح ہیں کہ میت کے علی ہاموں کی بیٹی کی جہت سے ۲ بیٹے اور علی خالہ کے بیٹے کی طرف سے ۲ بیٹے اور علی خالہ کی بیٹی کی طرف سے ۲ بیٹیاں جو کہ ایک بیٹے کے قائم مقام ہیں تو اس طرح یہ کل ۵ رؤوس ہوئے اور حصہ ایک ہوا) ان کے درمیان تباہ کی نسبت نکلی تو ۵ رؤوس سر حال خود رہے تو فریق اول کے محفوظ رؤوس ۲ اور فریق ثانی کے رؤوس ۵ کے درمیان تباہ کی نسبت نکلی۔ جب انہیں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۱۰ ہوئے۔ پھر اس حاصل ضرب ۱۰ کو اصل مسئلہ کے عدد ۳ سے ضرب دی تو ۳۰ میسر ہوئے تو اس طرح صحیح مسئلہ ۳۰ سے ہوا پھر ۱۰ (یہ وہی ۱۰ ہیں جو رؤوس کو رؤوس کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوئے تھے) کو ہر فریق کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ٹھہرا۔ جب ۱۰ کو فریق والد کے حصہ ۲ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۰ ہوئے۔ پھر بطن ثالث کے ۲ بیٹوں اور ۲ بیٹیوں (جو کہ پہلے ۴ شمار کی گئیں تھیں اور پھر اختصار

حصہ دوسرے

۲

فریق والد ۲ : ۱ : ۳ ح
 فریق والدہ ۱ : ۱ : ۳
 ۲ : ۱ : ۱

عمل

مذکورہ بالا مسئلہ کے پہلے بطن میں صفت ذکورۃ وانوشت مختلف تھی۔ لہذا میت کے ترکہ کو اسی بطن میں تقسیم کیا گیا لیکن عدد فرع والا (بطن ثالث والا) اور جنت اصل والی استعمال کی گئی تو جب ایک علی چچا کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد لگا تو ایک علی چچا ۲ علی چچوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور اسی بطن میں اس کے ساتھ ہی موجود علی پھوپھی کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد لگا تو اس علی پھوپھی کو ۲ علی پھوپھیوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور اس علی پھوپھی کے ساتھ ہی اس بطن میں بالکل دائیں جانب لکھی ہوئی علی پھوپھی کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد اس علی پھوپھی کو بھی دیا گیا تو وہ ایک علی پھوپھی ۲ علی پھوپھیوں کے قائم مقام شمار کی گئی پھر اختصار کی خاطر ۲ چچوں کو (جو فریق والد میں موجود ۴ پھوپھیوں کے قائم مقام ہیں) الگ کر کے ایک چچا شمار کیا گیا اسی فریق والد میں ۴ پھوپھیوں کو ۲ چچوں کے قائم مقام شمار کیا گیا پھر اختصار کی خاطر انہیں ایک چچا شمار کر لیا گیا۔ گویا اس طرح کل جائیداد کا ثلثان ($\frac{2}{3}$) حصہ میں سے آدھا ایک علی چچا کو ملا (جو کہ دو علی چچوں سے مختصر کیا گیا ہے) اور ثلثان ($\frac{2}{3}$) کا بقیہ آدھا حصہ اسی فریق میں دوسرے علی چچا کو ملا (جو کہ ۴ علی پھوپھیوں کی جگہ شمار کیا گیا تھا دوسری طرف فریق والدہ میں جب علی ماموں کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد لگا تو اس ماموں کو ۲ علی ماموں شمار کیا گیا پھر اسی فریق میں ساتھ ہی علی خالہ کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد لگا تو ایک علی خالہ ۲ خالائیں شمار کی گئیں اور جب اس فریق والدہ میں سے دوسری علی خالہ کے ساتھ اس کی فرع (۲ بیٹیوں) کا عدد لگا تو اسے بھی ۲ علی خالہ کے قائم مقام شمار کیا گیا اس کے بعد فریق والد کی طرح مسئلہ کو مختصر کرنے کی

غرض سے ۲ علی ماموؤں کو ایک ماموں شمار کیا گیا اور ۴ علی خالاؤں کو بھی ایک ماموں کے قائم مقام شمار کیا گیا۔ پھر والد کی طرف سے رشتہ داروں (پھوپھیوں اور چچوں) کو ثلثان ($\frac{2}{3}$) پھر والدہ کی طرف سے رشتہ داروں (ماموں اور خالاؤں) کو کل جائیداد کا ثلث ($\frac{1}{3}$) حصہ دیا گیا۔ اس طرح مسئلہ ۳ سے بنا۔ ان ۳ میں سے ۲ حصے فریق والد کو ملے اور ایک حصہ فریق والدہ کو ملا۔ جب فریق والد کا حصہ ۲ علی پھوپھیوں (جنہیں اختصار مسئلہ کی خاطر ایک چچا شمار کیا گیا تھا) کے درمیان تقسیم کیا تو علی پھوپھیوں کو بھی ایک حصہ ملا۔ اور علی چچے کو بھی ایک حصہ ملا۔ دوسری طرف فریق والدہ کو جو ایک حصہ ملا تھا وہ اس فریق کے ۲ روؤس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا۔ لہذا صحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی۔ ۲ روؤس (ایک راس خالاؤں کا دوسرا راس ماموں کا) اور ان کے حصہ ایک میں تباہ کی نسبت نکلی تو ۲ روؤس سر حال خود ہوئے جب انہیں اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۶ ہوئے جو کہ صحیح مسئلہ ہے پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے عدد روؤس ۲ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ہوا۔ جب عدد روؤس ۲ کو پھوپھیوں کے حصہ ایک سے ضرب دی تو پھوپھیوں کو ۶ میں سے ۲ حصے ملے اور اسی طرح جب ان دو کو چچے کے حصہ ایک کے ساتھ ضرب دی تو علی چچا کو ۶ میں سے ۲ حصے ملے (اس طرح فریق والد کو ۶ میں سے ۴ حصے ملے) دوسری طرف فریق والدہ کو جو ایک حصہ ملا تھا جب ۲ کو اس حصہ سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۲ خالاؤں اور ایک ماموں کا حصہ ہوا (اس طرح فریق والدہ کو ۶ میں سے ۲ حصے ملے) اس کے بعد پھوپھیوں کو حاصل ہونے والے حصہ ۲ کو جب بطن ثانی میں تقسیم کرنے لگے تو اس بطن میں کل ۳ روؤس ہوئے (وہ اس طرح کہ جب بطن ثانی میں موجود بیٹے کے ساتھ بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو بطن ثانی کا ایک بیٹا ۲ بیٹوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور جب بطن ثانی کی ایک بیٹی کے ساتھ بطن ثالث کے دو بیٹوں کا عدد لگایا گیا تو بطن ثانی کی ایک بیٹی ۲ بیٹیوں کے قائم مقام شمار کی گئی جسے اختصار مسئلہ کی خاطر ایک بیٹا قرار دے دیا گیا۔ اس طرح کل ۳ روؤس ہوئے) اب ان ۳ روؤس اور ان کے حصص ۲ کے درمیان تباہ کی نسبت نکلی۔ لہذا ۳ روؤس سر حال خود ہوئے۔ اسی فریق والد میں پھوپھیوں کے ساتھ جو علی چچا کو حصہ ۲ ملا تھا وہ حصہ بعینہ اس کی فرع (بطن ثانی کی وہ بیٹی جو علی چچا کے نیچے

بالمقابل ہے) کو پہنچ گیا۔ کیونکہ یہ ایک بیٹی علی چچا کے تحت ایک ہی فریق ہے۔ اس وقت تک فریق والد کے بطن ثانی میں ۶ میں سے ۲ حصے میت کی علی پھوپھیوں کے حوالہ سے ان کے ماتحت افراد تک پہنچ چکے ہیں اور ۲ حصے علی چچا کے واسطے سے بطن ثانی میں موجود اس کے ماتحت فرد واحد تک پہنچ چکے ہیں۔ اس مسئلہ کی دوسری جانب (فریق والدہ) میں خالات کو حصہ (ایک) ملا تھا۔ اب اس ایک حصہ کو بطن ثانی میں تقسیم کرنے لگے تو کل ۳ روؤس ہوئے (وہ ۳ روؤس اس طرح بنے کہ فریق والدہ میں دوسری علی خالہ کے بیٹے کے ساتھ جب اسکی فرع (بطن ثالث میں موجود دو بیٹوں) کا عدد ۲ لگایا تو یہ ایک بیٹا ۲ بیٹوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور جب فریق والدہ کی پہلی علی خالہ کی بیٹی کے ساتھ اس کی فرع (بطن ثالث کی دو بیٹیوں) کا عدد لگایا تو یہ بطن ثانی کی ایک بیٹی ۲ بیٹیوں کے قائم مقام شمار ہوئی۔ تو مسئلہ کو مختصر کرنے کی خاطر ان ۲ بیٹیوں کو ایک بیٹا بنا لیا گیا۔ اس طرح فریق والدہ کے دوسرے بطن میں علی خالوں کی فرع کا عدد ۳ ہوا) اب ان ۳ روؤس پر ان کا حصہ ایک (جو انہیں میت کی خالوں کی طرف سے ملا تھا) پورا پورا تقسیم نہیں ہوا۔ لہذا صحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی تو جب سهام اور روؤس میں نسبت دی گئی تو بتائیں کی نسبت نکلی۔ لہذا کل عدد روؤس ۳ بہر حال خود ہوا اور اسی فریق والدہ میں جب میت کے ماموں کا حصہ اس کی بیٹی کے واسطے سے بطن ثالث کے ۲ بیٹوں کو دیا گیا۔ تو یہاں بھی حصہ پورا پورا تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے صحیح کی ضرورت پیش آئی۔ جب حصہ ایک اور روؤس ۲ کے درمیان نسبت دی گئی تو بتائیں کی نسبت نکلی۔ لہذا کل عدد روؤس ۲ بہر حال خود ہوا۔ پھر روؤس کو روؤس میں نسبت دی گئی تو ۳ روؤس (جو کہ فریق والد کے بطن ثانی میں علی پھوپھیوں کے حوالہ سے بن رہے تھے) اور فریق والدہ کے بطن ثانی میں ۳ روؤس (جو کہ فریق والدہ کے بطن ثانی میں علی خالوں کے حوالہ سے بن رہے تھے) کے درمیان تماثل کی نسبت نکلی لہذا ان میں سے ایک عدد ۳ کو محفوظ کر لیا اس کے بعد اس عدد کو عدد روؤس سے نسبت دی تو ان میں بتائیں کی نسبت نکلی تو پھر کل عدد روؤس ۳ کو کل عدد روؤس ۲ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۶ ہوئے پھر اس ۶ کے عدد کو اصل مسئلہ ۶ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۶ ہوا جو کہ صحیح مسئلہ ہے پھر ۶ کے عدد کو ہر فریق کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ہوا تو اس طرح بطن ثانی میں

میت کی علی پھوپھی کی فرع کو ۳۶ میں سے ۱۳ حصے ملے (کیونکہ پہلے علی پھوپھیوں کی فرع کو ۶ میں سے ۲ حصے ملے تھے لہذا موجودہ ۶ کو جب ان کے حصہ ۲ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۳ ہوا) اسی طرح علی چچا کی فرع کو بھی ۱۳ حصے ملے اور دوسری طرف (فریق والدہ) میں بطن ثانی میں جائیداد تقسیم ہوئی تو اس فریق میں علی خالائوں کی فرع کو پہلے سے ایک حصہ مل چکا تھا لہذا جب ان کے حصہ ایک کے ساتھ ۶ کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۶ ہوئے اسی طرح میت کے علی ماموں کی فرع کو جو ایک حصہ ملا تھا جب اس کے ساتھ بھی ۶ کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۶ اس کا حصہ ہوا۔ بطن ثانی میں جائیداد تقسیم کرنے کے بعد جب ہم تقسیم ترکہ کی خاطر بطن ثالث میں پہنچے تو فریق والد کی طرف سے آخر میں موجود ۲ بیٹیوں کو میت کے علی چچا کی بیٹی کے واسطے سے ۱۳ حصے مل گئے (یہ وہی ۱۳ حصے ہیں جو کہ علی چچا کی بیٹی کو بطن ثانی میں ملے تھے) انہیں ۲ بیٹیوں کو میت کی علی پھوپھی کے بیٹے کے واسطے سے ۸ حصے ملے (یہ وہی ۸ حصے ہیں جو بطن ثانی میں میت کی علی پھوپھی کے بیٹے کو ۱۳ میں سے ۸ ملے تھے) اور وہ اس طرح کہ جب بطن ثانی میں بیٹے کے ساتھ بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو وہ ۲ بیٹے شمار کئے گئے تھے اور جب بطن ثانی کی ایک بیٹی کے ساتھ بطن ثالث کی ۲ بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو وہ ۲ بیٹیاں شمار کی گئیں تو اس طرح یہ کل ۶ رؤوس قرار پائے اور جب ان ۶ رؤوس میں ۱۳ کو تقسیم کیا گیا تو ۸ بیٹے کو اور ۴ حصے بیٹی کو ملے تھے) فریق والد کے بطن ثالث میں علی پھوپھی کی بیٹی کے ۲ بیٹوں کو ۳۶ میں سے ۴ حصے ملے (اور یہ وہی ۴ حصے ہیں جو کہ بطن ثانی میں میت کی علی پھوپھی کی بیٹی کو ملے تھے)۔ تو گویا فریق والد کے بطن ثالث میں ۲ بیٹیوں کو ۳۶ میں سے ۴ اور ۲ بیٹیوں کو ۳۶ میں سے ۲۰ حصے ملے اس طرح فریق والد کو مجموعی طور پر ۳۶ میں سے ۲۴ حصے ملے۔ دوسری طرف فریق والدہ کے بطن ثالث میں موجود ۲ بیٹیوں کو ۳۶ میں سے ۲ حصے ملے اور ۲ بیٹیوں کو ۳۶ میں سے ۴ حصے ملے (اور یہ ۴ وہی ہیں جو کہ فریق والدہ کے بطن ثانی میں موجود میت کی علی خالہ کے بیٹے کو پہلے ملے تھے) اور انہی ۲ بیٹیوں کو مزید ۶ حصے میت کے علی ماموں کی بیٹی کی طرف سے ملے تو اس طرح بطن ثالث میں فریق والدہ کو مجموعی طور پر ۳۶ میں سے ۱۳ حصے ملے تو اس طرح بطن ثالث میں فریق والد کے ۲ بیٹیوں کو ۴ اور ۲ بیٹیوں کو ۲۰ حصے ملے اور دوسری طرف فریق والدہ کے بطن ثالث میں موجود ۲ بیٹیوں کو ۲ حصے اور ۲ بیٹیوں کو کل ۲۰ حصے ملے۔

سبق نمبر ۱۶

خنثی کا بیان

سوال - خنثی کی تعریف بیان کریں؟
 جواب - خنثی فعلی کے وزن پر خنث سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نرمی و انعطاف اور خنثی کو خنثی بھی اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ لچک اور کسر رکھتا ہے۔

سوال - خنثی کی پہچان کا کیا طریقہ ہے؟
 جواب - خنثی کی دو قسمیں ہیں۔

۲۔ خنثیء مشکل

۱۔ خنثیء محض

۱۔ خنثیء محض

خنثیء محض کی پہچان تو آسان ہے کہ آیا اس خنثیء محض کو مذکر میں شامل کیا جائے یا مونث میں شمار کیا جائے چونکہ مخصوص علامتوں میں سے اگر کوئی علامت مذکر کی پائی جائے گی تو اس خنثی کو مذکر شمار کیا جائے گا اور اگر اس خنثی میں مونث کی علامت پائی جائے گی تو اسے مونث میں شمار کیا جائے گا۔

۱۔ اگر کوئی خنثی مراد نہ آئے تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو اس خنثی کو مذکر شمار کیا جائے گا۔ اور اگر زنانہ آئے تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو اسے مونث شمار کیا جائے گا۔

۲۔ اگر وہ خنثی مراد نہ اور زنانہ دونوں آلات تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اسبق کو دیکھا جائے گا یعنی جس آئے تناسل سے وہ پہلے پیشاب کرے گا اس نوعیت کا فرد شمار کیا جائے گا۔ جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔

۳۔ اگر پیشاب میں مساوات ہو تو صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بھی خاموشی فرماتے ہیں۔

وضاحت

مذکورہ بالا صورتیں خنثی کے بالغ ہونے سے پہلے کی ہیں یعنی جب یہ دیکھنا مطلوب ہو کہ نابالغ خنثی کو مذکر میں شمار کیا جائے یا مونث میں شمار کیا جائے تو مذکورہ بالا صورتوں کا جائزہ لیا جائے اور جب کسی بالغ خنثی کو دیکھنا ہو کہ یہ مذکر ہے یا مونث تو پھر مندرجہ ذیل صورتوں کا جائزہ لیا جائے۔

(۱)۔ اگر وہ خنثی آلہ مذکر سے جماع کرتا ہو یا اس کے چہرے پر داڑھی ہو یا مردانہ آلہ تناسل سے احتلام کرتا ہو تو اسے مذکر شمار کیا جائے گا اور اسے مذکر ہی کے مطابق جائیداد دی جائے گی۔

(۲)۔ اگر وہ خنثی زنانہ آلہ تناسل سے جماع کراتا ہے یا زنانہ آلہ تناسل سے اسے احتلام آتا ہو یا اس کے عورتوں کی طرح پستان بڑھ چکے ہوں یا اسے حیض آتا ہو یا حمل ظاہر ہو جائے تو ان صورتوں میں خنثی کو مونث سمجھا جائے گا۔

۲۔ خنثی ء مشکل

خنثی ء مشکل وہ خنثی ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل تین علامتوں میں سے کوئی ایک علامت پائی جائے۔

(۱)۔ پیشاب اور مادہ تولید تو مردانہ آلہ تناسل سے نکالے لیکن ماہ کے آخر میں اسے حیض بھی آئے۔

(۲)۔ پیشاب تو زنانہ آلہ تناسل سے کرے لیکن مادہ تولید مردانہ آلہ تناسل سے خارج کرے۔

(۳)۔ اسی طرح اگر کسی خنثی میں نہ تو زنانہ آلہ تناسل ہو اور نہ ہی مردانہ آلہ تناسل ہو۔ لیکن وہ پیشاب ناف کے راستہ سے کرے۔

خنثی ء مشکل کا حکم

خنثی ء مشکل کے بارہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ خنثی کو

نقش انصیبین دیا جائے۔ لہذا خنثی کو ایک مرتبہ مذکر اور دوسری مرتبہ مونث شمار کر کے الگ مسئلہ نکالا جائے جس مسئلہ میں خنثی کو کم حصہ مل رہا ہو اسکے مطابق خنثی کو حصہ دیدیا جائے۔ کیونکہ وہ اسکا یقینی حصہ ہے۔ مثلاً "ایک آدمی ایک بیٹا ایک بیٹی اور ایک خنثی چھوڑ کر مرا۔ تو اگر خنثی کو مذکر شمار کیا جائے تو اسے کم حصہ ملتا ہے لہذا اس کے مطابق خنثی کو حصہ دیا جائے گا۔"

مسئلہ ۴			مسئلہ ۵		
میں	بیٹا	بیٹی	میں	بیٹا	بیٹی
خنثی	۱	۱	خنثی	۲	۱
۱	۲	۱	۲	۱	۲
(خنثی کو مونث شمار کرتے ہوئے مسئلہ)			(خنثی کو مذکر شمار کرتے ہوئے مسئلہ)		

امام شعبی کے نزدیک خنثی کا حکم یہ ہے کہ نصف نصیبین بالمنازعة۔ امام شعبی کا یہ قول صاحبین کے نزدیک متنازعہ فیہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ

امام شعبی کے مذکورہ بالا قول کی توجیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ خنثی مشکل کو بیٹے کے حصے کا نصف اور بعینہ اسی مسئلہ میں دوسری مرتبہ خنثی مشکل کو بیٹی کے حصے کا نصف دیدیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ ۹ / ۲

میں	بیٹا	بیٹی	خنثی (مشکل)
۱	۱	۱	$\frac{۳}{۴} = \frac{۱}{۴} + \frac{۱}{۲}$
۲	۲	۱	$\frac{۳}{۴} = ۱ + \frac{۱}{۴}$

جب ورثاء کے حصص $1 + \frac{1}{2} + \frac{1}{2} + \frac{1}{4}$ کو جمع کیا گیا تو کل حصص $(2\frac{1}{4})$ ہوئے اور اب جب ہم نے اسکی کسر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو عدد صحیح کو ربیع $(\frac{1}{4})$ کے مخرج ۴ میں ضرب دی تو یہ کل ۸ ہوئے اور پھر ربیع $(\frac{1}{4})$ کو اس کے اپنے ہی مخرج ۴ میں ضرب دی۔ تو یہ کل ۸ ہوئے اور پھر ربیع $(\frac{1}{4})$ کو اس کے اپنے ہی مخرج ۴ میں ضرب دی تو ایک عدد بنا۔ اس طرح ۸ اور ایک عدد کو آپس میں جمع کیا گیا تو کل ۹ حصے بنے۔ لہذا مسئلہ ۹ سے بنا۔ ۴ بیٹے کو ۲ بیٹی کو اور ۳ حصے خنثی کو ملے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام شعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی توجیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ خنثی کو مذکر بنا کر مسئلہ نکالا جائے اور دوسری مرتبہ خنثی کو مونث بنا کر مسئلہ نکالا جائے۔ خنثی کو مذکر شمار کر کے جس عدد سے مسئلہ بنایا گیا ہے۔ اس عدد کو دوسری طرف جو خنثی کو مونث شمار کر کے عدد اصل مسئلہ برآمد ہوا ہے اس میں ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دوسری صورت کے اصل مسئلہ کو پہلی صورت کے اصل مسئلہ میں ضرب دیجئے اور پھر پہلی صورت کے اصل مسئلہ کو دوسری صورت کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دوسری صورت کے اصل مسئلہ کو پہلی صورت کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دونوں صورتوں کے آخری حاصل ضرب کو جمع کیجئے تو پس یہی صحیح مسئلہ کا عدد ہے۔ اسکے بعد دونوں صورتوں کے ایک جیسے حصہ داروں کے حصے جمع کئے جائیں تو حاصل جمع ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

مسئلہ ۵ لیس ۲۰
مشترکہ لیس ۲۰
مسئلہ ۴ لیس ۲۰

بیٹا	بیٹی	خنثی (بیٹا)	بیٹا	بیٹی	خنثی (بیٹی)
۲	۱	۲	۲	۱	۱
۸	۴	۸	۱۰	۵	۵
			بیٹی		
			بیٹا		
			۱۸ = ۱۰ + ۸	۹ = ۵ + ۴	۱۳ = ۵ + ۸

سبق نمبر ۱۰

حمل کا بیان

سوال - مدت حمل کی وضاحت کریں؟
جواب - کم از کم مدت حمل میں تو سب آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ چونکہ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و حملہ و فصلہ ثلاثون شهرا (الاحقاف - ۱۵)

ترجمہ - بچے کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت ۳۰ مہینے ہے۔
تو اس مجموعی مدت میں سے جب دودھ چھڑانے کی مدت ۲ سال نکال دی گئی تو باقی چھ مہینے حمل کی مدت ٹھہری۔ دودھ چھڑانے کی مدت جو دو سال قرار دی گئی ہے وہ قرآن حکیم کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے۔

حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعتہ (البقرہ - ۲۳۳)

ترجمہ - جو شخص مدت رضاعت (دودھ پلانے کی مدت) پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے لئے مکمل دو سال کا عرصہ ہے۔

اکثر مدت حمل کے بارہ میں آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے۔
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل ۲ سال ہے۔ لیث بن اسد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل ۳ سال ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل ۴ سال ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل ۷ سال ہے۔

سوال - حمل کے لئے کتنا حصہ موقوف رکھا جائے؟

جواب - امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے ۴ بیٹوں یا ۴ بیٹیوں کا حصہ موقوف رکھا جائے پھر ان حصوں میں سے اکثر حصہ کیلئے مقرر کر لیا جائے اور باقی ورثاء کیلئے حمل کو مذکور اور مونث بنا کر دو الگ الگ مسئلے نکالے جائیں۔ ان میں سے جس اعتبار سے حمل کے علاوہ باقی ورثاء کا حصہ کم آتا ہو اسی اعتبار سے حصہ ورثاء کو دیدیا جائے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے ۳ بیٹوں یا ۳ بیٹیوں کا حصہ موقوف رکھا جائیگا۔ پھر ان میں سے جو حصہ

اکثر بنے گا وہ حمل کو دیدیا جائیگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے مطابق حمل کے لئے دو بیٹیوں یا دو بیٹوں کا حصہ موقوف رکھا جائے ان میں سے اکثر حصہ حمل کو دے دیا جائے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے فقط ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ موقوف رکھا جائے اسکی وضاحت تخریج مسئلہ میں آئیگی۔

فتویٰ

فتویٰ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہے کہ حمل کے لئے ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ موقوف رکھا جائے۔

سوال - حمل کے میت کی طرف سے ہونے اور نہ ہونے کی بنا پر تقسیم وراثت کیسے ہوگی؟

جواب - (۱) اگر حمل میت کی طرف سے ہے (ایک مرنے والے شخص نے اپنے پسماندگان میں اپنی حاملہ بیوی چھوڑی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ حمل میت کی طرف سے ہے) اور اس کی بیوی نے اکثر مدت حمل یا اکثر مدت حمل سے کم عرصہ پر بچے کو جنم دیا اور اس عورت نے عدت کے گزرنے کا اقرار بھی نہیں کیا تو اس صورت میں نومولود بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

(۲) - اگر متوفی کی بیوی اکثر مدت حمل کے بعد بچے کو جنم دے تو وہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث نہیں بنے گا۔

(۳) - اور اگر بچہ مرنے والے شخص کا حمل نہیں ہے بلکہ متوفی کے علاوہ وہ کسی اور شخص کا حمل ہے (مثلاً "متوفی کے بھائی نے کسی عورت سے شادی کی تھی اب اس عورت کا حمل متوفی کی طرف منسوب نہیں بلکہ متوفی کے غیر کی طرف منسوب ہے) اور اس کی والدہ نے بچے کو چھ ماہ پر یا چھ ماہ سے کم عرصہ میں جنم دیا تو اس صورت میں ہونے والا بچہ اس متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

(۴) - اور اگر کسی غیر کا حمل چھ ماہ کے بعد وضع ہو تو پھر وہ نومولود متوفی کی جائیداد کا وارث نہیں بنے گا۔

سوال - حمل کا کس حد تک زندہ برآمد ہونا نومولود کے زندہ ہونے پر دلالت کرے گا؟

جواب - (۱) - اگر بچے کے جسم کا کم حصہ بقید حیات برآمد ہو اور جسم کا اکثر حصہ بقید ممت برآمد ہو تو اس صورت میں یہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث نہ ہو گا۔

(۲) - اگر بچے کے جسم کا اکثر حصہ بقید حیات برآمد ہو اور جسم کا کم حصہ بقید ممت برآمد ہو تو اس صورت میں یہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

سوال - بچے کے اکثر اور اقل جسم کا اندازہ کیسے لگایا جائے؟
جواب - (۱) - اگر بچہ مستقیاً برآمد ہو (سر کی طرف سے برآمد ہو) تو پھر اس کے سینے کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اس کا تمام سینہ بقید حیات برآمد ہو تو بچہ جائیداد کا وارث بنے گا بصورت دیگر نہیں۔

(۲) - اگر بچہ منقوصاً برآمد ہو (پاؤں کی طرف سے برآمد ہو) تو پھر اس بچے کی ناف کا اعتبار کیا جائے گا یعنی جب بچہ ناف تک برآمد ہو تو وہ زندہ تھا تو اس صورت میں وہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

سوال - حمل کی صورت میں مسئلہ حل کرنے کا طریقہ بیان کریں؟
جواب - (۱) - حمل کے دو مسئلے اس طرح سے بنائے جائیں کہ حمل کو بائیں و رثاء کے ساتھ ایک مرتبہ مذکر شمار کر کے مسئلہ نکالا جائے۔ اور دوسری مرتبہ حمل کو مونث شمار کر کے مسئلہ نکالا جائے۔ دونوں مسئلوں کے عدد تصحیح کو پیش نظر رکھا جائے۔ اگر ان کے درمیان تباہی کی نسبت ہو تو پھر ہر مسئلہ کے کل عدد تصحیح کو دوسرے مسئلہ کے کل عدد تصحیح سے ضرب دی جائے اور اگر ان دونوں مسئلوں کے عدد تصحیح کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر ہر مسئلہ کے عدد تصحیح کے وفق کو دوسرے مسئلہ کے کل عدد تصحیح سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب مجموعی صحیحی مسئلہ کا عدد ہو گا۔

(۲) - پھر ایک مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ دوسرے مسئلہ کے کل یا وفق کو ضرب دی جائے۔

(۳) - پھر ضرب دینے کے ساتھ دونوں مسئلوں میں سے جو جو حصہ و رثاء کو مل چکا ہے جس مسئلہ کی رو سے حصہ کم ملا ہے اس مسئلہ کے مطابق ہر حصہ دار کو کم حصہ دیا جائے اس اقل حصہ اور دوسرے مسئلہ کے اکثر حصہ کے درمیان جتنے عددوں کا فرق نکلتا ہو اسے موقوف قرار دیا جائے۔

(۴) - جب حمل ظاہر ہو جائے اور وہ حمل تمام موقوف حصے کا مستحق نکلے تو اب

مزید مسئلہ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ موقوف حصہ اس حمل کے سپرد کر دیا جائے۔

(۵)۔ اگر ظاہر ہونے والا حمل تمام موقوف حصے کا مستحق نہ ہو بلکہ بعض موقوف حصے کا مستحق ہو تو وہ حمل اس بعض حصے کو پالے گا اور باقی ماندہ حصہ کو ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (جتنا حصہ موقوف تھا وہ ہر حصے دار کو دے دیا جائے)

مثال

مندرجہ ذیل مثال میں حمل کو ۴ بیٹے شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

میتہ مسئلہ ۲۴/۲۸ = ۸ × ۲۱۶ = مؤنت				میتہ مسئلہ ۲۴/۲۸ = ۳ × ۲۱۶ = مؤنت			
والد	والدہ	بیوی	بیٹی	والد	والدہ	بیوی	بیٹی (۳)
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$	غصبر
۴	۴	۳	۱۶	۴	۴	۳	۱۳
۳۲	۳۲	۲۴	۱۲۸	۳۹	۱۲	۹	۳۹
۳۴	۳۶	۲۷	۱۱۷	۱۱۷	۲۷	۲۷	۱۱۷
والد	والدہ	بیوی	بیٹی	والد	والدہ	بیوی	بیٹی
۴	۳۲	۲۴	۱۳	۴	۳۲	۲۴	۱۳
موقوف ۴	۲	۳	۱۰۴				

عمل

(۱)۔ حمل کو ایک مرتبہ باقی حصہ داروں کے ساتھ مذکر شمار کر کے حصہ نکالا تو مسئلہ ۲۴ سے بنا۔ نتیجہ کے طور پر ۲۴ میں سے ۴ باپ کو ۴ والدہ کو ۳ بیوی کو اور ۱۳ حصے بیٹی اور حمل (مذکر) کو ملے۔ ان ۱۳ حصوں اور ان کے رؤوس ۳ کے درمیان تباہی کی نسبت ہے لہذا کل رؤوس ۳ بسر حال خود ہوئے۔ پھر ۳ کو اصل مسئلہ ۲۴ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۷۲ تصحیح مسئلہ ہوا۔ پھر کل عدد رؤوس ۳ کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو متونی کے والد کو ۷۲ میں سے ۱۲

والدہ کو ۱۲ بیوی کو ۹ اور بیٹی اور حمل کو ۳۹ ملے۔
 (۲) - پھر دوسری مرتبہ دوسرے مسئلہ میں حمل کو باقی حصہ داروں کے ساتھ
 مونث شمار کر کے حصہ نکالا تو نتیجہ میں والد کو ۴ والدہ کو بھی ۴ بیوی کو ۳ اور بیٹی
 اور حمل کو ۱۶ حصے ملے۔ اس طرح یہ مسئلہ ۲۲ سے ۲۷ تک عول کر گیا۔ جس
 مسئلہ میں ہم نے حمل کو مذکر شمار کیا اس کے عدد تصحیح ۷۲ اور جس مسئلہ میں ہم
 نے حمل کو مونث شمار کیا اس کے عدد تصحیح ۲۷ میں جب نسبت دی گئی تو توافق
 تسعی کی نسبت نکلی۔ اس طرح ۷۲ کا وفق تسعی ۸ بنا۔ ہم نے اس ۸ کو دوسرے
 مسئلہ کے عول ۲۷ میں ضرب دی تو کل ۲۱۶ حاصل ضرب ہوئے۔ اسی طرح
 دوسرے مسئلہ کے عدد تصحیح ۲۷ کے وفق تسعی ۳ کو پہلے مسئلہ کے تصحیحی عدد ۷۲
 سے ضرب دی تو یہ بھی ۲۱۶ ہوئے تو پھر پہلے مسئلہ (جس میں حمل کو مذکر شمار کیا
 گیا ہے) کے وفق ۸ کو جب دوسرے مسئلہ (جس میں حمل کو مونث شمار کیا
 گیا ہے) کے حصے داروں کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو نتیجہ میں متونی کے والد
 کو ۳۲ والدہ کو بھی ۳۲ بیوی کو ۲۲ اور بیٹی اور حمل کو ۱۲۸ ملے جب دوسرے
 مسئلہ کے وفق ۳ کو پہلے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو
 بیٹی اور حمل کو ۱۱۷ حصے ملے۔

(۳) - دونوں مسئلوں میں سے ہر ایک حصہ دار کو جو جو حصہ ملا ان میں سے کم
 حصہ اس متعلقہ حصہ دار کو دے دیا گیا اور باقی حصہ موقوف کر لیا (مثلاً پہلی
 صورت میں باپ کو ۳۶ اور دوسری صورت میں باپ کو ۳۲ حصے ملے تو باپ کو کم
 حصہ ۳۲ دینے کے بعد ۴ کو موقوف کر لیا گیا اور اسی طرح والدہ کو ۳۲ حصے دینے
 کے بعد ۴ کو موقوف کر لیا گیا پھر بیٹی اور حمل کے پہلے مسئلہ کی صورت میں ۱۱۷
 ملے تھے اور دوسرے مسئلہ کی صورت میں ۱۲۸ حصے ملے تھے۔ لہذا بیٹی کو ۱۱۷ میں
 سے نواں حصہ ۱۳ دیا گیا اور یہ اس لئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 حمل کو ایک مرتبہ ۴ مذکر اور دوسری مرتبہ ۴ مونث شمار کیا جاتا ہے پھر ہر حصہ
 دار کو دو مختلف مسئلوں میں سے کم حصہ دیا جاتا ہے تو بیٹی کا کم حصہ اسی وقت بنتا
 ہے کہ جب حمل کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ۴ مرد شمار کیا
 جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بیٹی سمیت حمل کے ۹
 رؤوس ہوئے اور انہیں حاصل ہونے والے حصہ ۱۱۷ کا $\frac{1}{9}$ (حصہ ۱۳ نکلا
 جو بیٹی کو دیا گیا ہے تو جب ۱۰۴ کے ساتھ باقی حصہ داروں کے موقوف عدد کو ملایا تو

یہ کل ۱۱۵ ہوئے)

(۱) - اگر حمل ایک بیٹی کی صورت میں وضع ہو یا ایک سے زائد بیٹیوں کی صورت میں سامنے آئے تو موقوف حصہ ۱۱۵ میں بیٹی کے حصہ ۳۳ کو شامل کر دیا جائے تو یہ کل ۱۳۸ ہوئے جو کہ بیٹیوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ہم نے حمل کو بیوی والدہ اور والد کے حق میں مونث شمار کیا تو والدین اور بیوی کو جو حصہ حمل کے مونث ہونے کی صورت میں مل سکتا ہے وہی ہم نے ان کے سپرد کر دیا اور جو کچھ باقی بچا وہ ۱۳۸ ہوا اور یہ دو بیٹیوں کا حصہ ٹھہرا۔ جو کہ ان میں برابر تقسیم کر دیا گیا دیکھئے۔ جب حمل کو مونث شمار کیا گیا تھا تو اسے بالاخر ۱۳۸ حصے ملے تھے اور اب بھی اسے اتنا حصہ ہی مل رہا ہے۔

وضاحت

اگر رؤوس اور سهام کے درمیان تماثل کی نسبت نہ ہو بلکہ تباہین یا توافق کی نسبت ہو تو (جیسا کہ حمل کو ۲ بیٹیاں شمار کر دیا جائے تو کل رؤوس ۳ ہو جائیں گے۔) اس صورت میں کل عدد رؤوس یا وفق عدد رؤوس کو اصل مسئلہ ۲۱۶ میں ضرب دی جائے گی پھر ان ۳ رؤوس کو ہر حصے دار کے حصے کے ساتھ ضرب دی جائے۔

(۵) - اگر حمل ایک بیٹی کی صورت میں یا ایک سے زائد بیٹیوں کی صورت میں ظاہر ہو تو پھر والدین اور بیوی کو ان کا موقوف حصہ دے دیا جائے گا تو اس طرح والدین کو ۲۲۴ کی بجائے ۳۶۴ اور بیوی کو ۲۴ کی بجائے ۲۷ حصے ملیں گے اور پھر بیٹی اور حمل کو (جو کہ بیٹا یا متعدد بیٹیوں کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔) اسے حصہ دینے کے لئے بیٹی کے حصہ ۱۳ کو اور باقی ماندہ ۱۰۴ کو جمع کر لیا جائے پھر مذکور اور مونث میں ۱:۲ کے تحت تقسیم کر دیا جائے۔

(۶) - اگر حمل مردہ بچے کی صورت میں سامنے آیا تو پھر والدین اور بیوی کو ان کے موقوف حصے دے دیئے جائیں گے اور بیٹی کو کل جائیداد ۲۱۶ کا نصف (۱۰۸) دیا جائے گا۔ (چونکہ پہلے بیٹی کو ۱۳ حصے مل چکے ہیں لہذا جب ان ۱۳ میں موقوف عدد ۱۰۴ میں سے ۹۵ کو شمار کیا جائے گا تو کل ۱۰۸ بن جائیں گے اور یہ ۱۰۸، ۲۱۶ کا نصف ہیں) اب ۱۰۴ میں سے ۹۵ نکالے گئے تو باقی ۹ حصے بچے۔ جو کہ والد کو

بطور عصبہ ہونے کے مل جائیں گے اس طرح والد کا حصہ ۲۲ میں ۲۵ ہو جائے گا

مفقود، قیدی، اور غرق، حرقی، ہدمی کا بیان

سوال - مفقود کی تعریف اور حکم بیان کریں؟
 جواب - مفقود اسم مفعول کا صیغہ ہے جو کہ نقد سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں گم ہونا اور اصطلاح شرح میں مفقود اس شخص کو کہتے ہیں جو گھر سے غائب ہو اور اس کی بابت یہ علم نہ ہو سکے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔

حکم

مفقود اپنے حال میں زندہ شمار کیا جائیگا لہذا جب تک اس کے معدوم ہونے کا قطعی اور یقینی علم نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی بھی شخص اسکی جائیداد کا وارث نہیں ہو سکتا اور مفقود اپنے غیر کے مال میں مردہ شمار کیا جائے گا۔ لہذا وہ کسی دوسرے کے مال کا وارث نہیں بنے گا بلکہ اسکا حصہ بطور امانت محفوظ رکھا جائیگا حتیٰ کہ اسکی موت کا قطعی علم ہو جائے۔ یا اس پر موت کی مدت گزر جائے۔

مدت موت

- ۱۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی مفقود ۱۲ سال تک لاپتہ رہے تو اس پر مرنے کا حکم لگا دیا جائے گا۔
- ۲۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مدت موت ۱۱۰ سال قرار دی ہے۔
- ۳۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۵ سال مدت موت قرار دی ہے۔
- ۴۔ بعض علماء نے ۹۰ سال مدت موت قرار دی ہے۔
- ۵۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مفقود کا مال قاضی کے اجتہاد پر موقوف ہوگا۔ یعنی جب قاضی یہ محسوس کرے کہ مفقود جیسا شخص اتنا عرصہ دراز تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ تو پھر قاضی مفقود پر موت کا حکم لگا دے۔ اگر کسی شخص کے مفقود ہونے کے بعد کسی ایسے شخص کا انتقال ہو جائے کہ جس کے مال کا

مفقود وارث بنتا ہے تو ایسی صورت میں مفقود کے حصہ کو محفوظ لکھا جاوے۔
 حمل کی طرح دو الگ الگ مسئلے بنائے جائیں۔ ایک مسئلہ میں مفقود کو زندہ شمار
 کرتے ہوئے اور دوسرے مسئلہ میں مفقود کو مردہ شمار کرتے ہوئے حصہ داروں کو
 حصص دیئے جائیں اور جس تقدیر پر حصہ داروں کا کم حصہ ہو۔ وہی حصہ حصے
 داروں کو دے دیا جائے۔ مثلاً

دوسرا مسئلہ

پہلا مسئلہ

مسئلہ ۲ تقریباً $4 \times 8 = 56$	مسئلہ ۱ $4 \times 8 = 56$	مسئلہ ۲ تقریباً $4 \times 8 = 56$	مسئلہ ۱ $4 \times 8 = 56$
عبد خاند	سگابھائی (زندہ مفقود) خاند	سگابھائی (سگابھائی)	سگابھائی (مفقود)
۱/۲	۱/۲	۲/۳	۳
۱	۳	۲	۳
۲	۲۲	۳۲	۳۲
۲۸	۱۲	۱۲	۱۲
	۲۲	۱۲	۱۲
	۲	۱۸	۱۸
	موقوف		

عمل

ان دو مسائل میں سے ایک مسئلہ میں مفقود کو زندہ اور دوسرے مسئلہ میں مفقود
 کو مردہ شمار کیا گیا۔ پھر پہلے مسئلہ کے عدد ۸ کو دوسرے مسئلہ کے عدد ۷ سے
 نسبت دی گئی تو بتائیں کی نسبت نکلی لہذا پہلے مسئلہ کے عدد ۸ کو دوسرے مسئلہ کے
 عدد ۷ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۵۶ ہوئے اور اسی دوسرے مسئلہ کے عدد ۷
 کو پہلے مسئلہ کے عدد ۸ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۵۶ ہوئے۔ اس کے بعد
 پہلے مسئلہ کے عدد ۸ کو دوسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ
 ضرب دی تو خاند کو ۲۲ اور سگی بہنوں کو ۳۲ حصے ملے اور دوسرے مسئلہ کے عدد
 ۷ کو پہلے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو نتیجتاً "خاند کو ۲۸

۲۔ سگی بہنوں کو ۱۴ اور ایک سگے بھائی (وہ مفقود البحر جسے زندہ شمار کیا گیا۔) کو بھی ۱۴ حصے ملے۔ اس کے بعد دونوں منسلوں میں سے کم حصہ حصے داروں کے سپرد کر دیا گیا اور باقی کو محفوظ کر لیا گیا تو اس طرح خاوند کو ۲۴ دیکر ۴ حصے محفوظ کر لئے گئے۔ سگی بہنوں کو ۱۴ حصے دیکر ۱۸ حصے محفوظ کر لئے گئے۔

پھر اگر مفقود کا زندہ ہونا ثابت ہو جائے تو خاوند کو اسکے ۴ موقوف حصص واپس کر دیئے جائیں گے تاکہ کل جائیداد (۵۶) کا نصف (۲۸) خاوند کو مل جائے اور بقیہ ۲۸ حصے سگے بہن بھائیوں میں ۱:۲ کے تحت تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اور اگر مفقود کا فوت ہونا ثابت ہو جائے تو پھر سگی بہنوں کو ان کے موقوف حصے دے دیئے جائیں اور خاوند کو اس کے موقوف حصے نہ دیئے جائیں۔

سوال۔ اسلامی قانون وراثت میں مرتد کی شرعی حیثیت بیان کریں؟

جواب۔ جب کوئی مرتد شخص (مذکر) اپنے ارتداد پر مرجائے یا قتل کر دیا جائے یا دارالحدیث کے ساتھ جا کر مل جائے اور قاضی بھی یہ فیصلہ صادر کر دے کہ وہ شخص دارالحدیث کیساتھ مل چکا ہے تو اس سلسلہ میں تین مختلف اقوال ہیں۔

(۱)۔ سراج الائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو کچھ مرتد سے حالت اسلام میں کمایا تھا وہ مال تو اس کے مسلمان ورثاء کا ہو گا اور جو اس سے حالت ارتداد میں مال کمایا ہو گا وہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائیگا۔

(۲)۔ صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا قول یہ ہے کہ تمام مال اس کے مسلمان ورثاء کو دیا جائیگا۔

۳۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مرتد کا تمام مال بیت المال میں جمع کرا دیا جائیگا اور مرتد نے جو مال دارالحدیث کے ساتھ لاحق ہونے کے بعد کمایا ہے وہ بالاتفاق مال فنی ہے۔ (فنی اس مال کو کہتے ہیں جو لڑائی کے بغیر کفار کا مال ہاتھ میں آئے۔ ایسے مال میں تمام مسلمان کا حصہ ہوتا ہے) اور مرتدہ (دارہ اسلام سے خارج ہونیوالی عورت) کا تمام مال بالاتفاق اس کے تمام مسلمان ورثاء کیلئے ہو گا۔

مرتد (مرد) اور مرتدہ (عورت) مسلمان کے مال کے وارث نہ ہوں گے اور نہ ہی اپنے جیسے کسی دوسرے مرتد اور مرتدہ کے وارث ہوں گے۔ ہاں اگر تمام کا تمام شہر ہی مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

سوال۔ اسلامی قانون وراثت میں قیدی کی شرعی حالت بیان کریں؟

جواب - اسلامی قانون وراثت میں قیدی کا حکم تمام مسلمانوں کے حکم کی طرح ہے۔ بشرطیکہ وہ دین اسلام پر قائم ہو۔ اگر قیدی دائرہ اسلام سے انحراف کرے تو اس کا حکم مرتد کی طرح ہو گا اور اگر کسی قیدی کی موت و حیات کا یقینی علم نہ ہو تو اس کا حکم مفقود کی طرح ہو گا۔

سوال - اسلامی قانون وراثت میں ایک ساتھ ڈوب کر (غرق) جل کر (حرق) اور دب کر (ہڈمی) مرنے والے متعدد رشتہ دار اشخاص کی شرعی حیثیت بیان کریں؟

جواب - جب باہم رشتہ داروں کی ایک جماعت مرجائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون شخص مرا ہے اور بعد میں کون شخص مر رہا ہے۔ مثلاً "ایک کار میں متعدد رشتہ دار سوار تھے۔ ایک سیڈنٹ کی وجہ سے وہ سب مر گئے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے تو پھر ایسی صورت میں سمجھا جائیگا کہ گویا تمام افراد اکٹھے ہی مرے ہیں تو ہر ایک کا مال اسکے زندہ ورثاء کیلئے ہو گا۔ یکبارگی مرنے والے متعدد رشتہ دار ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث نہ ہونگے۔ جیسے باپ اور اس کا بیٹا اکٹھے مر گئے اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے اور دونوں باپ بیٹے نے اپنے پسماندگان میں ایک ایک بیٹی کو چھوڑا ہے تو ایسا صورت میں یہ باپ اور بیٹا تو آپس میں ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث نہیں بنیں گے لیکن ان کی پسماندگان بیٹیاں ہر دو طرف سے وارث بنیں گی۔

التماس

استفادہ کرنے والے حضرات سے التماس ہے کہ میرے لئے دنیا و آخرت کی بہتری کی دعا کریں اور اصلاح کی خاطر کتاب میں غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں اور درگزر بھی فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ اجمعین ۵

دعا گو و دعا جو!
مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ سیوال

وَأَنْتُمْ السُّؤْلُ وَخِزْوَةٌ وَأَنْتُمْ عَنْهُ فَأَنْتُمْ وَأَنْتُمْ

حدیث نبوی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي

تشریحی حدیث

تالیف

جامع المنقول و المنقول حضرت
علامہ پیر مظہر فرید شاہ صاحب
نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر

بزم نشریات - بنات الاسلام - جامعہ فریدیہ ساہیوال

فون : ۲۶۸۵

درجہ عربیہ (مدارس عربیہ) اور لار سے متعلق طلباء و طالبات کیلئے

علم ہیراث کی لاجواب کتاب

وَعَلِّمُوهُمُ الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُمُ النَّاسَ فَإِنَّهَا أَنْصَفُ الْعِلْمِ



اصول ہیراث

تالیف

جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ

پیر مظہر شریذ شاہ صاحب

نائب مہتمم جامعہ شریذیہ

ناشر

ملتیہ نظامیہ جامعہ شریذیہ ساہیوال
فون ۲۶۸۵